نکاح محمدی

ایک مجلس کی تین طلاق کا شرعی حکم

تالیف

خطیب الہند

مولانا محمد صاحب محدث جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیق و تحقیق

مولانا حافظ عبداللطیف اثری

استاذ حدیث وفقہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو

اہلحدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن (یوپی)

نکاح محمدی

ایک مجلس کی تین طلاق کا شرعی حکم

تالیف

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیق و تحقیق

مولانا حافظ عبداللطیف اثری
استاذ حدیث و فقہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو

اهلحدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن (یوپی)

نام کتاب	:	نکاح محمدی
تالیف	:	خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جوناگڑھی رحمہ اللہ
تعلیق وتحقیق	:	مولانا حافظ عبداللطیف اثری
طابع وناشر	:	اھلحدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن (یوپی)
سال اشاعت	:	جون ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	160



MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com

القرآن پبلیکشنز سری نگر	مکتبہ دار السلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر
اسلامک بک سروس سری نگر	مکتبہ المعارف ممبئی، عمری بک ڈپو ممبئی
ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس حیدر آباد	مکتبہ الاثر پرانی حویلی حیدر آباد
دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدر آباد	مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر

فہرست مضامین

جل جلاله

اپنی بات

علماء احناف نے نشۂ تقلید سے مست ہوکر جن احادیث وآثار اور مسائل شرعیہ کا انکار کیا ہے انہیں میں سے ''ایک مجلس کی تین طلاقوں'' کا مسئلہ بھی ہے، یہ حضرات ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ماننے پر بضد ہیں اور اس کو صحیح ومطابق شرع ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کررہے ہیں، انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ان کی یہ ضد نصوص قرآن وحدیث اور کم وبیش ایک ہزار صحابہ کے اجماع اور تابعین تبع تابعین کے فتاوے کے خلاف ہے، اور تین مجلس میں تین بار طلاق دینے کی شریعت کی نظر میں جو حکمت وفلسفہ ہے اس کے عین مخالف ہے۔

علماء احناف اس سلسلے میں کبھی اپنے خود ساختہ اجماع کا سہارا لیتے ہیں کبھی حضرت عمر کے سیاسی فیصلے کو، کبھی حضرت ابن عباسؓ کے ایک فتوی کو، اور کبھی خود اپنے بنائے ہوئے اصول کو، اور یہ حضرات اپنے اس قول کی تائید میں کبھی فتاوے لکھتے ہیں کبھی کتابیں لکھتے ہیں اور کبھی اپنے مجلّات ورسائل کے خصوصی نمبرات شائع کرتے ہیں اور اپنے مقلد بھائیوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہماری ہی بات حق اور مبنی بر کتاب وسنت ہے، اور صرف اسی پر بس نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ مخالفین سنت نبوی، ان علماء کا استہزاء بھی کرتے رہتے ہیں جو حدیث رسول پر عامل ہیں اور ''اتبعوا ما انزل ما الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء اور فلا وربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما'' جیسے قرآنی فرمودات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمہ وقت قرآن وحدیث کی تلاش میں رہتے ہیں اور سمعنا واطعنا ہی جن کا شیوہ ومطمح نظر ہے۔

عرصہ دراز پہلے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے بھی اس سلسلہ میں ایک فتوی صادر ہوا تھا اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی مانتے ہوئے مسلمانان ہند کو ترک حدیث کا مشورہ دیا گیا تھا اور اہل حدیث کو جی بھر کر کوسا گیا تھا۔

مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کو اس فتوی کی اطلاع بہت دیر میں ملی تھی لیکن پھر بھی آپ نے اس فتوی کا بھرپور جائزہ لیا تھا اور مفتی دارالعلوم دیوبند کے قائم کردہ خودساختہ دلائل کو تار عنکبوت ثابت کرتے ہوئے ایسے ایسے سوالات کئے تھے اور ایسے دلنشیں انداز میں کہ حق کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں رہ گیا تھا، لیکن اذا لم تستحی فاصنع ماشئت کے پیش نظر علماء احناف ومفتیان دیوبند اپنی اسی ضد پر اب تک قائم ہیں جب کہ ہزاروں انصاف پسندوں نے تقلید کو خیر باد کہہ کر کتاب وسنت کو گلے لگالیا ہے اور جیسے جیسے تقلید کا نشہ اتر رہا ہے علماء احناف بھی کتاب وسنت پر عامل ہورہے ہیں

مولانا محمد صاحب جوناگڈھی رحمہ اللہ نے اس فتوی سے متعلق جو سوالات اٹھائے ہیں اور اس کے لئے جو انداز اختیار کیا ہے اس کی ایک جھلک آپ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں

”کیا اصول اسلام کے لحاظ سے آں حضرت ﷺ کے فرمان آپ کے فیصلے اور آپ کے حکم کو حضرت عمر منسوخ کر بھی سکتے ہیں“

☆ پچیس سال تک جو امر مسلمانوں میں جاری رہے جو قاعدہ اللہ کے رسول ﷺ بتلائیں اس کو اٹھا دینے کا حضرت عمر کو منصب ہے بھی۔

☆ زمانہ فاروقی کے تین سالوں کے اجماع کو کیوں نہ مانیں جب کہ دوسرے کو مانتے ہیں

☆ زمانہ فاروقی کے اجماع کو مانتے ہیں تو صدیقی اجماع کو کیوں نہیں مانتے

☆ خلافت فاروقی میں دو اجماع اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف، پھر کس کو مانا جائے۔

☆ آں حضرت ﷺ کے اجماع کو کیوں نہیں مانتے۔

☆ آں حضرت ﷺ حضرت ابوبکر اور عمر میں سے کس کا حکم بھاری ہے۔

یہ کتاب عرصہ پہلے "نکاح محمدی" کے نام سے شائع ہوکر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہے، یہ کتاب اس موضوع پر لکھی گئی دوسری کتابوں سے اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ اس کے اندر حلالہ، مفقود الخبر شوہر، نفقہ مطلقہ، مظلومہ اور معلقہ کی رہائی سے متعلق مفید بحث بھی موجود ہے جس سے دوسری کتابیں خالی ہیں، خاص طور پر حلالہ کے حرام ہونے پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔

سلسلۂ محمدیات کی دیگر کتب کی طرح اہلحدیث اکیڈمی مئو نے جب اسکی جدید طباعت کا عزم کیا تو اسکے مراجعہ وتحشیہ کا کام ناچیز کے حوالے کیا۔ میں نے مراجعہ کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کا سورہ وآیت نمبر لکھا ہے احادیث کی تخریج کی ہے اور بہت سے مسائل کے مراجع ومصادر کی جانب رہنمائی کی ہے۔ جہاں حاشیہ ونوٹ کی سخت ضرورت تھی وہاں پر حاشیہ بھی لکھا ہے۔ اور کتاب میں موجود حوالے نئی طبع شدہ کتابوں کی روشنی میں از سر نو ترتیب دیا ہے، سابقہ ایڈیشن میں کتابت وطباعت کی جو غلطی رہ گئی تھی اسے درست کیا ہے، اور بعض تسامحات کی تصحیح کی ہے۔ میں اہل حدیث اکیڈمی مئو کے ذمہ داران کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے اس اہم علمی کام کے لئے مجھ پر اعتماد کیا اور ہر طرح سے تعاون دے کر اس کام کو مکمل کرنے میں میری مدد کی، اللہ تعالی ان کے اس عزم وحوصلہ کو قائم رکھے اور اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین تقبل یارب العالمین۔

ابوسہیل انصاری

۱۷/۳/۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین

اما بعد!

ایک ساتھ کی تین طلاقوں کا ایک ہی شمار ہونا

وجہ تصنیف: مدتیں گذریں ''اخبار محمدی'' میں ایک مضمون اسی عنوان کا نکلا تھا، برسوں بعد مفتی صاحب دیوبند کو اس کی تردید کی ضرورت پڑی، وہ حنفی المذہب ہیں اور حنفی مذہب اس مسئلہ میں خلاف حدیث ہے، لہذا نہ مذہب نے اس مسئلہ کو تسلیم کیا نہ بحیثیت مقلد ہونے کے مفتی صاحب اسے مان سکتے ہیں بلکہ انہیں تو آنکھ بند کر کے وہی کہنا ہے جو اگلوں نے کہا ہے،

رشتہ در گردنم افگندہ دوست = می بردہر جا کہ خاطر خواہ اوست

حدیث وفقہ

جس طرح ایک اہل حدیث قرآن وحدیث سے باہر نہیں جا سکتا، ایک حنفی بھی حنفیت کی چار دیواری سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا، لہٰذا ہم جناب مفتی صاحب کو مجبور جان کر معذور سمجھ لیتے، لیکن جب رسالہ المفتی ہماری نگاہ سے گذرا تو ہمیں مفتی صاحب اور اکابر دیوبند کی دیانتداری پر سخت افسوس ہوا، اس لئے یہ چند سطریں مکتوب ہیں۔

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

شکایت: ہمیں اس رسالہ کے سرپرست حضرات اور مدیر اور مفتی اور کارکنان دفتر سے یہ بھی ایک بجا شکایت ہے کہ جب انہوں نے ہمارے خلاف نام لکھ کر ایک مضمون لکھا تھا تو ہمت وشجاعت وعلم بلکہ معاصرانہ روش کے بھی خلاف تھا کہ وہ رسالہ ہمیں نہ بھیجتے اُن مکرم حضرات کو یاد رہے کہ۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

یہ رسالہ ماہ صفر میں نکلتا ہے، آج ہمیں کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں سے ہمارے ایک مکرم بھیجتے ہیں اور ہمیں اس مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ پس المفتی کا عملہ یاد رکھے کہ جب کبھی کوئی مضمون ہمارے خلاف لکھے تو مہربانی سے ایک رسالہ یہاں بھی بھیج دے تاکہ ہم بھی آپ کی تقلید پر اپنی تحقیق آپ کے سامنے رکھ سکیں، پھر دیانت کے ساتھ یا ہم آپ کی مان لیں یا آپ اللہ رسول کی مان لیں ؎

یا ہاتھ توڑے جائیں گے یا کھولیں گے نقاب

سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

تنبیہ: دیوبندی حضرات یاد رکھیں کہ زمانہ دراز سے جو آپ ڈھول پیٹتے تھے کہ اہل حدیث قل اعوذیئے ہیں یہ علم سے کورے ہیں اب اس کا پول ظاہر ہو گیا ہے۔ بفضل خدا اہل حدیث کسی طرح آپ کے منہ کا نرم نوالہ نہیں رہے، ان سے بھڑنا پہاڑ کی چٹان سے سر ٹکرانا ہے۔ مولانا تھوڑے ہی عرصے کے چند مباحث نے لوگوں کی کایا پلٹ دی ہے، آپ آج سے پندرہ سال پہلے کی اہل حدیث کی مردم شماری دیکھ کر آج پھر انہیں گن لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے نو سو سال کے قید کئے ہوئے کتنے لوگ ہتھکڑیاں بیڑیاں توڑ کر تقلیدی زنداں خانے سے نکل آئے ہیں۔ اے دیوبند کے عالمو! کب تک حدیث رسول ﷺ پر دنیا کو عمل نہ کرنے دو گے؟ کب تک تعلیم قرآن کو پس پشت ڈالے رکھو گے؟ کب تک چار امتیوں کی

اور پھران میں سے بھی ایک کی اور خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کے چکر میں امت کو پھانسے رکھوگے؟

مذہب امام

کیوں وہی نہیں کہتے جو امام ہمام حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا اذا صح الحدیث فھو مذھبی (۱) یعنی جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے، کب تک امام صاحبؒ کا خلاف کر کے اپنے تئیں ان کا مقلد مشہور کرتے رہوگے؟ وہی کہو جو امام صاحبؒ نے کہا" اترکوا قولی بخبر رسول اللہ ﷺ" (۲) میرے جس قول کو خلاف حدیث رسول ﷺ پاؤ چھوڑ دو۔ سنو

---

(۱) ردالمحتار المعروف به فتاوی شامی ج ۱ ص ۱۶۷ / مقدمه عقد الجید ص ۶

(۲) عقد الجید ص ۵۷ ۔ پوری عبارت اس طرح ہے " اذا قلت قولا وکتاب الله یخالفه فاترکوا قولی بکتاب الله فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفه قال اترکوا قولی بخبر الرسول فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة " یعنی جب میرا قول کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو کہا گیا کہ جب آپ کا فرمان حدیث رسول کے خلاف ہو فرمایا اس وقت بھی ترک کر دو۔ پوچھا گیا جب صحابۂ کرام کے خلاف ہو فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔

علاوہ ازیں حضرت امام ابوحنیفہ کے درج ذیل اقوال بھی کتابوں میں موجود ہیں۔

"لایحل لاحد ان یاخذ بقولنا مالم یعلم من این اخذناه . مقدمه عقد الجید ص: ۶

"اذا رأیتم کلامنا یخالف ظاهر الکتاب والسنة فاعملوا بالکتاب والسنة واضربوا بکلامنا الی الحائط (المیزان الکبریٰ للشعرانی ج ۱ ص: ۶۰) یعنی جب ہمارے اقوال کو کتاب وسنت کے خلاف پاؤ تو کتاب وسنت پر عمل کرو اور ہمارے کلام کو دیوار پر دے مارو۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو طریق محمدی / المدخل للبیہقی، میزان شعرانی، عقد الجید، تاریخ بغداد للخطیب، حجۃ اللہ البالغہ، درمختار، فتاویٰ شامی وغیرہ۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

مقلدوں کی غیر مقلدی

لیکن آپ کی تقلید امام صاحبؒ کی تعلیم کے صریح خلاف ہے، آپ اپنے رسالہ المفتی بابت صفر ص:۳۰۳ میں لکھتے ہیں ''عوام کے لئے مسائل کی علت فقہاء کا فتویٰ ہے، اصل قرآن وحدیث یا قیاس کے دلائل پیش کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ دوسرے احکام میں انہی علتوں سے اجتہاد کرنے لگیں، جس کی نہ ان میں اہلیت ہے اور نہ شرعی اجازت، اس لئے صرف نقل فتویٰ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اسی کو علت سمجھنا چاہئے'' سنا آپ نے؟ قرآن وحدیث دلیل بنانے کے لائق نہیں رہا، فقہاء کے اقوال، عالمگیری کی باتیں فتوے کے قابل اور دلیل بنانے کے لائق رہ گئی ہیں، قرآن وحدیث دکھاوے کے دانت ہیں۔ اقوال فقہاء کھانے کے دانت ہیں ۔قرآن حدیث تبرک کے لئے ہے، عمل کے لئے فقہا کے مختلف، متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف اقوال ہیں۔ مفتی صاحب! اب اس بساط کو لپیٹ لیجئے ۔محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ایسے مجنون نہیں جو حضور ﷺ کے فرمان کو دلیل کہنے سے بھی رک جائیں بلکہ حدیث کی نسبت ان کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے ؎

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

قول مقلد

محترم مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مطلقہ ثلث کا جو حکم ''اخبار محمدی'' نے لکھا ہے بالکل غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے، تمام ائمہ دین جن کی عمریں قرآن وحدیث ہی کے سمجھنے اور سمجھانے اور پڑھنے پڑھانے میں گذر گئی۔ سب اس

پر متفق ہیں کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو اگر چہ وہ اس طرح طلاق دینے سے گنہ گار ہوا۔ لیکن طلاقیں تینوں پڑ جائیں گی"۔

جواب محقق

چونکہ جناب کے مطالعہ میں اپنے ہی مذہب کی کتابیں رہتی ہیں اوران میں ایسی ہی تعلیاں ہوتی ہیں لہذا آپ بھی مکھی پر مکھی ماردیا کرتے ہیں، اگر تقلیدی کنڈل سے نکل کر مذاہب ائمہؒ پر نظریں ڈالیں، دلائل کو دیکھیں اور محققین کی کتابوں کا مطالعہ کریں، حدیثوں کو ایمان داری سے ملاحظہ فرمائیں، تو کبھی بھولے سے بھی ایسے غلط دعوے نہ کریں۔ خدا کا خوف دل میں رکھ کر صحیح مسلم شریف کی اس بالکل صحیح حدیث کو پڑھئے۔ کہ

صحیح مسلم شریف کی حدیث

آنحضرت ﷺ کی پوری زندگی میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین برس میں (ایک ساتھ دی ہوئی) تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی ہیں۔(۱)

اجماع صحابہؓ

پس اول اجماع اور وہ بھی صحابہؓ کا اجماع، ایسی تین طلاقوں کے ایک

(۱) صحیح مسلم ج ۱ صـ ۴۷۸ باب طلاق الثلاث ، ان ابا الصهباء قال لابن عباس اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبی ﷺ وابی بکر وثلاث من امارة عمر فقال ابن عباس نعم .

ابن عباس کی ایک روایت میں تین برس کے بجائے دو برس کا ذکر ہے ، عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة (صحیح مسلم ج ۱ صـ ۴۷۸ / مستدرک حاکم ج ۱ صـ ۱۹۶ کتاب الطلاق)

ہونے پر ہوا ہے۔تقریباً پچیس برس کے عرصہ میں ایک ہستی ایسی نہ تھی جو ایسی ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کو تین شمار کرتی ہو۔اس عرصہ میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتقال اور شہادت ہوئی بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہزاروں ہوں گے لیکن ان سب کا اجماع اسی پر رہا(۱) پھر یہ کہنا کہ یہ اجماع کے خلاف ہے، یہ کہنا کہ یہ تمام ائمہ دین کے خلاف ہے، کہاں تک صحیح ہے؟

پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس پر تم اجماع بتلاتے ہو اس کے خلاف پر اجماع ہے اور اجماع بھی صحابہؓ کا، اہل مدینہ کا، پس آج آپ حدیث کا، فیصلہ خلیفہ برحق کا، اجماع صحابہ کا، اجماع اہل مدینہ کا خلاف نہ کریں اور جو اس پاک زمانے کے فتوے پر آج ہیں ان کی شان میں گستاخی نہ کریں ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام
زیر قدمت ہزار جان است

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں جو حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں ۱۱ھ میں ہوئی اس میں بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔جن میں ستر قاری قرآن تھے جو پورے قرآن کریم کے حافظ وقاری وعالم ومفسر تھے۔(۲) امام محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ فقہاء اور قراء مسلمان صحابہ صدیق اکبرؓ کی خلافت کے زمانے میں بہت سے یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈر لگنے لگا کہ کہیں قرآن کریم کا کوئی حصہ فوت نہ ہو جائے (۳) پس برادران اسلام غور فرمائیں کہ یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک مرتبہ دی ہوئی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا کرتے تھے۔

---

(۱) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں، اعلام الموقعین مترجم اردو ج ۲ ص ۶۹ مطبوعہ مکتبہ الفہیم مئو

(۲) اعلام الموقعین اردو ص ۶۹

(۳) اعلام الموقعین اردو ص ۷۰

اب کسی کا اپنی بے خبری سے یہ کہہ دینا کہ کوئی امام دین اس کا قائل نہیں کس قدر تعجب خیز ہے؟ کیا یہ صحابہ کرام ان کے نزدیک ائمہ دین نہ تھے؟ کیا یہ فقیہ اور عالم نہ تھے؟ چوتھائی صدی اسلام پر گذر چکی ہے اور ایک شخص ان میں ایسا نہیں جو ایسی ایک ساتھ ایک جگہ دی ہوئی ہے تین طلاقوں کو تین شمار کرتا ہو، بلکہ مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر خلافت فاروقی کے زمانے کے تین سال تک اسی مسئلہ پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مع خلفاء رہے۔

الحمد للہ۔ حضور ﷺ کی حیات میں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انتقال فرما گئے، اسی پر رہے۔ خلافت صدیق میں جو صحابہؓ واصل بخدا ہوئے۔ اسی مذہب پر رہے۔ تین سال تک خلافت فاروقی میں جتنے صحابہؓ شہید ہوئے یا ویسے ہی رب سے ملے، سب کا فتویٰ یہی رہا۔ اس مدت مدید تک ایک صحابی بھی اس مسئلے میں مخالف نہ تھا، یہ اور بات ہے کہ دیوبند کے مفتی صاحب انہیں ائمہ دین میں نہ گنیں ان کے اجماع کو اجماع نہ کہیں۔

مزید برآں خدا کا فضل ہے کہ ان کے بعد ان کے خلاف پر اجماع بھی نہیں ہوا۔ لیکن شان خدا ہے مفتی دیوبند الٹی گنگا بہا رہے ہیں اور ان تمام واقعات کا انکار کر رہے ہیں۔

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا
بہار کیسی ؟ نشان بہار تک نہ رہا

قول مقلد

اس کے بعد مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ و قول مردود و مخالف اہل سنت والجماعت کے ہے۔ روافض وغیرہ نے لیا ہے اس کو۔

جواب محقق

اس کی نسبت عرض ہے کہ جناب مقلد کی نظر میں اتنی وسعت کہاں؟ کہ وہ علم دلیل سے حاصل کرے؟ اگر آپ تحقیق کرتے تو بزرگان دین کی شان میں نہ اتنی گستاخی کرتے نہ ان کی اس قدر توہین کرتے؟

سلف کا فتویٰ

سنئے! ہر زمانے میں بفضل خدا اس کا فتویٰ دینے والے لوگ رہے اور آج تک بھی ہیں۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کا فتویٰ ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک شمار کرلی جائیں گی۔ حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ گو ان تینوں پچھلے بزرگوں سے دوسری روایت میں دوسرا قول بھی مروی ہے (اعلام و نیل الاوطار وغیرہ)(۱)

مفتی خانہ کی روش

اب فرمایئے اور اللہ سے ڈر کر فتویٰ دیجئے کہ کیا یہ سب مردود ہیں؟ کیا یہ سب مخالف اہلسنت ہیں؟ کیا یہ سب روافض ہیں؟ یہ تو تھے صحابہ کرام میں سے مفتی، جن کے چند نام یہ ہیں۔ آپ مکرر صحیح مسلم شریف کی حدیث کو پڑھ لیجئے کہ آنحضرت ﷺ کے جملہ ساتھی، صدیق اکبرؓ کی خلافت کے زمانے کے جملہ صحابہ، تین سال تک کی خلافت فاروقی کے جملہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی کے مفتی تھے، تو کیا دیوبند سے صحابہ دشمنی کے شوق میں ان سب حضرات کو اہل سنت والجماعت سے خارج بلکہ روافض ہونے کا ہی فتویٰ لگے گا؟ افسوس! یہ ہیں

---

(۱) اعلام الموقعین اردو ج۲ صـ ۷۰ /نیل الاوطار ج۶ صـ ۱۵۳ . ۱۵۴ /
شرح معانی الآثار ج۲ صـ ۳۴ باب الرجل یطلق امرأته ثلاثاً

مسلمانوں کے مذہبی ادارے جنہیں ہر فرقے اور ہر طبقے کے مسلمان اپنے خون پسینے کی گاڑی کمائی لاکھوں کی تعداد میں دیتے ہیں اوران کے فتووں کی ٹکسال صحابہؓ پر رفض اور خارج از اہل سنت ہونے کے فتوے ڈھالتی رہتی ہے۔مسلمانو!تمہارے چندے دیوبند میں جو پھندے تیار کررہے ہیں یہ پہلے صحابہ کے گلوں میں پڑتے ہیں۔نعوذ باللہ

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

قول مقلد

اس کے بعد مفتی صاحب گوہر افشانی فرماتے ہیں اور کس تہذیب سے لکھتے ہیں کس متانت سے فتویٰ دیتے ہیں کہ واہ واہ۔لکھتے ہیں ”اتنی بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت کی گنجائش نہیں رہتی“۔

جواب محقق

واہ مولانا! خوب کہی اور دس بیس گالیاں دے لو، تم جیسوں نے ہی مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوائی ہے۔تم جیسوں نے ہی مسلمانوں میں تعصب پھیلایا ہے۔تم جیسوں نے ہی آپس میں مسلمانوں کو الجھا رکھا ہے، تم جیسوں نے ہی مسلمانوں میں تفریق پیدا کرا کر دشمن کے ہاتھ قوی کئے ہیں۔اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ صحابہ تمہارے نزدیک احمق تھے؟ توبہ کرو پھر سے کلمہ پڑھو، ورنہ مسلمان تم کو ہی نہیں دیوبند کو بھی ثانی کربلا سمجھ لینے پر مجبور ہوں گے۔مولانا صاحب فتووں میں یہ بدزبانی آپ نے آخر سیکھی کس استاد سے؟ بندۂ خدا فتویٰ دینے والا سیدھی سادی تحریر مع دلائل لکھتا ہے؟ یا گالیاں دیتا اور پھکڑ بازیاں کرتا ہے؟ ذرا ادھر دیکھئے آپ مفتی ہیں یا مفت گالیاں دینے والے ہیں۔

تابعین اور تبع تابعین کے فتوے

ناظرین کرام! اب آپ سنئے کہ بحمداللہ تابعین عظامؒ میں بھی اس مسئلہ کے قائل برابر رہے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ، طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی (اعلام) (۱) کہو مولوی صاحب حماقت کی گنجائش کدھر ہے؟ تبع تابعین میں سے امام محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور امام خلاس ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور امام حارث عکلی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل تھے کہ تین کی طلاقیں جو خلاف سنت ایک ساتھ ایک وقت میں دی جائیں وہ ایک شمار ہوں گی۔ (۲)

اب فرمایئے کیا دیوبندی حضرات کے نزدیک یہ سب اہل سنت سے خارج تھے؟ احمق تھے؟ رافضی تھے؟ مولوی صاحب پھر عرض ہے کہ اس سے توبہ کرو اور سلف کشی سے باز آؤ

من نہ گویم ایں مکن وآں کن = مصلحت بین وکار آساں کن

قول مقلد

آپ نے اس کے بعد لکھا ہے" آج تیرہ سو برس کے بعد تمام امت کے خلاف ایک نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے"۔

جواب محقق

اس کی نسبت گذارش ہے کہ یہ تیرہ سو برس پہلے کی شریعت ہے قبل ازیں آپ نے حدیث پڑھ لی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں، خلافت صدیقی میں، خلافت فاروقی کے شروع میں یہی ہوتا رہا۔ تبع تابعین کے بعد بھی یہ فتویٰ رہا۔ امام

(۱) اعلام الموقعین ج۲ صـ ۷۰
(۲) ایضاً

داؤد ابن علی اور اکثر ان کے اصحاب یہی فرماتے رہے(۱) پس آنحضرت ﷺ، خلیفہ اول حضرت الصدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تین سال تک مع ان ہزاروں صحابہ اور تابعین، جو ان مبارک زمانوں میں گذرے اور پھر ان کے بعد صحابہ، تابعین، اتباع تابعین وغیرہ ہر زمانے میں یہی فتویٰ دیتے رہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک کے شمار میں ہیں، پھر آپ کا یہ فرمانا کہ یہ تیرہ سو برس بعد کی شریعت ہے یہ کہیں نشہ تقلید کا کرشمہ تو نہیں؟ اگر یہ نہیں تو ماننا پڑے گا کہ جہالت کا پرتو ہے۔ اگر یہ بھی نہیں تو تعصب اور حمیت مذہب کا غلط مظاہرہ جو بدترین چیز ہے

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ ادا نہ دے

تینوں مذاہب کا فتویٰ

اگر آپ یہ مفت کی تحریر نہ لکھتے اور مفتی ہونے کی حیثیت سے لکھتے تو اتنی ٹھوکریں نہ کھاتے، بعض مالکیوں کا بھی یہی فتویٰ ہے جیسے تلمسانی نے شرح تفریح ابن الحلاب میں بیان کیا ہے اور آپ کے ہم مذہب بعض حنفیوں نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے جیسے امام ابو بکر مازری نے محمد بن مقاتل سے حکایت کی ہے۔ بعض حنبلی حضرات بھی اسی کے قائل ہیں (۲) جیسے کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ بلکہ خود حضرت امام احمدؒ سے حضرت اثرم دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس حدیث کا کیا جواب دیتے ہیں؟ جس میں ہے کہ تین ایسی طلاقیں زمانہ نبوی میں اور خلافت صدیقی و فاروقی میں ایک شمار کی جاتی تھیں تو آپ نے جواب دیا کہ اس کے راوی ابن عباسؓ سے اس کے خلاف مروی ہے (۳) اب اصول حنبلیہ کو دیکھو تو واضح ہوتا ہے کہ راوی کا فتویٰ گو اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو، تاہم حدیث نہ چھوڑی جائے

---

(۱) اعلام الموقعین ج۲ص:۰۷۔ بعض مالکیہ، بعض حنفیہ اور بعض حنبلیوں کا بھی یہی فتویٰ ہے
(۲) ملاحظہ ہو اغاثة اللهفان من مصائد الشيطان لابن قيم الجوزيه ص۔ ۲۹۰
(۳) ملاحظہ ہو اغاثة اللهفان ص۔ ۳۲۲

گی، اس اصل اور قاعدہ کی بنا پر اگر مسئلہ لیا جائے تو اس میں اور بھی صفائی ہو جاتی ہے۔ حالاں کہ حضرت ابن عباسؓ سے اس کے خلاف تین کا ایک ہونا مروی ہے (۱) پس جناب رسول اللہ ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ ہزار ہا صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اتباع تبع تابعین، ائمہ دین مجتہدین، محدثین اور آج تک ان مفتیوں کے قول کو آپ کا شاذ، مردود و مخالف اہل سنت، قول روافض اور حماقت کہنا اور اسے نئی شریعت اور چودہویں صدی کی شریعت کہنا کہیں آپ کی مفتیت کو دنیا کے سامنے رسوانہ کر دے؟ برادرم! القب اہل سنت پر قبضہ کر لینا اور اپنی چار دیواری میں خوش ہو لینا اور بات ہے۔ اور اپنے مقلدانہ مسائل کو لے کر محققین پر بد زبانی کرنا اور بات ہے؟

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ = کہنے کی وفا ہے اور ہے کرنے کی وفا اور

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اذاقال انت طالق ثلاثاً بفم واحد فھی واحدۃ (ابو داؤد. اغاثۃ اللھفان صـ ۳۲۳)

ایوب کہتے ہیں، حکم بن عیینہ امام زہری کے پاس مکہ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا انھوں نے اس باکرہ کے بارے میں پوچھا جسے تین طلاق دے دی جائے زہری نے کہا کہ اس بارے میں ابن عباس، ابوھریرہ، عبداللہ بن عمرو سے پوچھا گیا تھا اور سب نے کہا تھا کہ بغیر دوسرے شوہر سے شادی کئے ہوئے وہ حلال نہیں ہو سکتی۔ حکم وہاں سے طاؤس کے پاس آئے میں ساتھ ہی میں تھا وہ مسجد میں تھے ان کی جانب متوجہ ہوئے اور ان سے ابن عباس کے قول کے بارے میں پوچھا اور زہری کی بات بھی بتادی، میں نے طاؤس کو دیکھا کہ انھوں نے تعجب سے اپنے دونوں ہاتھ کو بلند کیا اور کہا اللہ کی قسم ابن عباس اس کو (یعنی طلاق کو) ایک ہی کہتے تھے۔ اغاثۃ اللھفان صـ ۳۲۳)

عن طاؤس ان ابا الصھباء قال لابن عباس ھات من ھنا تک الم یکن الطلاق الثلٰث علی عھد رسول اللہ ﷺ وابی بکر واحدۃ فقال قدکان ذلک فلما کان فی عھد عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیھم. (مسلم ج ۱ صـ ۴۷۸ باب طلاق الثلاث)

ابو داؤد میں ھے ان ابا الصھباء قال لابن عباس اتعلم انما کانت الثلاث تجعل واحدۃ علی عھد النبی ﷺ وابی بکر وثلاثا من امارۃ عمر قال ابن عباس نعم .(ابو داؤد صـ ۳۰۰ باب بقیۃ نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلٰث)

حضور ﷺ کے زمانہ کا ایک واقعہ

مسلمانو! سنو! مسند احمد جس کی نسبت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ کتاب حدیث کی روح ہے اس میں اور سنن میں ایک حدیث ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دیدیں پھر پچھتانے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اسے کیسے طلاقیں دیں؟ عرض کیا حضور میں نے اسے تین طلاقیں دیدی ہیں۔ آپ نے پھر پوچھا ایک ہی مجلس میں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس سے رجوع کرلو، چنانچہ حضرت رکانہؓ نے رجوع کرلیا (۱) پھر اتنے صاف مسئلہ میں خلاف کرنا اور جو حق پر ہیں ان سے اڑنا اور بدزبانی کرنا اور جھوٹے دعوے کرنا خدا جانے کہاں تک مفتی صاحب کے لئے تمغہ فضیلت بنے گا؟

امام ابوحنیفہؒ کے استادو شاگردوں کا فتویٰ

آپ نے عینی کا حوالہ تو دے دیا لیکن شاید خود تکلیف اٹھا کر عینی کو دیکھنا گوارا نہیں فرمایا، اسی جز۹ کے اسی صفحہ ۵۳۷ میں ہے " فذهب طاؤس ومحمد بن اسحق والحجاج ابن ارطاة والنخعي وابن مقاتل والظاهرية الىٰ ان الرجل اذاطلق امرأته ثلا ثامعافقد وقعت عليها

(۱) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں "عن ابن عباس قال طلق ركانة بن عبد يزيد اخوبني مطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال فساله رسول الله ﷺ كيف طلقتهاقال طلقتها ثلاثاً قال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها .(مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۵ / الفتح الرباني ج ۱۷ ص ۶ باب ماجاء في طلاق الثلاث مجتمعا ومتفرقا)

واحدۃ (۱) یعنی طاؤس، محمد بن اسحٰق، حجاج بن ارطاۃ نخعی، ابن مقاتل اور اہل ظاہر'' ان سب کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ساتھ دیں تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ ناظرین کرام یاد رکھیں کہ ان مندرجہ بالا حضرات میں ایک حضرت طاؤس ہیں، یہ امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں۔ ایک حضرت نخعیؒ ہیں یہ بھی امام صاحب کے استاد ہیں۔ ایک ابن مقاتلؒ ہیں جو حنفی مذہب کے رکن اعظم ہیں اور امام صاحب کے شاگرد امام محمد کے چوٹی کے اعلیٰ شاگرد ہیں۔ تف ہے ان مقلدین امام ابوحنیفہؒ پر، جو امام صاحب کے استادوں اور ان کے شاگردوں کو رافضی اور سنت جماعت سے خارج اور احمق وغیرہ کہیں، یہ ہیں بزرگوں کے بے ادب، یہ ہیں اماموں کے توہین کرنے والے، یہ ہیں صحابہ کی شان گھٹانے والے۔ مولانا دلیل سے مقابلہ کیا کیجئے گا۔ گالیوں سے اور فتوے لگانے سے مسئلہ مدلل نہیں ہوتا اور اگر صرف گالیاں دینے سے اور فتوے لگانے سے ہی آپ کا جی خوش ہوتا ہو تو بسم اللہ!

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے مری جاں یہ جگر کس کا ہے؟

امام مالکؒ کا فرمان

مولانا زبان کو آتش فشاں پہاڑ بنا لینے سے، حلقہ طلباء میں رعب جما لینے، تنخواہوں سے فتوےٰ نویسی کے عہدے پر پہنچ جانے سے پہلے اپنی طالب علمی کے

---

(۱) علامہ نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں "قال طاؤس وبعض اهل الظاهر لايقع بذلك الا واحدة وهو رواية عن الحجاج بن ارطاة ومحمد بن اسحٰق والمشهور عن الحجاج بن ارطاة انه لايقع به شيء وهو قول ابن مقاتل ورواية عن محمد بن اسحٰق (مسلم مع النووی ج ۱ صـ ۴۷۸)

حاشیہ نسائی ج۲ص۸۲ میں ہے "واختلفوا فيمن قال لامرأته انت طالق ثلاثاً فقال مالك والشافعي وابوحنيفة واحمد والجمهور من السلف والخلف يقع ثلاثاً وقال طاؤس وبعض اهل الظاهر لايقع الاواحدة"

زمانے میں اگر اپنے مذہب کی کتابوں کو ہی اوران میں سے بھی صرف درسیات کو ہی اگر پڑھ لیتے اور تعصب سے خالی ہو جاتے تو یہ دیدہ دلیری نہ کرتے ۔کیا عمدۃ الرعایہ میں جوآپ کے مذہب کی کتاب ہے آپ نے یہ نہیں پڑھا" القول الثانی انہ اذاطلق ثلاثا تقع واحدۃ رجعیۃ وھذا ھو المنقول عن بعض الصحابۃ وبہ قال داؤد الظاھری واتباعہ وھو احد القولین لمالک ولبعض اصحاب احمد" (۱) یعنی اس میں دوسرا قول یہ ہے کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہے اور وہ بھی رجعت کے حق والی، یہی منقول ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور یہی قول امام داود ظاہری کا ہے ۔اوران کے تمام تابعداروں کا، حضرت امام مالکؒ کے اس میں دو قول ہیں جن میں سے ایک یہی ہے یعنی امام مالکؒ کے ایک قول کے مطابق بھی ایسی تین طلاقیں ایک طلاق شمار کرلی جائیں گی ۔اور عدت کے اندر اندر اسے حق رجوع رہے گا۔امام احمد کے بعض اصحاب کا قول بھی یہی ہے ۔الغرض مفتی صاحب کا اجماع کا دعویٰ اورسب ائمہ دین کے اتفاق کا دعویٰ محض بے دلیل ہے اور بالکل غلط ہے ۔مولانا آپ نے شاید میدان خالی سمجھ کر لمبے چوڑے بے جان دعوے شروع کردیئے ہوں گے یہ نہ معلوم ہوگا کہ یہاں کوئی ہے۔

سینے کو چمن بنائیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم

یہ اعتراض کہ تین طلاقوں کا ایک ہونا منسوخ ہے

مفتی صاحب کی گوہر افشانیاں کچھ تو آپ دیکھ چکے ہیں،مزید سنئے ! آپ تحریر فرماتے ہیں......واقعہ یہ ہے کہ جن روایات کو اخبار محمدی نے اپنے مقصد

(۱) عمدۃ الرعایۃ برحاشیہ شرح وقایہ ج۲ صہ ۶۳

کے ثبوت میں نقل کیا ہے یا منسوخ ہیں یا مؤول اوران کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ جوراوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں۔" کما اخرج ابو داؤد عن ابن عباس فی حدیث طویل وذلک ان الرجل کان اذاطلق امرأتہٗ فھو احق برجعتھا وان طلقھا ثلا ثاً فنسخ ذالک فقال الطلاق مرتان ......الأیۃ۔(۱)ابوداؤدنے جواس حدیث کے لئے باب منعقد کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک منسوخ ہونا ہی ہے کیونکہ ان کا ترجمۃ الباب یہ ہے(باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلث)۔"

اکابرین دیوبند کی دیانتداری اور جواب نسخ

میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس مضمون کو دیکھ کر ہمیں مفتی صاحب کی اور اکابر دیوبند کی جن کی نگرانی میں رسالہ "المفتی" نکلتا ہے، دیانتداری پر افسوس ہوتا ہے۔اس افسوسناک دیانتداری کا مقام ایک یہ بھی ہے:-مفتی صاحب تین طلاقوں کے ایک ہونے کے حکم کو منسوخ فرمارہے ہیں اوراس پر دلیل دیتے ہیں مسنون طلاقوں کے بعد رجعت منسوخ ہونے کی، جس کے قائل سب ہیں۔ مندرجہ بالا روایت ابن عباسؓ جس میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ مرد اپنی بیوی کو دو، تین، چار، پانچ، سات، دس، بیس بلکہ سوطلاق دیتا جائے۔لیکن اگر عدت کے اندر رجوع بھی کرلیا کرے تو اسے حق حاصل تھا۔لیکن اسلام نے آکر اس ظالمانہ قانون کی جو مستورات کے لئے اشد عذاب اور بدترین مصیبت تھا۔ اس طرح اصلاح کی کہ حق رجوع صرف پہلی اور دوسری طلاق میں ہی رکھا۔پھر اگر اس نے تیسری طلاق بھی دے دی تو اب حق رجوع نہیں، جوظالم خاوند اپنی بیویوں کو برسوں تک جھلائے اور لٹکائے رکھتے تھے ان کی سرکوبی کردی گئی اوران کے ظالمانہ رویہ کی اصلاح کردی گئی کہ پہلی طلاق کے بعد عدت کے اندر حق

---

(۱) منقول حدیث کے لئے دیکھئے۔ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۷ باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث۔

رجعت حاصل ہے دوسری طلاق کے بعد بھی ہے۔فرمان ہے الطلاق مرتان(۱) رجعی طلاق پہلی ہے پھر دوسری، لیکن جب دوسری بھی ہوگئی تو اب یہی ایک صورت باقی ہے کہ فامساک بمعروف او تسریح باحسان ۔اگر اس دوسری کے بعد رجوع کرنا چاہو تو بہترین طریق سے بساؤ، عمدگی سے نباہ کرو۔حق زوجیت باقاعدہ مطابق دستور ادا کرو، ورنہ بھلائی کے ساتھ شرع شریف کے مطابق تیسری طلاق دے دو۔جب تیسری بھی ہوگئی تو اب حق رجعت سلب ہوگیا ۔اب فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیرہٗ ۔(۲) یہ عورت اس مرد پر حلال نہیں تاوقتیکہ یہ دوسرے سے نکاح نہ کرے۔(پھر وہ مرجائے یا کسی شرعی وجہ سے مطابق شرع ودستور وہاں سے اسے بعد از وصال طلاق ہوجائے)الغرض حدیث ابن عباس جسے مفتی صاحب نے بیان فرمایا ہے اس میں یہی ہے کہ یہ جو رجعی طلاقوں کی کوئی انتہا زمانہ جاہلیت میں نہ تھی اسے قرآن کریم کی آیت الطلاق مرتان نے منسوخ کردیا اور اب رجعی طلاقیں صرف دو ہی رہ گئیں تو آیت نے نسخ اس کا کیا ہے نہ کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا نسخ کیا ہے ۔وہ تو یہی حکم باقی رہا یہاں تک کہ سردار رسولاں شفیع پیغمبراں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر واصل بحق ہوگئے (ﷺ) جیسا کہ صحیح مسلم شریف کے حوالہ سے اوپر گذر چکا کہ حضور ﷺ کے سارے زمانے میں بلکہ صدیق اکبرؓ کے سارے زمانہ خلافت میں اور تین سال تک خلافت فاروقی میں یہی حکم رہا کہ تین طلاقیں ایک ساتھ کی اور ایک مجلس کی ایک ہی شمار کی جاتی تھیں۔یہ ہے رسالہ ''المفتی'' کے ادارہ کی افسوسناک دیانت کہ ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے حکم کو منسوخ بتلا کر دلیل دیتے ہیں ایک سو طلاقوں کے بعد بھی حق رجوع رہنے کے منسوخ ہونے کے حکم کی آیت کو فسبحانہٗ ما اعظم شانہٗ۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
پاپوش میں لگادی کرن آفتاب کی

(۱) البقرۃ ۲/ ۲۲۹ (۲) البقرۃ ۲/ ۲۳۰

ایک ساتھ کی تین طلاقوں کے ایک ہونے کی قرآنی دلیل

سچ تو یہ ہے کہ مفتی صاحب کی پیش کردہ آیت ہی مفتی صاحب کے اس مسئلہ کو اور مفتی صاحب کی اس ساری تحریر کو خورد برد کردینے کے لئے کافی ہے۔ آیت کے لفظوں کو دیکھئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے " الطلاق مرتان" (۱) طلاق دو مرتبہ ہے یعنی دو بار کی طلاقیں دو ہیں، نہ کہ دو بار کی ایک ہوجائیں یا تین ہوجائیں۔ آپ کے علامہ عینی لکھتے ہیں "معناہ مرة بعد مرة" ۔ یعنی ایک کے بعد ایک طلاق ہے اگر کوئی شخص ایک ہی بار طلاق، طلاق کہتا چلا جائے اور سو مرتبہ کہہ دے تو طلاق سو والی ایک ہی ہے، کیونکہ ایک بار کی ہے اب اسے حق رجوع ہے، اگر اس نے رجوع کرلیا پھر ایک مدت کے بعد کوئی وجہ ہوئی اور اس نے طلاق دی تو اب یہ طلاق دوسرے مرتبہ کی طلاق ہے اور اپنے صحیح وقت میں ہے۔ پہلی طلاق کی عدت تک پہلی طلاق کا وقت ہے۔

اس کی مثال:- جیسے عرفات کے قیام تک کا ایک حج ہے۔ اس موسم میں اگر کوئی شخص سو پھیرے عرفات کے کرلے۔ تو اس کے سو حج نہیں ہوجائیں گے، وہی ایک حج ہوگا۔ پھر جب دوسرا سال آئے گا دوسرا حج کرسکتا ہے یا وہیں میدان عرفات میں کھڑا ہوکر کہہ دے کہ میں نے ایک حج کیا، میں نے دوسرا حج کیا، میں نے تیسرا حج کیا اور بکتا چلا جائے سو دو سو تک، تو یہ سب لغو اور عبث ہے۔ حج ایک ہی ہوا۔ اسی طرح طلاق کا بھی وقت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے " فطلقوھن لعدتھن "(۲) اپنی بیویوں کو ان کی عدتوں میں طلاق دو۔

---

(۱) البقرة ۲/ ۲۲۹

(۲) الطلاق ۶۵/ ۱ ﴿یاایھاالنبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن﴾

تین طلاقوں کا شرعی طریقہ

پس دو یا تین طلاقوں کا ایک طریق تو وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ دوسرا یہ ہے جو صحیح حدیث میں موجود ہے۔ کہ طہر کی حالت میں بغیر ہاتھ لگائے طلاق دی۔ پھر دوسرے طہر میں اسی طرح، تیسرے طہر میں اسی طرح۔ یہ ہیں شرعی طلاقیں۔ نہ یہ کہ مجنونانہ بڑہانک دی کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق۔ یا یہ کہہ دیا کہ میں نے تین طلاقیں تجھے دیں۔ یا تجھ پر تین طلاقیں ہیں یہ سب لغویات ہیں، محل ایک ہی طلاق کا ہے اس لئے ایک تو پڑ گئی اور باقی کلام فضول ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کو ناپسند ہے فرمان ہے "ولاتتخذ و آآیات اللہ ھزوا "(۱) خدا کے احکام کو مذاق میں نہ اڑاؤ۔

ان تینوں کے ایک ہونے کی مصلحت

اگر ہدایت نصیب ہو تو انسان کلام خدا میں بندوں کی مصلحتوں میں غور کر کے بھی نیک نتیجے پر پہنچ سکتا ہے قرآن فرماتا ہے "لاتدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا"(۲) تم نہیں جانتے کہ (عدت کے مقرر کرنے اور اس میں حق رجوع مرد کو دینے میں کیا کیا مصلحتیں ہیں؟) بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں کوئی نیا کام کردے (یعنی مرد کے دل میں سے وہ بغض وعداوت جو طلاق کا باعث ہوا ہے نکال دے، اس کے دل میں پھر سے محبت والفت ڈال دے اور یہ گھر اجڑنے سے اور یہ بال بچے بچھڑنے سے بچ جائیں اور طلاق جیسی ناپسند خدا چیز بیچ میں سے ہٹ جائے اور شیطان کی بے حد خوشی کا یہ سبب اس کی نامرادی سے پلٹ جائے) لیکن اس مصلحت کو نہ پاکر اس مصلحت کو نہ جان کر آج کہہ دیا کہ تین طلاقیں ایک ساتھ کی دی ہوئی تین ہوگئیں۔ اب نہ حق رجوع رہا، نہ حق تجدید نکاح،

(۱) البقرۃ ۲/ ۲۳۱

(۲) الطلاق ۶۵/ ۱

جو پہلی طلاق اور دوسری طلاق کی عدت کے گذر جانے کے بعد بھی تھا۔ پس خدا کے عطا کئے ہوئے دو موقعوں کو پامال کر دیا۔ اور خدا جانے کہ اس طرح کتنے بستے گھر اجاڑ دیئے، اور کتنے ہنستے خاندان رلا دیئے اور کتنے ملتے دلوں کو جدا کر دیئے اور کتنی اکائیوں میں جدائیاں کرا دیں۔

مزید مثالیں

دیکھو قرآن میں ہے کہ لعان کرنے والا مرد چار مرتبہ کہے کہ واللہ میں سچا ہوں۔(۱) اب اگر وہ ایک مرتبہ کہہ دے کہ میری چار گواہیاں ہیں کہ میں سچا ہوں تو یہ شرعاً سب کے نزدیک، ایک مرتبہ کی گواہی ہوگی۔ اسی طرح جبکہ طلاق دینے والے کو تین مرتبہ طلاق کا حق ہے۔ اب اگر وہ ایک مرتبہ تین کہہ دے کہ میں نے اسے تین مرتبہ طلاق دی تو وہ ایک ہی رہے گی نہ کہ تین۔

پس عقلاً بھی یہی بات ثابت ہے۔ مسلمانو! خدا تو حق رجوع دے اور تم اسے کھو دو۔ خدا ایک چیز کو تین مرتبہ کرنے کا اختیار دے اور تم اس اختیار کو سلب کرو۔ اور ایک ایسے شخص کی جو خلاف منشاء خداوندی کام کرتا ہے اس کی بات تو رکھ لو، اور منشاء خداوندی کو نہ رکھو۔ یہ کہاں کی عبودیت ہے؟۔

ایک ساتھ تین طلاقوں کے بعد حضور ﷺ نے رجوع کرا دیا

اسی لئے جب حضور ﷺ کے وقت میں ایسا ہوا کہ کسی نے ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں تو آپ سخت ترغضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور غصے سے فرمانے لگے "أیلعب بکتاب اللہ وانا بین اظھرکم"

(۱) والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم فشھادہ احدھم اربع شھادات باللہ انہ لمن الصادقین (النور ۲۴/ ۶)

(نسائی)(۱) کیا میری موجودگی میں خدا کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جانے لگا ؟اس قدر غصہ حضور ﷺ کو تھا کہ ایک صحابیؓ مجمع میں سے تڑپ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ الا اقتلہ۔ اگر حضور ﷺ فرمائیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں!!! پھر اسے حکم دیا کہ جا رجوع کر لے، اس نے کہا حضور ﷺ میں تو تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں معلوم ہے تین دے چکا جا رجوع کر لے۔ فانما تلک واحدۃ۔ ایسی تین ایک ہی ہیں آپ ان کے سامنے آیت یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقو ھن لعدتھن (۲) کی تلاوت کرتے ہیں جس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اسی وقت شمار ہو سکتی ہیں جب کہ وہ اپنے صحیح وقت میں با قاعدہ دی گئی ہوں۔ چنانچہ وہ جاتے ہیں اور اپنی بیوی سے رجوع کر لیتے ہیں۔

بیک وقت ایک ہی طلاق ہو سکتی ہے

اے امتیو! امتی نہیں رہو گے۔ اگر ایسے صریح فرمان پیغمبر کو صرف علماء کے رائے قیاس کے بھینٹ چڑھانے لگو گے۔ ورنہ اے دیو بندوالو! ہمت ہے تو اس کے مقابلے کی کوئی حدیث پیش کرو کہ جس میں ہو کہ ایسی ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں تین ہو جاتی ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھئے کہ اس روایت میں بعض کتابوں میں تلک کے بجائے تملک کا لفظ ہے، یہ اور بھی معاملہ زیادہ صاف کر دیتا ہے۔ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کا کسی کو

---

(۱) نسائی ج۲ ص۸۲ عن محمود بن لبید باب الثلاث المجموعة ومافیه من التغلیظ / کتاب السنن الکبریٰ للنسائی ج۳ ص۳۳۹ باب طلاق الثلاث المجموعة ومافیه من التغلیظ / اغاثة اللهفان لابن قیم ص۳۰۸

(۲) الطلاق ۶۵/۱

اختیار نہیں تین طلاقیں ایک ساتھ کسی کی ملکیت میں ہوتی ہی نہیں، صرف ایک طلاق ایک وقت میں اس کی ملکیت میں ہوتی ہے۔ پس تین طلاقیں ایک وقت میں دینے والا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سامنے تین غلام کھڑے کر لے جن میں ایک تو اس کی ملکیت کا ہو اور ایک دوسرے کا ہو، ایک اور کا، پھر کہے اور بڑی دلیری سے کہے سخی بن کر کہے، اپنی سخاوت دکھانے کے لئے کہے کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ ایمان داری سے بتلاؤ کیا تینوں آزاد ہو گئے؟ کہیں الٹی گنگا نہ بہانا کہ حلوائی کی دکان اور دادا جی کی فاتحہ، یہ جس کا مالک ہے اسے تو آزاد کر سکتا ہے لیکن جو اس کے غلام نہیں ان کا آزاد کرنے والا یہ کون؟

پس یہ ایک طلاق کا تو مالک تھا وہ ہو گئی، لیکن یہ اس نے تین طلاقیں دیں، دو کا تو یہ مالک ہی نہیں تھا وہ کیسے ہو گئیں؟ ایک طلاق اپنے محل میں تھی درست ہو گئی اور دو کی جگہ نہیں، سمائیں گی کہاں؟ ایک شخص ایک چیز دوسرے کے ہاتھ بیچے اور کہے کہ میں نے یہ تیرے ہاتھ بیچ دی ہے، میں نے یہ تیرے ہاتھ بیچ دی، میں نے یہ تیرے ہاتھ بیچ دی۔ تو ایک چیز پہلے ہی کلام پر بیع ہو گئی اب دو دفعہ کا پہلا کلام یا تو بے سود اور محض زائد ہے، یا بے ضرورت اور لغو ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ پہلی بار کی تاکید ہے۔ لیکن اس سے تین چیزوں کی بیع تین بار کی بیع ثابت نہیں ہوتی، یہی حال اس کے ان الفاظ کا ہے جو کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ یہ چیز بیچی تین بار۔ یہی حال تجھ پر طلاق، تجھ پر طلاق، تجھ پر طلاق کا ہے، یہی حال میں نے تجھے تین طلاقیں دیں، کا ہے۔ یہی حال طلاق طلاق طلاق کا ہے وغیرہ۔

مسلک سلف

یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں بزرگوں کا یہ قول رہا کہ ایسی تین طلاقیں شمار میں ایک گنی جائیں گی جیسے کہ ہم پہلے اس سے لکھ آئے ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے

کہ ہادی، قاسم، باقر، ناصر، احمد بن موسیٰ عبداللہ بن موسیٰ، زید بن علی اور متأخرین کی ایک جماعت اسی طرف گئی ہے جیسے امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم وغیرہ رحمهم اللہ۔(۱)

حدیث قرآن کی اور مثالیں

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، گو وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (۲) تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی کہہ دے کہ میں سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتا ہوں سو بار۔ یا یہ کہ اس کلمے کو ایک سو مرتبہ زبان سے ادا کرے؟ ظاہر ہے کہ پہلا مطلب ہرگز نہیں دوسرا مطلب یقیناً ہے یعنی سبحا ن اللہ العظیم وبحمدہ اپنی زبان سے ادا کرے پھر اسی کو کہے یہاں تک کہ سو بار ہو جائے، نہ یہ کہ زبان سے ایک مرتبہ کہہ دے کہ میں سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتا ہوں سو بار۔

اور حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اور اللہ اکبر ۳۴ دفعہ پڑھا کرو (۳) وغیرہ تو اس کے کیا معنیٰ؟ ان تمام کلمات کو ۳۳، ۳۳،

---

(۱) نیل الاوطار ج۶ صـ ۱۵۴ – ۱۵۵ . الفاظ یہ ھیں "ذھبت طائفة من اھل العلم الی ان الطلاق لایتبع بل یقع واحدة فقط وقد حکی ذلک صاحب البحر عن ابی موسیٰ وروایة عن علی علیه السلام وابن عباس وطاؤس وعطاء وجابر بن زید والهادی والقاسم والباقر والناصر واحمد بن عیسی وعبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ وروایة عن زید بن علی والیه ذهب جماعة عن المتاخرین منهم ابن تیمیه وابن القیم وجماعة المحققین .

(۲) عن ابی هریرة ان رسول اللہ ﷺ قال من قال سبحان اللہ العظیم وبحمدہ مائة مرة غفرت له ذنوبه وان کانت مثل زبدالبحر / مسلم ج۲ صـ ۳۴۴ باب فضل االتحلیل والتسبیح والدعاء ./ ترمذی ج۲ صـ ۱۸۴ ابواب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ

(۳) ترمذی ج ۱ صـ ۹۴ باب ماجاء فی التسبیح فی ادبار الصلوٰة / مسلم ج ۱ صـ ۲۱۹ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰة وبیان صفته / نسائی ج ۱ صـ ۱۵۲

بار زبان سے پڑھنا؟ یا ہر کلمہ پڑھ کر کہہ دینا میں سبحان اللہ کہتا ہوں ۳۳ بار وغیرہ؟

حدیث قرآن میں تین مرتبہ اجازت لینے کا فرمان ہے(۱) تو کیا اس کے یہ معنی کہ ایک بار کہہ دے کہ میں تین مرتبہ اجازت چاہتا ہوں؟

پس اسی طرح طلاق کی بابت فرمان ہے الطلاق مرتان۔ اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ آدمی کہہ دے کہ میں نے تین طلاق دیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ ایک طلاق اپنے وقت میں پھر دوسری طلاق دوسری دفعہ اپنے وقت میں۔ پس مقصد یہ ہے کہ اس آیت کو غور و تأمل سے دیکھنے کے بعد ہماری بات ثابت ہوتی ہے نہ کہ مخالف کی۔

ابن عباس کی روایت کا صحیح مطلب

دوسرے یہ کہ اس آیت کو تین طلاقوں کے ایک ہونے کی دلیل میں پیش کرنا زبردست غلطی ہے اس لئے کہ ابن عباسؓ کے اس اثر کو تین طلاق کے ایک ہونے کا ناسخ بتلانا یہ اپنی دیانت کا نوحہ کرنا ہے۔ ابن عباسؓ تو فرماتے ہیں کہ پہلے طلاقوں کی کوئی قید نہیں تھی۔ آخر منسوخ ہو کر قید ہوگئی، جب باقاعدہ تین طلاقیں ہو جائیں تو اب چوتھی، پانچویں سو تک جو پہلے تھیں سب منسوخ ہوگئیں اب نہ رہیں۔

اس روایت پر جرح

نیز یہ بھی یاد رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں علی بن حسین بن واقد ہے جس میں کلام ہے۔ پس مفتی صاحب متنبہ رہیں اور آئندہ اس غلطی سے

---

(۱) ملاحظہ ہو بخاری ج۲ ص ۹۲۳ کتاب الاستیذان باب التسلیم والاستیذان ثلاثاً / ترمذی ج۲ ص ۹۸ باب ماجاء فی الاستیذان ثلاث

قرآن میں ہے "یاایها الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغلوا الحلم منکم ثلاث مرات (النور ۵۸/۲۴)

اجتناب کریں۔

کانٹوں میں گر نہ ہو الجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

ابوداؤد میں کیا ہے؟

ابوداؤد میں آپ کی وارد کردہ روایت ابن عباس ہے۔لیکن اس میں واللہ یہ نہیں کہ تین طلاقوں کا ایک ہونا اس آیت سے منسوخ ہوگیا۔ بلکہ اس میں یہ ہے کہ تین طلاقوں کے بعد بھی حق رجعت جو پہلے حاصل تھا اس آیت کے بعد منسوخ ہو گیا۔ جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں ان کے معنی بھی یہی ہیں کہ انسان اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد رجعت کا حق دار تھا گو تین طلاقیں دے چکا ہو یہ منسوخ ہو گیا اور آیت کے یہ الفاظ الطلاق مرتان سے اب پہلی اور دوسری میں حق رجعت رہ گیا پھر نہیں، پس یہ چیز تھی جو منسوخ ہوئی نہ کہ تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ یا ایک مقام پر دی گئی ہوں۔ان کا ایک ہونا منسوخ ہوا ہو۔اور اب وہ تین ہوگئی ہوں یہ صراحتاً دیانت کے خلاف ہے کہ اسے تین طلاقوں کے ایک ہونے کے نسخ میں پیش کر کے دنیا کو مغالطہ دیا جائے۔

ابوداؤد کا باب

امام ابوداؤدؒ نے جو باب باندھا ہے وہ بھی اسی کا ہے اسے آپ نے نقل فرمایا ہے لیکن بھرم بھاری رکھنے کے لئے اور عوام کو علم سے محروم رکھنے کے لئے اس کا ترجمہ نہیں کیا(ا) ورنہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تین طلاقوں کے بعد رجعت منسوخ ہے۔سو اس میں کسی کو کلام نہیں ۔ جو تین طلاقیں شرعی طور پر دی جائیں اور یکے بعد دیگرے وہ تین ہو جائیں پھر مراجعت بھی حرام اور نیا نکاح بھی اسی طلاق دینے

(ا) باب یہ ہے باب فی نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلث

والے خاوند سے حرام، تاوقتیکہ اور سے باقاعدہ نکاح اور وصال نہ ہوجائے۔ لیکن تین طلاقیں جوایک ساتھ دی جائیں وہ حکم میں تین کے ہیں ہی نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا جواب

اسی ابوداؤد میں اسی باب میں ہے۔ انہیں حضرت ابن عباسؓ سے سوال ہوتا ہے کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک ہی کردی جاتی تھیں نبی ﷺ کے زمانے میں اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال تک؟ تو آپ نے فرمایا، ہاں۔ الفاظ حدیث ملاحظہ ہوں۔ ان اباالصهباء قال لابن عباس اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة علىٰ عهد النبی صلی الله عليه وسلم وابی بكر وثلاثًا من امارة عمر قال ابن عباس نعم(۱)

حضرت ابن عباس کا فتویٰ:۔ اسی ابوداؤد میں اسی باب میں انہیں حضرت ابن عباس کا فرمان مروی ہے" اذا قال انت طالق ثلاثاً بفم واحد فهی واحدة" (۲) یعنی جب کسی نے ایک مرتبہ کہا کہ تجھ پر تین طلاقیں ہیں تو یہ ایک ہی طلاق ہوگی، بیشک حضرت ابن عباس سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ (۳)

---

(۱) ابوداؤد ج ۱ صـ ۲۹۹ باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث / مسلم ج ۱ صـ ۴۷۸ باب طلاق الثلاث

(۲) ابوداؤد ج ۱ صـ ۲۹۹ باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث / اغاثة اللهفان صـ ۳۲۳

(۳) ملاحظہ ہو اغاثة اللهفان صـ ۳۲۴ / شرح معانی الآثار / اعلام الموقعين اردو ج۲ صـ ۷۰ / نيل الاوطار ج۶ صـ ۱۵۳

شاگرد ابن عباسؓ کا قسمیہ بیان

لیکن جب آپ کے سب سے بڑے شاگرد حضرت طاؤس کے سامنے اس کا بیان ہوتا ہے تو آپ کو سخت تعجب ہوتا ہے اور پورے وثوق سے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرماتے ہیں واللہ ماکان ابن عباس یجعلها الا واحدة خدا کی قسم میرے استاد تو ایسی تین طلاقوں کو ایک ہی گنا کرتے تھے۔ عون المعبود(۱)

حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابن ابو الجوزاء دریافت کرتے ہیں: اتعلم ثلاثا کن یرد دن الی واحدة قال نعم (رواہ الحاکم فی المستدرک)(۲) یعنی کیا آپ کو علم ہے کہ ایسی تین طلاقیں حضور ﷺ کے زمانے میں ایک کی طرف لوٹا دی جاتی تھیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے۔

نسخ کا عقلاً محال ہونا:

مفتی صاحب تو مفتی ہی ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ کوئی عامی آدمی بھی جو محمدی ہو وہ اتنی بڑی بدگمانی شریعت محمدیہ کے ساتھ نہیں کرسکتا کہ حلال حرام جیسے اہم امر میں جو چیز منسوخ ہوگئی تھی۔ وہ برابر آنحضرت ﷺ کی پوری زندگی میں جاری رہی، پھر آپ کے بعد خلافت صدیقی میں بھی وہ بدستور جاری رہی، حرام فرج کو لوگ حلال سمجھتے رہے۔ سارے صحابہ سارے تابعی خود خدا کے رسول آپ کے خلیفہ اور ان کے بعد بھی خلافت فاروقی میں تین سال تک کسی مسلمان کو اس کے منسوخ ہونے کا علم ہی نہیں ہوا؟ ہے کوئی عقلمند جو اس صورت کو کسی وقت بھی اپنے ذہن میں جما سکے ؟ پس اس آیت کو تین طلاقوں کے جو ایک ساتھ کی ہوں، ایک ہونے کی ناسخ ماننا در

---

(۱) عون المعبود ج ۳ صـ ۱۹۵ / اغاثة اللهفان صـ ۳۲۳

ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں "ما کان ابن عباس یراهن الا واحدة"۔

(۲) مستدرک حاکم ج۲ صـ ۱۹۶ کتاب الطلاق

اصل رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابو بکرؓ کو اور ان سب صحابہ و تابعین کو جو ابتدائی زمانہ فاروقی تک تھے۔سب کو جاہل ماننا ہے اور حرام کو حلال کرنے والا ماننا ہے نعوذ باللہ۔پس ہم مکرر حضرات حنفیہ کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ اور تو آپ کو جو پتھر پھینکنے ہوں ہم پر اور اس مسئلہ پر پھینکئے لیکن خدارا نسخ کی اس چٹان کو تو چوم کر ہی چھوڑ دیا کیجئے ورنہ یہ تو خود آپ کے بازو شل کر دے گی۔

ہیں ان میں دلفریب جو پودے لگے ہوئے
پتے ہیں ان کے زہر میں بجھے ہوئے

یاد رکھو اس مسئلہ میں نسخ جس طرح نقلاً ثابت نہیں عقلاً بھی محال ہے۔صاحب وحی جب دنیا سے تشریف لے گئے پھر وحی آئے گی کہاں سے جو کوئی حکم منسوخ ہو جائے؟ اگر ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے اس حکم کو منسوخ مانا جائے تو لازم آئے گا کہ اس نسخ کا پتہ خود صاحب وحی کو پوری زندگی میں نہ چلا جس پر آیت اتری وہ خود اس سے بے خبر رہے کہ آیت میں کیا ہے؟ اسی اندھیر میں خلافت صدیقی کامل گذر گئی۔اب جب کہ اسلام پر چوتھائی صدی گذر چکی مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں کہ اب تک جو ہم کرتے رہے یہ حرام تھا منسوخ ہو چکا تھا۔ہے کوئی جس کی گستاخ زبان ان کلمات کو کہہ لے؟ سنو! احتمالات پیدا کرنے سے نسخ ثابت نہیں ہوتا رسول اللہ ﷺ کا فرمان امتیوں کے اقوال مختلفہ سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

یہ جرم عشق تو ام می کشند وغوغائیست
تونیز بر سر بام آعجب تماشائیست

روایت کے خلاف راوی کے فتوے کی بحث

ہاں جناب محترم مفتی صاحب! یہاں تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف خوب سبقت کی اور ان کے ذمہ ایک غیر ثابت بات کہہ کر ان سے

جو ثابت روایت ہے اسے چھوڑ دی۔لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ ٹھیک یہی بات اور بھی بہت سے مسائل میں خود انہی حضرت ابن عباس سے موجود ہے وہاں آپ نے اپنی یہ روش کیوں بدل دی؟ ان مسائل میں راوی حدیث کی روایت کو ان کی رائے پر ترجیح کیوں دی؟ اور اگر وہاں آپ کی روش درست ہے تو وہ روش کیوں یہاں چھوڑ دی؟ حالاں کہ یہاں تو راوی حدیث کا فتویٰ روایت حدیث کے مطابق بھی مروی ہے بلکہ سند بھی مضبوط ہے روایتاً اور درایتاً بھی زیادہ پختہ اور زیادہ قوی ہے راوی کی روایت معصوم ہے درایت معصوم نہیں۔لیکن اگر آپ کی یہ بات مان لی جائے کہ ابن عباسؓ سے اس کے خلاف مروی ہے جیسے کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''ان کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو راوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں'' تو ہم کہتے ہیں کہ یہی حال اور بھی بہت سے مسائل کا ہے۔کہ راویوں نے اپنی روایت کے خلاف فتوے دیئے اور آپ حنفیوں نے ان کے فتوے چھوڑے اور ان کی روایت پر عمل رکھا۔

حنفیوں کی دورنگی روش

یہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں حدیث روایت کرتے ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے (۱) پھر خود اس کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز فجر ہے (۲) لیکن سارے حنفی ان کے فتوے کو نہیں مانتے ان کی روایت کو مانتے ہیں۔اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ یہاں بھی ان کی روایت کو مانو کہ

---

(۱) مسلم ج ۱ صـ ۲۲۷ باب الدلیل لمن قال الصلوٰۃ الوسطیٰ ھی صلوٰۃ العصر عن عبداللہ قال حبس المشرکون رسول اللہ ﷺ عن صلوٰۃ العصر حتی احمرت الشمس او اصفرت فقال رسول اللہ ﷺ شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر ملأ اللہ اجوافھم وقبورھم ناراً او حشی اللہ اجوافھم وقبورھم ناراً

(۲) ملاحظہ ہو ترمذی ج ۱ صـ ۴۵ / شرح مسلم للنووی ج ۱ صـ ۲۲۶

تین طلاقیں ایک عدت میں دی ہوئی ایک ہیں اوران کے فتوے کوچھوڑو کہ تین ہیں (حالاں کہ ان کا فتویٰ یہ بھی ہے کہ ایک ہی ہیں (۱) انہی حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اورآپ کے اصحاب نے طواف میں رمل کیا۔لیکن خود ان کا فتویٰ ہے کہ رمل سنت نہیں (۲) باوجوداس کے حنفیہ رمل کے قائل ہیں۔(۳) پس ہم عرض کریں گے کہ اسی طرح روایت کوطلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں مانواورفتوے کواگر بالفرض وہ اس کے خلاف ہوچھوڑدو۔

حضرت عمرؓ کی روایت اوررائے

کیادیوبند کے مفتی صاحب اوران کی پارٹی اس کا جواب دے سکے گی کہ یہی حضرت عمر فاروقؓ ہیں جن سے آپ اس مسئلہ میں خوش عقیدہ ہیں فرماتے ہیں کہ " **لا قضین للولد من الوالد** " میں یقیناًباپ سے اس کے بیٹے کا قصاص لوں گا۔(۴) لیکن آپ حضرات فرماتے ہیں کہ باپ بیٹے میں قصاص نہیں (۵) اورساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ حضرت عمرؓ کا روایت کے خلاف ہے اس لئے ہم چھوڑتے ہیں۔(۶) پس ہم عرض کرتے ہیں کہ اسی طرح تین طلاقوں کے ہونے کا فاروقی فتویٰ بھی اگر بالفرض ہوتو خلاف حدیث ہے لہٰذا اسے بھی چھوڑدو۔یہ نیم بٹیر،نیم تیتر،آدھاباہرآدھابھیتر۔تو کچھ اچھارویہ نہیں ۔ع

سراسرموم ہویاسنگ ہوجا

---

(۱) ملاحظہ ہو ترمذی ج ۱ صـ ۴۵/ شرح مسلم للنووی ج ۱ صـ ۲۲۶

(۲) ملاحظہ ہو مسلم اور اس کی شرح نووی ج ۱ صـ ۴۱۱

(۳) ہدایہ میں ہے "ویرمل فی الثلثت الاول عن الاشواط. ھدایہ ج ۱ صـ ۲۴۱ کتاب الحج باب الاحرام"

(۴) اعلام الموقعین مترجم اردو ج ۲ صـ ۴۷

(۵) ھدایہ ج ۴ صـ ۵۶۳ کتاب الجنایات باب مایوجب القصاص ومالایوجبہ

(۶) روایت عمر ترمذی ،احمد، مصنف ابن ابی شیبہ ،ابن ماجہ کتاب الدیات میں بایں الفاظ موجود ہے، لایقاد الوالد بولدہ

ابن عباسؓ کے اور فتوے جنہیں حنفی نہیں مانتے

ابن عباس کی غیر صحیح روایت لے کر آپ نے فرمادیا ہے کہ خلع طلاق ہے(۱) حالاں کہ یہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خلع فسخ ہے طلاق نہیں (۲)۔ مہربانی فرما کر یہی وطیرہ یہاں بھی رکھئے۔ کہ ابن عباس کے فتوے کو اور ان کی شہادت کو اگر بالفرض ہو تو چھوڑ دیں، اور ان کی سونے کی کڑیوں جیسی سند والی روایت کو لے لیں اور کہہ دیں کہ تین طلاقیں اس طرح کی دی ہوئی حکم میں ایک کے ہیں۔ بندگان خدا پر بوجھ نہ ڈالئے۔ دین خدا کو تنگ نہ کیجئے۔ خانہ ویرانیوں اور پریشانیوں کا باعث نہ بنئے۔ مصالح شرعیہ کو نہ چھوڑیئے۔ اور کلام رسول کی تبدیلی سے احتراز کیجئے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جن لونڈیوں سے ان کے مالکوں کے ہاں اولاد ہو چکی ہو ان کی بیع بھی جائز ہے۔ لیکن آپ اسے نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ انہیں سے اس کی ممانعت کی حدیث مروی ہے۔ (۳) پس کرم کیجئے اور یہاں بھی ان کی روایت کو لیجئے۔ کہ ایسی تین طلاقیں ایک ہیں۔ ان کی رائے کو اور بقول آپ کے ان کی شہادت کو رہنے دیجئے!

---

(۱) ابن عباس کی یہ روایت دارقطنی وابن عدی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے **الخلع تطليقة بائنة** اور یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک راوی حماد بن کثیر الثقفی ہیں اور محدثین کے نزدیک وہ واہی ہیں۔ ملاحظہ ہو **الدراية برحاشية هداية ج ۲ ص ۴۰۴ كتاب الخلع**

(۲) **ملاحظه هو دارقطنی اوريه روايت صحيح هے حواله مذكور**

(۳) ملاحظہ ہو اعلام الموقعین مترجم اردو ج ۲ ص ۴۷/ ہدایہ ج ۲ ص ۴۷۳ باب الاستیلاء، ممانعت کی جو حدیث حنفیہ پیش کرتے ہیں وہ حدیث ابن ماجہ وحاکم میں "**اعتقها ولدها**" کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

حنفیہ کا اپنا مسئلہ نہ توڑنے کیلئے اپنا اصول ترک کر دینا

آپ کا مذہب ہے کہ دوسو درہم سے زیادتی جو ہو اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے۔(۱) پھر ہم سے فرماتے ہیں کہ صاحب اس میں حضرت علیؓ سے حدیث مروی ہے۔ لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ خود حضرت علیؓ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ واہ! حدیث کے سامنے فتویٰ کیا ہوتا ہے؟(۲)

تو ہم عرض کرتے ہیں کہ للہ یہاں بھی حدیث کے سامنے فتوے کو کوئی وقعت نہ دیجئے اور ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کی حدیث مان لیجئے اور تین ہونے کے فتوے کو ترک دیجئے۔

لبن فحل کی روایت وفتویٰ میں جو مائی صاحبہ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ حنفیہ کی دورنگی چال ہے۔ سفر کی نماز کو پوری کرنے کے بارے میں بھی فتویٰ اور روایت عائشہ میں آپ کی یہی لہریا چال ہے۔ جابر وابوموسیٰ والی روایت اور فتوے میں جو قہقہہ لگا کر نماز میں ہنسنے سے وضوء کے ٹوٹنے نہ ٹوٹنے میں ہے آپ کی یہی دوطرفہ روش ہے۔ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنے نہ کرنے میں بھی حدیث عائشہ کے ساتھ آپ کی یہی دو رویہ چال ہے۔ انہی ابن عباسؓ سے روایت وفتویٰ جرابوں پر مسح کرنے میں مختلف ہے۔ لیکن آپ کی روش وہاں بھی وہ نہیں جو طلاق کے مسئلہ میں ہے۔ دس درہم کے مہر کے مسئلہ میں بھی جناب نے طلاق کے مسئلہ کے خلاف روش رکھی ہے۔ جو حدیث صحت سے کوسوں دور ہے۔(۳)

---

(۱) هدایه ج ۱ ص ۱۹۴ کتاب الزکوٰة باب زکوٰة المال (ولاشیء فی الزیادة حتی تبلغ اربعین)

(۲) حضرت علی کا یہ فتویٰ ابوداؤد اور مصنف عبدالرزاق میں ہے اس کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اعلام مترجم اردو ج ۲ ص ۷۵

(۳) تفصیل اعلام الموقعین ج ۲ ص: ۳۰-۷۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عمرؓ کے فتوے پر عمل نہ کرنا

یہی حضرت عمرؓ ہیں جو حج میں تمتع کرنے کے سخت مخالف ہیں لیکن آپ ان کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور فرماتے ہیں حدیث شریف اس کے خلاف ہے تو طلاق کے اس مسئلہ میں یہی فرمان آپ کیوں نہیں فرماتے؟ اگر کسی کی رائے کے خلاف حدیث ان مواضع میں نہیں چھوڑی جاسکتی تو طلاق کے مسئلہ میں کیوں چھوڑی جاتی ہے؟ بلکہ سینہ ٹھونک کر منہ بھر کر یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ حدیث منسوخ ہوگئی ہے آپ کے مذہب کا فرمان ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل ہوسکتا ہے اس لئے کہ روایت میں یہ ہے۔ اہل حدیث عرض کرتے ہیں کہ سرکار اس حدیث کے راوی اس کے خلاف ہیں۔ تو سرکار سے جواب ملتا ہے کہ ہمیں راوی کے فتوے کو کیا چاٹنا ہے؟ ہم تو اس کی روایت لیتے ہیں نہ کہ رائے، تو پھر اہل حدیث عرض کرتے ہیں ہاں محمدی کہتا ہے کہ بڑے سرکار یہی سبق ہمیں اس مسئلہ طلاق میں بھی پڑھایئے اور اسی سبق پر یہاں بھی عمل کرنے دیجئے تو ہم پر سخت غضبناکی ہوتی ہے اور فتوے تراشے جاتے ہیں فیاللعجب! (۱) اور بھی اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں

اتنی شیخی نہ کرو پڑھ کے ہدایہ صاحب
ابھی جاکر کے کہیں کیجئے گردان حدیث

ان چودہ مثالوں کا نتیجہ

ہم تو جو راز اس میں سمجھے ہیں اور جو حقیقت اس لہریا چال کی ہم پر اب تک

---

(۱) حنفیہ جب کہیں اپنے مذہب کے خلاف حدیث پاتے ہیں تو جھٹ ایک اصولی مسئلہ پیش کردیتے ہیں کہ جب راوی حدیث اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف فتویٰ دے تو وہ حدیث منسوخ ہوجائے گی لیکن جہاں اسی اصول سے اپنے آپ کو کہیں پھنستے ہیں دیکھتے ہیں تو اس اصل سے جھٹ آنکھیں بند کرلیتے ہیں۔ اور ان کے اوپر یہ مثل پوری طرح صادق آجاتی ہے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ اس کا نقشہ دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں اعلام الموقعین مترجم اردو ج ۲ ص ۴۷

منکشف ہوسکی ہے، یہی ہے کہ اس بےخودی میں، اس چکردار چال میں، اس بھول بھلیاں میں، اس آنے جانے میں، اس بھولے پن میں مقصد یہ ہے کہ کسی جگہ بھی مذہب کا حلقہ ٹوٹنے نہ پائے، مذہب کی چودیواری کی کوئی اینٹ کہیں سے گرنے نہ پائے۔ جہاں مذہب راوی کی رائے ماننے سے بنتا ہے وہاں اس سے بنالیا۔ اگرچہ روایت اور حدیث اس سے چھوٹ جائے اور جہاں مذہب روایت اور حدیث کے لینے سے بنتا تھا وہاں اسے لے کر مذہب بنالیا۔ گوراوی اس کے خلاف کچھ بھی کہتا ہو مگر یہ ہر جگہ اپنے مطلب کے لئے چالیں بدلتے رہے۔ جہاں موافقت مذہب دیکھی وہاں موافق ہوگئے جہاں راوی نے یا اس کی روایت نے مخالفت مذہب کی وہاں انہوں نے اس روایت یا فتوے کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر رکھ دیں۔

محتسب　خم　شکست　ومن　سراو
السن　بالسن　والجروح　قصاص

ہاں محترم مفتی جی صاحب! فرض کرو یہاں آپ نے اپنے حلقے میں سے کسی کو سرکنے نہ بھی دیا لیکن اسے آپ کیا کریں گے!!

مصر کے حنفیوں نے اس مسئلہ میں حنفی مذہب کو ترک کر دیا ہے

کہ آپ کے حنفی مذہب کی ان تنگیوں سے گھبرا کر آج ممالک اسلامیہ ان بندھنوں سے آزاد ہو رہے ہیں، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مصر میں ایک جماعت اہل حدیث کی کھڑی ہوگئی ہے جنہوں نے اپنی ایک انجمن "انصار السنہ المحمدیۃ" بنائی ہے۔ اور وہ احادیث کے مسائل کی اشاعت میں منہمک و مشغول ہے اس کے اکابر علماء کرام نے حدیث وقرآن آپ کے مذہب کے ان تنگ مسائل کے خلاف بیان کر کرا کے آج وہاں عمل بالسنّت کی لہر دوڑا دی ہے، یہاں تک کہ مصری حکومت نے ۱۹۲۹ء میں قانون ۲۵ جاری کر دیا ہے جس کے مادہ ثالثہ کے الفاظ یہ ہیں الطلاق المقرون بعدد لفظاً او اشارۃ لایقع الا واحدۃ جس کا

مقصد بالفاظ علامہ احمد محمد شاکر یہ ہے الغاء وصف الطلاق بالعدد واعتبارہٗ طلقة واحدةً یعنی طلاق دو اور تین جو ایک ساتھ دی گئی ہوں ان کا عدد لغو ہے۔ ایسی تین طلاقیں سرکاری طور پر ایک شمار ہوا کریں گی، پس جس طرح مصر کے علماء حنفیہ نے مل کر اس ظالمانہ اور جابرانہ اور مخالف حدیث مسئلہ کو اپنے ہاں سے ختم کر دیا وقت آرہا ہے کہ ہندوستان (اور پاکستان) بھی اس سے ہاتھ جھاڑ دے۔ وما ذالک علیٰ الله بعزیز ؎

غنچے چٹخیں گے پھر اے خالق گلشن کب تک
خشک پتوں کا سنوں نالۂ وشیون کب تک

اجماع کا غلط دعویٰ

مفتی دیوبند ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کے نسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا، اور ہزارہا صحابہ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سب نے تسلیم کر کے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کر دی۔

اس دعوے کے جوابات

جواباً عرض ہے کہ

۱- کیا اصول اسلام کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے فرمان، آپ کے فیصلے اور آپ کے حکم کو حضرت عمرؓ منسوخ کر بھی سکتے ہیں؟

۲- پچیس سال تک جو امر مسلمانوں میں جاری رہے جو قاعدہ اللہ کے رسول ﷺ بتلائیں، اس کو اٹھا دینے کا حضرت عمرؓ کو منصب ہے بھی؟

۳- اگر یہ ہوا ہے تو اس نسخ پر دلیل کیا ہے؟ اور اہل اسلام کے اصول کے مطابق دلیل صرف کتاب وسنت ہے اگر ہے تو ﷺ پیش فرمایئے؟

۴- نہیں ہے تو کیا کسی امتی کو گو وہ خلفائے راشدین میں سے ہو۔ حضور کی سنت آپ کے فرمان آپ کے فیصلے کے منسوخ کرنے کا بلا دلیل وحجت کیا حق حاصل ہے؟

۵- اگر واقعی اس زمانہ فاروقی میں تین طلاقوں کے تین ہونے پر بقول آپ کے اجماع ہوا اور اس سے پہلے جو تین سال تک اسی خلافت میں تین کے ایک ہونے پر بھی اجماع ہوا تھا تو فرمایئے کہ وجہ کیا کہ ہم زمانۂ فاروقی کے اس اجماع کو نہ مانیں اور اس اجماع کو مان لیں؟ اس کے نامعتبر اور اس کے معتبر ہونے کی کیا وجہ؟

۶- اگر زمانہ فاروقی کا یہ اجماع معتبر مانا جاتا ہے تو زمانۂ صدیقی کا ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے اجماع کو معتبر کیوں نہیں مانا جاتا؟

۷- اگر وہ معتبر ہے تو اس کے بعد اس کے خلاف پر اجماع کیوں ہوا۔

۸- اور ہوا تو وہ نامعتبر کیوں نہ ہوا؟

۹- خلافت صدیقی کا اجماع پوری خلافت تک رہا اور خلافت فاروقی میں دو اجماع ہوئے اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ تو کیا وجہ کہ ایک معتبر مانا جائے اور دوسرا نامعتبر مانا جائے؟

۱۰- یہ یاد رہے کہ اس سے کام نہیں چلنے کا کہ اتفاق سے حنفی مذہب ایک طرف ہے اس لئے یہی معتبر اور جس کے خلاف حنفی مذہب ہے وہ نامعتبر۔ یہ چیز تو دیوبند کے حلقے کے لئے ہے اس کی چار دیواری کے باہر بہ جوے نیز رو۔

۱۱- اور اے مالکان مسند فتویٰ ذرا یہ بھی ارشاد فرما دیجئے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تین طلاقوں کے ایک ہونے پر جو اجماع تھا اس اجماع کو آپ معتبر کیوں نہیں مانتے؟ اور اس اجماع کو جو اس کے برسوں بعد کا ہے اس کے خلاف ہے اسے کیوں معتبر مانتے ہو؟

۱۲- ایمان سے بتلاؤ کہ زمانہ فاروقی کے ان تمام لوگوں کا علم جو اس وقت زندہ تھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور اس زمانے کے صحابہ کا علم مع علم محمد ﷺ کے اسی ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو کون سا علم وزنی رہے گا؟ اگر یہی وزنی رہے گا تو پھر اسے اس سے کم درجے کے لوگوں کے علم کے مقابلے میں ہلکا کیوں گنا جاتا ہے؟

۱۳- مولوی صاحب ان گیدڑ بھبکیوں سے کام نہیں چل سکتا کہ ”انعقاد اجماع کی

حجت کردی'' اے حضرت اس سے پہلے انعقاد اجماع کی حجت قائم ہو چکی ہے یہ اجماع کی حجت قائم نہیں ہو رہی۔ بلکہ اس اجماع کے خلاف جمع ہو رہا ہے جو یقیناً چھوڑ دینے کے قابل ہے بھلا ہم جیسے عشاق حدیث کو آپ حدیث سے کب ہٹا سکتے ہیں۔

خانہ زاد زلف ہیں زنجیر سے بھاگیں گے کیا؟
ہیں گرفتار وفا زنداں سے گھبرائیں گے کیا؟

دروغ بے فروغ

پھر یہ تو آپ کا دروغ بے فروغ ہے کہ حضرت فاروقؓ نے اس کے نسخ کا اعلان فرمایا۔ مولوی صاحب اللہ سے ڈرو، حضرت عمرؓ پر محض اپنے ہاں کا ایک غلط مسئلہ ثابت کرنے کے لئے بہتان نہ باندھو۔ واللہ، باللہ حضرت عمرؓ نے اس کے نسخ کا اعلان کہیں نہیں فرمایا۔

ناظرین یہ تو ایجاد دیوبند ہے بلکہ ایزاد، یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے اثبات تقلید کے لئے قرآن کریم میں ایک پوری آیت ایجاد وایزاد کر دی (۱) ان سے کیا

(۱) اس مضمون کو میں نے اخبار محمدی جلد ۱۴ میں لکھا ہے ناظرین کی اطلاع کے لئے یہاں اسے بجنسہ پورا نقل کر دیا جاتا ہے۔

حنفیوں کے قبلہ وکعبہ مولانا محمود الحسن صاحب کے گھر کا نیا قرآن

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے پسینہ پوچھئے اپنی جبیں سے

آپ یہ سرخی پڑھ کر نہ متحیر ہوں نہ غصہ ہوں نہ ہماری نسبت کوئی برا جملہ کہیں بلکہ ٹھنڈے دل سے ہمارے اس مختصر مضمون کو پڑھ کر اگر ہم غلط راہ پر چل رہے ہوں تو ہمیں متنبہ فرما دیں ان شاء اللہ اسی اخبار (اخبار محمدی) میں ہم اپنی تحریر سے رجوع کر لیں گے یاد رہے کہ امت میں آج جو غلط روش چل رہی ہے جس بھیڑ چال نے ہمیں آج گمراہ کر دیا ہے اس کی اصلیت یہی ہے کہ ہم نے بزرگوں پر نظریں رکھ کر حق کو پہچانا ہے، نہ یہ کہ حق پر نظریں رکھ کر بزرگوں کو پہچانتے، ہماری مٹی میں آج یہ بات مل گئی ہے کہ فلاں شخص اتنا بڑا عالم ہے، فلاں شخص اتنا بڑا عقلمند ہے ایسا بڑا فقیہ ہے، اتنا بڑا امام ہے، ایسا زاہد و عابد ہے، اس لئے جو یہ کہے حق ہے، حالانکہ یہ اصول، اسلامی اصول کے مطابق ہونا تو کجا؟ اصول اسلامی کے یکسر اور سراسر خلاف بلکہ معارض اور متضاد ہے، ہمیں تعلیم اسلام یہ ہے کہ حق کو یعنی قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر جو اس کی تعلیم وتلقین کرے جو اس کی تعمیل وتسلیم کرے اور کرائے اسے بزرگ جانیں، جو اس کے خلاف ہو اس کی بزرگی کا کھلے لفظوں میں انکار کر کے اس کی بات کو پتھر پر دے ماریں، حق کی موافقت بزرگی ہے، حق کی مخالفت رذالت وضلالت ہے، =

....

=اظہار حق میں لوگوں کی ہیبت سے رک جانا، عوام الناس کی ناراضگی سے بزدل ہو جانا گونگا شیطان بنتا ہے، مسائل کو مصلحت پر قربان کر دینا صریح بے دینی ہے، حمیت حق دل میں نہ رکھنا پوری بے غیرتی ہے، مخلوق سے دبنا خدا ترسی کے خلاف ہے، گو کوئی شخص کتنا ہی بڑا ہو لیکن حق سب سے بڑا ہے گو کسی کے اقوال کتنی ہی عزت کے لائق ہوں، لیکن فرمان خدا ارشاد محمد مصطفیٰ سب سے اعلیٰ اور بالا ہے۔

ما بلبلیم نالاں گلزار ما محمد ما ز کسیم حیراں دیدار ما محمد

ائمہ کے ممتحن:

اے قرآن کو خدا کی کتاب ماننے والو! آج اگر کوئی غیر مسلم ذرا سی ظاہری بے ادبی بھی قرآن کی کرلے تو تم آپے سے باہر ہو جاتے ہو، پھر کیا تم میں سے کوئی خدا کی کتاب کے ساتھ کھیل کرنے لگے تو تم خاموش رہو گے؟ بلکہ اس غلطی کو جو بتلائے اس پر ناراض ہو گے؟

مولانا محمود الحسن صاحب کتنے ہی بڑے عالم کیوں نہ ہوں؟ ان کی عزت وعظمت نے آپ کے دل میں کیسی ہی مضبوط اور وسیع جگہ حاصل کیوں نہ کرلی ہو؟ لیکن ایمان تو اس پر مجبور کر رہا ہے کہ اس سے بہت زیادہ سطوت وحرمت کلام خدا کی آپ کے دل میں ہونی چاہئے، کسی آیت وحدیث سے کسی مسئلے کے سمجھنے میں کسی غلطی کا ہو جانا دوسری چیز ہے اور اپنے سمجھے ہوئے اور مانے ہوئے مسئلے کو قرآن سے ثابت کرنے کے لئے قرآن میں اپنے الفاظ دیدہ دلیری سے بڑھانا اور چیز ہے ۔مولانا کو اگر امام شافعیؒ میں، امام احمدؒ میں، امام مالکؒ میں کھوٹ نظر آئی تھی۔ان کی غلطیوں کو وہ جان چکے تھے۔ان کی بے سمجھی ان پر آشکارا ہو چکی تھی۔ان کے مسائل کی غلطی ان پر کھل چکی تھی۔اور اس لئے وہ تینوں بزرگ امام ہمام علیہم الرحمۃ والسلام کو چھوڑ چکے تھے اور ان کے برخلاف حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سچائی، ان کی معصومیت، ان کی فقہ ان کے مسائل کی صحت ان پر آشکارا تھی ۔اس لئے وہ ان کی تقلید کی فرضیت کے قائل وعامل تھے تو ہوں لیکن اس کی کیا ضرورت تھی کہ وہ اپنے اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے خدا کی کتاب قرآن مجید میں کوئی زیادتی کرتے؟ جو آیت مدتوں سے، صدیوں سے، زیر بحث ہے جو آیت علماء چھوڑ طلباء کی زبان پر مثل قل ھو اللہ احد کے چڑھی ہوئی ہے۔جس آیت پر سیکڑوں بحثیں ہو چکی ہیں، جو آیت مناظروں میں کتابوں میں، دلائل میں ادھر سے، ادھر سے، آج تک ہزار ہا لکھوکھا مرتبہ پیش ہو چکی ہے جس کے ایک=

=ایک ایک لفظ پر طول طویل بحثیں ہو چکی ہیں۔اس میں انہیں اپنے پاس سے زیادتی کرنے اور تحریف کرنے کا کونسا حق تھا؟ پس ہمیں ان کے اس دلیرانہ حملے کو آج واضح کرنا ہے ہمیں معاف رکھا جائے۔

اس سے میں شکوے کی جاشکر ستم کر آیا
کیا کروں ؟ تھا میرے دل میں سو زباں پر آیا

بات یہ ہے کہ مسئلہ تقلید شخصی کوئی نیا مسئلہ نہیں بھلے زمانوں تک مسلمان ایک راہ پر چل رہے تھے۔

حضور ایک دین لائے تھے یا چار؟

سب کا مذہب سب کا دین ایک تھا۔اسلامیوں کی ظاہری حالت ہی بتلا رہی تھی کہ اللہ کے رسول رسولوں کے پیشوا صرف ایک ہی دین لے کر دنیا میں آئے ہیں،لیکن جب خیر القرون بہترین زمانے گذر گئے تو اسلامیوں کے سروں میں تقلید کا سودا سما گیا،شدہ شدہ اس نے ان میں وہ اثر پیدا کیا کہ وہ ٹھیک ایک کے چار دیکھنے لگے،اس ایک لائن میں انہوں نے ادھر ادھر چار برانچ لائنیں قائم کر کے سیدھے راہ کو پرانی لائن کی طرح بند کر دیا۔اب دنیا کو یہ سین نظر آنے لگا کہ گویا حضرت رسول مقبول ﷺ دنیا میں چار دین لے کر آئے تھے۔انہوں نے دنیا میں وہ تفریق قائم کی ہے جو قیامت تک اتفاق کو قبول ہی نہیں کر سکتی۔ایک سمت حنفیوں کی اگر ہے تو دوسری طرف شافعیوں کی ہے۔اسی طرح دو اور مذہب بھی،جس راہ پر ایک چلتا ہے دوسرا اس پر قدم رکھنا اپنی حقارت سمجھتا ہے۔مسلمان جو آج تک ایک مورچے سے دشمنان اسلام پر گولا باری کر رہے تھے۔دفعتاً ان کے مورچوں کا رخ بدل جاتا ہے۔ان کا لشکر چار سمتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور ہر ایک مورچے سے دوسرے مورچے پر آپس میں ہی آتش باری زور شور سے شروع ہو جاتی ہے۔حنفی اپنی تمام قوت علمی و عملی کو شافعیوں کے نیچا دکھانے پر اور شافعی اپنے سارے زور کو حنفیوں کے پست کرنے پر صرف کرنے لگے اور اسی طرح دو دوسرے فریق بھی۔قرآن کا حدیث کا بٹوارہ ہو گیا۔

حنفی شافعی مورچہ

یہ ہے حنفی مذہب کی جان،فقہ کا ایمان۔کتاب ہدایہ جس کے مصنف حدیث لاتے ہیں اور اس کے نا قابل عمل ہونے کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ علیه الشافعی یہ شافعی مذہب والے مانتے ہیں۔یعنی اب یہ صحیح صریح حدیث حنفیوں کے چھونے کے قابل بھی نہیں رہی۔اچھوت ادھار کا یہ گورکھ دھندا اصل =

....

= اسلام کی شکل بگاڑ دینے اوراس کی صورت مسخ کردینے کے لئے کافی تھا لیکن چوں کہ اس امت کا نگہبان خدائے رحیم ورحمٰن تھا۔اس امت کا رہنما رہنمائے انس وجان تھا۔یہ امت امت محمد ﷺ تھی۔یہ امت محبوب رب صمد تھی،اس لئے ایک جماعت اسی روش پر باقی رہی۔جس روش پر خدا کے رسول تھے،جس روش پر صحابہ تھے تابعین تھے۔بلکہ خود چاروں ائمہ دین تھے وہ ان مٹ اور غیر فانی جذبہ احترام قرآن وحدیث جو صحابہ تابعین میں تھا۔اس سے پہلے کہ ایجاد تقلید ہو کم وبیش وہی شیدائیت وفدائیت ان میں رہی۔تقلید کے متوالوں نے،قیاس کے شیدائیوں نے،گوان پر یورش کی اور مل کر کی۔لیکن یہ بے خوف رہے اور صاف کہہ دیا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

ان قومي تجمعوا وبقتلي تحدثوا
لاابالي بجمعهم كل جمع مؤنث

عروس ملک کے درکنار گیرد چست کہ بوسہ برلب شمشیر آب دار زند

قرآن میں ایزادوایجاد

ہمارے مولانا نے اپنی دھاک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقلدین پر تحقیق کو حرام کر کے قرآن میں وہ چیز اپنی طرف سے ملادی جس کے بعد خدا رسول سے کسی طرح کم مرتبہ امام صاحب ابوحنیفہ نہ رہیں۔چنانچہ اپنی کتاب ایضاح الادلۃ کے ص:۹۷ میں لکھتے ہیں۔

ارشاد ہوا فان تنازعتم في شيء فردوه الی الله والرسول والی اولي الامر منكم اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں۔سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاو جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔آپ نے آیت فردوه الی الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے۔" یہ ہے عبارت مولانا کی بجنسہ۔اب ہم باادب معتقدین مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ آیت جو مولوی صاحب نے فان تنازعتم في شيء فردوه الی الله والرسول والی اولي الامر منكم پیش کی ہے یہ قرآن میں کس جگہ ہے؟ وہ قرآن جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے وہ قرآن جس کے جامع آنحضور ختمی مآب علیہ السلام ہیں اور جس کے جامع خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں اور جو بطور امانت خدا کے ہمارے ہاتھوں میں ہے جو کروڑ ہا کی تعداد میں دنیا میں چھپ چکا ہے۔جو گھر گھر پایا جاتا ہے جو ہندوستان چھوڑ دنیا کے تمام حصوں میں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہے جو حافظوں کے سینے میں محفوظ ہے جس کی اصلی حفاظت خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے۔اس کے تیس پاروں میں اس کی ایک سو چودہ سورتوں میں۔اس کے پانچسو چالیس رکوع میں۔اس کی چھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ آیتوں میں۔ہم نے تو کہیں مولانا کی پیش کردہ آیت پائی نہیں۔جس کی نسبت وہ فخر سے لکھتے ہیں کہ =

....

=''آپ نے آیت فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ۔تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن میں یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیۃ مذکورہ بالامعروضہ احقر بھی موجود ہے یعنی فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم غضب خدا کا قرآن میں تحریف کرنا ایک آیت اپنی طرف سے گھڑ لینا اور قرآن کا حوالہ دینا۔

اصلی آیت:

وہ آیت جس کے مقابلے میں مولانا محمود الحسن نے دوسری آیت بنالی ہے وہ تو قرآن میں ہے پارہ والمحصنٰت کے چوتھے رکوع کے خاتمہ کی آیت ہے پوری آیت ملاحظہ ہو۔ ﴿یاایھاالذین آمنوا اطیعو االلہ واطیعواالرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیرواحسن تاویلا ﴾
مولانا اپنے مخالف کو فرماتے ہیں کہ یہ آیت تو دیکھ لی، لیکن اسی قرآن میں یہ آیت بھی ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول والیٰ اولی الامر منکم "
ناظرین کرام! بخدا ہمیں یہ آیت پورے قرآن میں کہیں نہیں ملی، ہے کوئی حنفی جو اس آیت کو قرآن مجید میں دکھادے؟
سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

حروف قرآن کی گنتی:

برادران! آؤ میری اس دعا پر دل سے آمین کہو، اگر اونچی بھی کہو گے تو نماز کے باہر ہے اس لئے تمہیں کوئی غیر مقلد نہ کہے گا، خدا ہمارے اسلاف کو کروٹ کروٹ جنت بخشے خدا ان کی کوششوں کو مقبولیت کا نور عطا فرمائے کہ جنھوں نے قرآن کریم کا ایک ایک نکتہ گن گن کر دنیا پر ظاہر کر دیا ورنہ خدا جانے یہ شیدایان تقلید کیا کیا ستم ڈھاتے ؟ سنو پورے قرآن میں (الف)۴۸۸۷۲ ہیں (ب)۱۱۴۲۸ ہیں (ت) ۱۱۹۹ ہیں (ث) ۱۲۷۶ ہیں (ج) ۳۲۷۳ ہیں (ح) ۹۷۳ ہیں (خ) ۲۴۱۶ ہیں (د) ۵۶۴۲ ہیں (ذ) ۴۶۹۷ ہیں (ر) ۱۱۷۹۳ ہیں (ز) ۱۵۹۰ ہیں (س) ۵۸۹۱ ہیں (ش) ۲۲۵۳ ہیں (ص) ۲۰۱۳ ہیں (ض) ۱۶۰۷ ہیں (ط) ۱۲۷۴ ہیں (ظ) ۸۴۲ ہیں (ع) ۹۲۲۰۰ ہیں (غ) ۲۲۰۸ ہیں (ف) ۸۴۹۹ ہیں (ق) ۶۸۱۳ ہیں (ک) ۹۵۲۲ ہیں (ل) ۳۴۳۲ ہیں (م) ۶۵۳۵ ہیں (ن) ۲۶۵۶۰ ہیں (و) ۲۵۵۳۶ ہیں (ہ) ۱۹۰۷۰ ہیں (لا) ۳۷۲۰ ہیں (ء) ۴۱۱۵ ہیں (ی) ۲۵۹۱۹ ہیں

=اعراب قرآن کی گنتی

اس کے کل حروف ۲۲۱۲۶۵ ہیں۔اس کے کل کلمات ۸۶۴۳۰ ہیں،اس میں کل زبر ۵۳۲۴۲ ہیں، اس میں کل زیر ۳۹۵۸۲ ہیں،اس میں کل پیش ۸۸۰۴ ہیں،اس میں کل نقطے ۱۰۵۶۸۴ ہیں،اس میں کل مد ۱۷۷۱ ہیں،اسمیں کل تشدید یں ۱۲۵۲ ہیں،پس جس کے حروف تک زیر زبر پیش تک اس میں جس کے نقطوں تک ایک ایک کر کے گنے چنے ہوں،جس کے حافظ مشرق سے مغرب تک ہزارہا کی تعداد میں ہوں،جو روز روز چھپتا ہو،جو ہر دن لاکھوں نگاہوں سے گذرتا ہو،کون ہے؟ جو اس میں تحریف کر سکے؟ کون ہے جو اس میں زیادتی کر سکے؟ حنفی بھائیو! کھلے لفظوں میں کہو،صاف کہو، بے شبہ کہو،بلند آواز سے کہو،تحریر کرو،چھاپو،کہ فی الواقع مولانا نے جھوٹ کہا،مولوی محمود الحسن نے غلطی کی،یہ آیت قرآن میں نہیں خدا کے کلام میں نہیں،یہ انہیں کی ایجاد ہے بلکہ ایزاد ہے،خدا کا کلام اس سے پاک ہے،اس میں یہ آیت ہرگز نہیں،خدا کی قسم نہیں،قرآن کے اتارنے والے کی قسم نہیں،اب یہ سن کر بھی جو اسے آیت قرآن کہے وہ کافر ہے،محرف ہے،یہودی ہے،جھوٹا ہے،لعنتی ہے،آج اگر ایضاح الادلہ کا لکھنے والا زندہ ہوتا تو وہ اس سے توبہ کرتا،اور کھلم کھلا کرتا،پس اب بھی جو ضد کر لے،وہ منکر اور محرف قرآن ہے کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں ہوسکتی۔

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا =موم سمجھے تھے تیرے دل کو سو پتھر نکلا

ایجاد وایزاد آیت کی وجہ:

لطف دیکھئے کہ مولوی صاحب کی یہ تصنیف بار بار چھپتی ہے ۱۲۹۹ء میں میرٹھ سے طبع ہوتی ہے پھر ۱۳۳۰ء میں مولانا حبیب الرحمن کے اہتمام سے مولانا اصغر حسین کے فرمان سے دوبارہ دیوبند میں طبع ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ،مگر یہ آیت اس طبع میں اور طبع دوم وغیرہ میں اسی طرح برقرار رکھی جاتی ہے،یہ کوئی سہو نہیں،نسیان نہیں،غلطی نہیں بلکہ عمداً کتاب خدا میں زیادتی کی گئی ہے،جسے بڑے نے کی اور چھوٹوں نے نبھائی،اور آج تک اس پر پردہ ڈالے رہے،پھر اس حیرت ناک چالاکی کو دیکھئے کہ آیت کیسی بنائی گئی ہے؟ کہ الفاظ قرآنیہ کو ہی ایسی ترتیب دے لی کہ بیک پنتھ دو کاج ہو جائیں،اہل حدیث کی تردید بھی ہو جائے اور لگے ہاتھوں تقلید کی تائید بھی ہو جائے،اہل حدیث اس آیت کو ہمیشہ سے رد تقلید میں پیش فرمایا کرتے تھے کہ "**فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر**" یعنی جھگڑے کی ہر چیز مختلف فیہ ہر مسئلے کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لاؤ (جو حکم اس میں پاؤ مان لو جس کا قول اس کے خلاف ہو چھوڑ دو) اگر تم میں اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے تو یہی کرو،(یعنی اگر اختلافی مسئلے کے فیصلے میں قرآن حدیث کے سوا کسی کے قول کو فیصل سمجھا تو ایمان سے خارج ہو جاؤ گے)=

بعید کہ اپنے ہاں کے طلاق کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے حضرت عمرؓ پر بھی کوئی ایجاد وایزاد کرلیں۔ چنانچہ کرلی ورنہ بتلائیں کہ کہاں ہے کہ حضرت عمرؓ نے تین طلاقوں کے ایک ہونے کے فیصلہ نبوی اور فرمان نبوی اور دستور زمانۂ نبوی کو منسوخ فرمایا اگر ایسا ہوتا تو اپنی خلافت کے ابتدائی تین سال تک اس منسوخ یعنی حرام پر کیوں عمل کرتے رہے اور کیوں عمل کراتے رہے اور کیوں اس وقت کے سارے صحابہؓ اجماعی طور پر اس کے عامل رہے؟ ان تینوں طلاقوں کے ایک ہونے کا ناسخ حضور کے زمانے میں کسی کو معلوم نہیں ہوتا، صدیق اکبرؓ کے زمانے میں کسی کو اس کا

=لیکن تقلید مقلد کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اختلافی مسئلہ کا فیصلہ اپنے معین امام کے قول پر ہی کرے، کسی طرف نگاہ بھی نہ اٹھائے، قرآن حدیث کو اپنی اور اپنے لئے دلیل ہی نہ جانے بلکہ قول امام کو رد کرنا باعث لعنت سمجھے، اس لئے یہ آیت انھیں زہر معلوم ہوتی تھی، مولانا نے بہ یک جنبش قلم قرآن میں ایک نئی اور انوکھی آیت اس حکم کے خلاف پیدا کردی اور فرمادیا کہ اندھو! اسی آیت پر اڑے ہوئے ہو اور اب تک تم نے یہ معلوم ہی نہیں کیا؟ کہ اسی قرآن میں ایک اور آیت بھی ہے جس میں صاف موجود ہے کہ جھگڑے کی ہر چیز، مختلف فیہ ہر مسئلہ، قرآن حدیث اور اپنے میں سے اولی الامر کی طرف لوٹاؤ، پس جو مرتبہ کلام اللہ شریف کا ہے جو مرتبہ حدیث شریف کا ہے وہی مرتبہ امام کے اقوال کا بھی ہے بلکہ یہ ڈھٹائی اور بھی لائق مذمت ہے کہ آپ نے جھٹ سے دفع دخل مقدر کے طور پر یہ بھی تحریر فرمادیا کہ ''عجب نہیں کہ آپ تو دونوں آیتوں کو حسب عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسرے کے منسوخ ہونے کا فتویٰ لگانے لگیں، ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن کی یہی کتاب ایضاح الادلہ کا ص: ۹۸۔ پس اب روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مولوی محمود الحسن صاحب اسے ایک آیت اور اسے دوسری آیت مستقل فرمارہے ہیں اب جو شخص تاویل کرلے کہ غلطی سے الفاظ بڑھ گئے وہ محبت کا اندھا ہے، مسلمانو! اگر عظمت قرآن دلوں میں باقی ہے تو آپ صاف کہہ دیجئے کہ بے شک مولوی صاحب نے قرآن میں تحریف کی، بلکہ زیادتی کی اور اپنی طرف سے ایک آیت بنا کر قرآن میں بڑھادی، یہ وہ قصور ہے جو پردے میں چھپ نہیں سکتا۔

موئے بہ تلبیس سیاہ کردہ گیر راست نہ خواہد شدن این پشت کوز
کرتا رہا تلافی مافات عمر بھر پھر بھی گنہ گار گنہ گار ہی رہا

محمد جوناگڑھی

پتہ نہیں لگتا۔حضرت عمرؓ کی خلافت کے تقریباً آدھے زمانے تک تمام دنیا اس سے غافل رہتی ہے۔پھر یکایک وہ ناسخ کھل پڑتا ہے اور ایسا کہ بقول آپ کے اس کے خلاف پر اجماع ہوجاتا ہے؟تعجب سا تعجب ہے!یاد رکھو جو احکام کتاب وسنت سے صراحتاً ثابت ہوں کسی کو ان کی تبدیلی کا اختیار نہیں، نہ صحابہؓ کو، نہ خلیفہ کو، نہ ساری امت کے مجموعہ کو، نہ صحابہ نے ایسا کیا نہ حضرت عمرؓ نے معاذ اللہ۔ثم معاذ اللہ۔

فرمان فاروقی اور اس کی وجہ

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ مفتی صاحب نے نقل ہی نہیں فرمائے بلکہ اپنے الفاظ کو بجائے الفاظ فاروقی پیش کیا ہے جو دلیل ہے کہ الفاظ عمرؓ بیان کرنے میں بھرم کھل جانے اور بھید ظاہر ہوجانے اور نامراد ہوجانے کا خطرہ تھا۔اس لئے بھاری بھرکم بنے رہے اور زبانی فرمادیا کہ حضرت عمرؓ نے نسخ کا عام طور پر اعلان فرمادیا اور سب نے مل کر اس پر اجماع کرلیا، حالانکہ الفاظ فاروقی میں یہ چیز ہے ہی نہیں۔ناظرین کرام!حضرت فاروقؓ کی آواز سن لیں آپ فرماتے ہیں "ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم" (مسلم شریف)(۱) یعنی لوگوں نے اس امر میں عجلت سے کام لیا جس میں ان کے لئے وسعت تھی کیا ہی اچھا ہوا گر ہم ان پر جاری ہی کردیں۔یہ اعلان فاروقی تو صاف بتارہا ہے کہ تین کا ایک کرلینا آپ کے نزدیک حرام نہ تھا۔آپ اس کی وسعت کے قائل ہیں لیکن پھر صرف اس لئے کہ لوگوں نے اسے غلط طور پر اور بکثرت استعمال کرنا شروع کردیا، چاہتے ہیں کہ ان پر کوئی ایسی سزا ڈالیں جس کے دباؤ سے یہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا چھوڑ دیں اور مطابق سنت طلاق دیا کریں۔پس بطور زجروتوبیخ کے بطور سزا اور تعزیر کے آپ نے یہ خواہش کی تھی کہ ان تینوں طلاقوں کو تین ہی شمار کرلی جائیں، نہ بطور شرعی حکم کے۔نہ بطور اس سے پہلے کی سنت رسول کو منسوخ اور فسخ

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۴۷۸ باب طلاق الثلاث

کرنے اور باطل کرنے کے۔ پس حنفیہ قول عمرؓ پر کیوں لٹکتے ہیں؟ وہ تو تین طلاقوں کی روک کے لئے بطور سزا کے ہے اور حنفیہ کے ہاں یہ تین طلاقیں شرعاً تین ہی ہیں نہ زمانہ عمرؓ کے پہلے کا عمل و حکم خطا پر تھا نہ وہ منسوخ ہوا نہ زمانۂ فاروقی کا نہ قانون ملکی اس کے مقابل تھا بلکہ مقصود اس سے لوگوں کو درستی پر لانا تھا۔ اور اس کی ضرورت یہ پڑی کہ لوگوں نے یہی کرنا شروع کر دیا کہ عورت پر دباؤ پڑے اور پھر تین ایک تو ہو ہی جائیں گی۔ چنانچہ اسی صحیح مسلم شریف میں ہے " فلما کان فی عهد عمر تتابع الناس فی الطلاق" (۱) یعنی لوگ برابر اسی طرح طلاق دینے لگے یہ جو نا پید امر لوگوں میں ہوا تھا اس کے لئے یہ نو پید حکم امیر المومنین نے دیا۔ رضی اللہ عنہ، اس سے آپ حضرات کا استدلال کرنا کہ پہلا حکم منسوخ ہو گیا یہ تو ریت میں سے تیل نکالنا اور ببول کے درخت سے انگور کے خوشے کی امید رکھنا ہے۔

اجماع نہیں ہوا

پھر یہ ماننا کہ "سب نے تسلیم کر کے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کر دی"۔ یہ بھی بالکل غلط ہے ہم نے ان صحابہ کے اس سے پہلے نام گنوا دئے ہیں جنھوں نے باوجود اس قانون فاروقی کے پھر بھی ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے فتوے دئے، پھر تابعین میں ایسی جماعت رہی، تبع تابعین میں بھی اور ان کے بعد ائمہ میں بھی، بفضل خدا آج تک اور آج کے بعد تک بلکہ قیامت تک یہ جماعت باقی اور قائم اور مظفر اور منصور رہے گی۔ ان شاء اللہ پس ان حقائق کے خلاف آنکھیں بند کر کے پتھر پھینکنا نہایت نامناسب حرکت ہے۔

حضرت عمرؓ کا اپنے فرمان سے رجوع کرنا

ہاں مولانا محمد شفیع صاحب! اب آپ کی اور آپ کے فرقے کی یہ ریت کی دیوار حق کے جھونکے سے جڑ سے ٹوٹتی ہے اسے بھی بچشم خود ملاحظہ فرمالیجئے۔ حضرت

(۱) مسلم ج ۱ ص ۴۷۸ باب طلاق الثلاث

عمر فاروقؓ اپنے فیصلے پر خود نادم ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں ”ماندمت علیٰ شیٔ ندامتی علیٰ ثلٰث ان لااکون حرمت الطلاق“(۱) مجھے کسی چیز پر اتنی ندامت نہیں ہوئی جتنی ندامت ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقوں کے جاری کردینے پر۔ پس حضرت عمر کی ابتدائے خلافت میں تین طلاقیں ایک تھیں۔ بیچ میں ایک خاص مصلحت سے اسے تین کردی گئیں لیکن آخر میں اس سے پھر رجوع کرلیا اور اس پر بے حد پشیمان اور پریشان ہوئے کہ میں نے یہ کیا کیا؟ کیوں کہ مقصود یعنی ایک ساتھ کی تین طلاقیں تو بند نہ ہوئیں اور عورتیں مردوں سے اس بنا پر الگ کرالی گئیں جس کا فاروق اعظم افسوس کررہے ہیں، لیکن ہمارے مفتی جی اس پر خوش ہیں کہ حنفی مذہب کے اس مسئلہ پر تو خاصہ روپ آگیا۔ حضرت عمرؓ کو اس پر ندامت ہے کہ کاش میں تین طلاقیں ایک ساتھ دینا ہی حرام رکھتا اور اس پر شدت وسختی کرتا تو اچھا ہوتا بہ نسبت ان کے جاری کردینے کے، کیوں کہ اس صورت میں حضور ﷺ اور صدیق کے زمانے کی موافقت بھی ہوتی اور لوگ اس سے رک بھی جاتے، لیکن میں نے جو کیا اس سے بظاہر مخالفت بھی ہوئی اور لوگ رکے بھی نہیں، کاش کہ میں یہ نہ کرتا۔ صدیقؓ ورسول ﷺ کے زمانے کی روش ہی میرے لئے اچھی تھی ہاں حکماً اور قانوناً اتنا کرتا کہ طلاقیں اس طرح کوئی دینے نہ پائے۔

ایسے ہی اور قانون فاروقی

ثابت ہوا کہ یہ فعل فاروقی گویا ایک تعزیری قانون تھا جو حاکم وقت کرسکتا ہے چنانچہ فاروق اعظم نے شرابیوں پر اسی کوڑے مارے اور ان کا سر منڈوا کر انہیں جلاوطن کردینے کا بھی قانون کردیا تھا۔(۲)

حنفی بھائیو! طلاق کے مسئلہ پر تو جھاویاں ڈال کرلے لیا پھر یہ شراب کا قانون کیوں

(۱) مسند عمر بحواله اغاثة اللهفان صـ ۳۳۶

(۲) کتاب الاموال لابی عبید صـ ۱۰۲

نہیں لیتے ؟تمہارے مذہب میں یہ فیصلہ فاروقی کیوں نہیں لیا گیا؟ کیا یہ دیوبند کا فتویٰ ہے کہ شرابی کو اسی کوڑے لگائے جائیں اور اس کا سر منڈوا کرا سے جلاوطن کر دیا جائے۔اور ہاں اتنے پر بھی کام نہ بنے گا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہنا پڑے گا کہ چالیس جوتے، چھڑیاں طمانچے وغیرہ دینے کی حدیث اس سے منسوخ ہوگئی ؟ کہو کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند؟

خود حضرت عمرؓ کا قول دراصل ہماری دلیل ہے

ناظرین غور فرمالیں! ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ خود حضرت عمرؓ بھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے قائل تھے اس کی بڑی وجہ تو آپ کی خلافت کے ابتدائی تین سال تک اسی حکم کا آپ کی تمام سلطنت میں جاری رہنا ہے۔دوسری وجہ خود یہی قول ہے جو ہمارے حنفی بھائی پیش فرمایا کرتے ہیں اس میں لفظ ہیں ان الناس قد استعجلوا فی شئ کانت لھم فیہ اناۃ (۱) لوگوں نے اس امر میں جلدی کرنی شروع کر دی ہے جس میں ان کے لئے وسعت تھی۔وہ وسعت یہی تو تھی کہ تین طلاقیں ایک شمار ہو جایا کرتی تھیں، پس حضرت عمرؓ خود اس وسعت کے قائل ہیں نہ کہ کسی ناسخ کے۔اگر ناسخ حضرت عمرؓ کو ملا ہوا ہوتا تو اتنے تکلفات کی مطلقاً ضرورت نہ تھی صرف اتنا فرمان کافی تھا کہ بے شک اب تک یہ دستور رہا لیکن مجھے اس کا ناسخ حکم فلاں فلاں کی روایت ہے پہنچ گیا پھر فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں "فلوا مضیناہ علیھم" اگر ہم ان پر جاری کر دیں تو؟ جب ناسخ حضرت عمرؓ کو مل گیا تھا تو اس میں مشورہ طلب تمنائی اور تردد کی بات کون سی تھی !الغرض یہ روایت خود اس امر کی اہم اور اعلیٰ دلیل ہے کہ پچیس سال تک جاری رہے ہوئے فرمان نبی ﷺ کا ناسخ پچیس سال کے بعد بھی کوئی نہ تھا، جو کچھ فاروق اعظمؓ نے کیا محض لوگوں کو ایک ساتھ تین طلاق دینے کے لئے کیا تھا، لیکن اس حکم سے یہ

---

(۱) صحیح مسلم ج ۱ صہ ۴۷۸ باب طلاق الثلاث

مقصد بھی جب حاصل نہ ہوا تو سخت نادم و پشیمان ہوئے۔ گویا اس سے بھی رجوع کرلیا جیسے کہ پہلے گذرا۔ پس بات وہی ہے جو تھی الآن کما کان۔

قانون فاروقی کی منشا

حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ "فلو امضیناه علیهم" (۱) صاف دلالت کرتے ہیں کہ یہ حضرت عمرؓ کی اپنی رائے تھی اور اس رائے کی وجہ بھی اس روایت میں موجود ہے کہ لوگوں نے برابر یہی فعل شروع کردیا تھا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا شروع کردی تھیں، خدا نے جو وسعت دی تھی کہ تین طلاقوں کے درمیان وقفہ ہو جس میں انہیں رجوع ممکن ہو انہوں نے اس میں تنگی شروع کردی خدا نے جس میں تفریق کی تھی انہوں نے اسے جمع کرنا شروع کردیا، جس سے طلاق کی صورت غیر شرعی ہوگئی۔ حدود خدا سے تجاوز شروع ہوگیا تو حضرت عمرؓ نے ان پر تینوں جاری کرنے کی سوچی کہ انہیں اس خلاف شرع امر کا مزہ آجائے۔ خلاف خوف خدا کام سے خدا کی وسعت ان سے الگ ہوجائے، پس اس کو ان پر مشکل اور تنگ کردیا صرف اس لئے کہ اس بدعت سے باز آجائیں، خدا سے ڈریں اور خدا کی حدوں کو قائم رکھیں تاکہ ان کے لئے مخرج اور چھٹکارا باقی رہے ومن یتق الله یجعل له مخرجاً۔ (۲) اللہ سے ڈرتے رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کشادگی کردیا کرتا ہے، اگر ایسی تین طلاقیں تین ہی کے حکم میں شرعاً تھیں اور یہی فرمان رسول اور یہی فیصلہ خلیفہ اول تھا تو اس کی نسبت حضرت عمرؓ کی اپنی طرف کرنے کی یا اس میں تردد کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ کوئی وجہ نہ تھی کہ تین سال تک دنیا کو آپ گمراہی میں چھوڑتے اور ان ایک ہزار دنوں تک کسی وقت آپ کو حلال حرام کے اس اہم مسئلہ کی طرف خیال ہی نہ آتا۔ کیا حضرات

---

(۱) صحیح مسلم ج ۱ صـ ۴۷۸ باب طلاق الثلاث

(۲) الطلاق ۶۵/ ۲

حنفیہ اس مسئلہ میں یہی نہیں کرتے؟ کہ گویا حضرت عمرؓ اپنی خلافت کا تقریباً آدھا حصہ گذارنے کے بعد فرماتے کہ کیا اچھا ہو کہ ہم شراب کا پینا اور ناحق کا قتل کرنا لوگوں پر حرام کر دیں؟ کیا اچھا ہو کہ جنابت کا غسل اور روزے کا حکم ان پر جاری کر دیں؟ حنفی بھائیو! آج تمہارا صحیح صریح حدیثوں کی تاویل کرنا ہر پڑھے لکھے کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا، مسئلہ طلاق کو حضرت عمرؓ کا قول سامنے کر کے بدلنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس سے تو دنیا کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں گروہ حنفیہ کے پاس کوئی دلیل نہیں اس لئے تاویلوں کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

غیر رجعی طلاقیں

دوستو! شریعت کے احکام کو ان کی جگہ رہنے دو، جس کے لئے خدا نے حق رجعت رکھا ہے ان سے ان کا حق نہ چھینو۔ قبل از دخول جو طلاق ہو، خلع کی جو طلاق ہو اور باقاعدہ شرعی صورت میں جو تیسری طلاق ہو ان کے بعد رجوع نہیں۔ باقی طلاق میں رجوع ہے اور قرآن نے خود اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ پس آؤ ہم سب مل کر اللہ کی کتاب کو مضبوط تھام لیں اور طلاق کی ایک چوتھی قسم بلا حق رجعت کی از خود ایجاد کر کے قرآن میں زیادتی کرنے والوں پر جو لعنت نازل ہوتی ہے اس سے بچ جائیں۔

آیت قرآنی سے ایسی تین طلاقوں کا ایک ہونا

۱- سنو طلاق کے بارے میں قرآن میں لفظ مــرتــان کا ہے یعنی ایک بار پھر دوسری بار، اور جہاں یہ لفظ فعل میں ہو وہاں اجتماع محض ہے۔

۲- اسی طرح ہو سکتا ہے کہ یہ خبر بمعنی امر ہو تو مطلب یہ ہوا، ایک کے بعد دوسری طلاق دو، پس جس نے امر خدا کا خلاف کیا اس کی منشا پوری نہ ہوگی بلکہ امر خدا پورا کرنا پڑے گا دو بار یا تین بار کو ایک بار کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

۳- پھر اسے غور سے سنئے کہ طلاق رجعی مشروعی کا حصر قرآن نے الطلاق مرتان (۱) کے جملے میں کردیا ہے اب اگر تم ایک دفعہ کی دو یا تین کی جاری کردیتے ہو تو پھر حصر قرآنی لغو ہوگیا اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تمہارا یہ قول وفعل لغو ہے نہ کہ حصر قرآنی۔

۴- یہ بھی یاد رہے کہ لفظ طلاق یہاں محلی باللام ہے اور لام عہد کے لئے نہیں بلکہ عموم کے لئے ہے، جس سے ثابت ہے کہ طلاق مشروع متفرق ہے اس لئے کہ مرات کے لفظ میں تفریق موجود ہے اور تم جب تین ایک مرتبہ کی تین ہی کردو گے تو یہ تفریق جاتی رہے گی اور قرآن کا خلاف ہوگا جس کے مجرم عنداللہ تم ٹھہرو گے۔

اس کے ثبوت میں دوسری آیت

۵- اور لیجئے فرمان قرآن ہے "واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف اوسرحوھن بمعروف" (۲) یعنی تم جب عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت کو پہنچیں تو اب انہیں یا تو اچھی طرح اپنی بیویاں بنالو یا بھلائی کے ساتھ انہیں الگ کردو، یہ ظاہر ہے کہ لفظ اذاادوات عموم میں سے ہے۔ تو معنی یہ ٹھیرے کہ تمہاری جو بھی طلاق جس وقت میں بھی ہو اس کا حکم یہی ہے کہ قبل از ختم عدت تمہیں حق رجوع حاصل ہے، اب اس میں سے جو صورت قرآن سے مخصوص ہو جائے وہ مخصوص رہے گی۔ تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کی بدعتی صورت شرعی ہے ہی نہیں، نہ اس کی خصوصیت قرآن میں ہے، لہذا اس میں بھی یہ حق رجعت جو منجانب خدا ہے باقی رہے گا اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ اسے حکم میں ایک طلاق کے رکھیں۔ پس قرآن کی اس آیت پر ایمان رکھنے والوں پر فرض ہے کہ ایک ساتھ کی دی ہوئی تین طلاقیں ایک شمار کریں۔

---

(۱) البقرۃ ۲/ ۲۲۹

(۲) البقرۃ ۲/ ۲۳۱

اسی کے ثبوت کی تیسری آیت

٦-اسی طرح فرمان قرآن ہے واذاطلقتم النساء فبلغن اجلھن فلاتعضلوھن ان ینکحن ازواجھن۔(۱) جب مطلقہ عورت عدت ختم کرلے تو کسی کو حق نہیں کہ اسے اپنے اگلے خاوند سے نکاح کرنے سے روکے، یہ حکم بھی بوجہ لفظ اذا کے عام ہے، جو صورت قرآن نے مخصوص کردی ہے وہ اس حکم سے مخصوص ہے ورنہ اس حکم میں داخل ہے پس تین طلاقیں ایک ساتھ یا ایک مجلس میں یا ایک جلسے میں یا ایک عدت میں دینے والے کی تخصیص قرآن میں نہیں حدیث میں نہیں، اس لئے یہ حق اسے بھی حاصل ہے پس تم خدا اور اس کے بندے کے حق میں حائل ہوکر ایسی تین کو تین کہہ کر اسے اس کے شرعی حق سے محروم کرنے والے کون؟

ایک اور دلیل

۷- ایک اور دلیل بھی سنئے ! تین طلاقیں ایک ساتھ دینا حرام ہے ہمارے مفتی دیوبند بھی اس کے قائل ہیں چنانچہ کہتے ہیں وہ اس طرح طلاق دینے سے گنہ گار ہوا، پس حرام حلال کو حرام نہیں کرتا جیسے کہ حدیث شریف میں ہے لایحرم الحرام الحلال (۲) حرام حلال کو حرام نہیں کرتا پس رجعیت جو اس کے لئے حلال تھی اسے اس کا یہ فعل حرام حرام نہیں کرے گا اور دیوبندی حنفی اس کے حرام ہوجانے کے فتوے دیتے ہیں جو فتوے خود حرام ہیں اور اس پر رجعت حرام نہیں کیوں کہ یہ قاعدۂ حدیث حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

---

(۱) البقرۃ ۲/ ۲۳۲

(۲) دارقطنی ۳/۲٦۸ / السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷ صـ ١٦٨ باب الزنا لایحرم الحلال

حکم قرآنی میں کمی بیشی

۸- اسی طرح قرآن نے خلع اور با قاعدہ تیسری طلاق کے سوا عورت کے حق بھی خاوند پر رکھے ہیں سکنیٰ اور نفقہ خاوند کا حق بھی عورت پر رکھا ہے حق رجعت۔ یہ سب ان تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں تین گن لینے کے بعد ضائع ہوتے ہیں اور خدا کی بتلائی ہوئی دو صورتوں کی تین بن جاتی ہیں، تو ایک طرف قرآن میں زیادتی ہوتی ہے دوسری جانب کمی ہوتی ہے اور دونوں صورتیں لعنت کی ہیں اور حرام محض ہیں، پس ایسی تین طلاقوں کو تین گننا موجب لعنت اور موجب زیادتی ونقصان احکام قرآن ہے۔ اس سے بچو۔

۹- اور دلیل سنئے۔ ایک طلاق جس کے بعد رجعت نہ ہو۔ جس سے کامل علیحدگی ہو جاتی ہو قرآن نے عوض والی طلاق بتلائی ہے۔ یعنی خلع۔ لیکن حنفیوں کی اگر مان لی جائے تو ایسی طلاقیں دو ہو جاتی ہیں ایک تو یہی خلع اور ایک وہ جس میں انسان تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہے، یہ بھی قرآن پر زیادتی ہے اور قرآن پر زیادتی حرام ہے

دسویں دلیل

۱۰- ظاہر ہے کہ شرع میں جاری وہ ہوتا ہے جو ظلم نہ ہو۔ طلاق کا طریقہ خدا کا بتلایا ہوا ہے اور اس کا مقرر کیا ہوا ہے، اس کے سوا طریق کو قرآن نے ظلم بتلایا ہے فرماتا ہے **ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ** (۱) پس جو ایک ساتھ تین طلاقیں دیتا ہے وہ حد خدا سے گذر جاتا ہے اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ ظالم کا ظلم شرعاً جاری نہیں ہوگا بلکہ تین کی ایک کر دی جائے گی۔

---

(۱) الطلاق ۶۵/ ۱

عدت کی فلاسفی

۱۱- قرآن نے عدت کی ایک فلاسفی یہ بھی بیان فرمائی ہے لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا (۱)۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ممکن ہے خدا طلاق کے بعد پھر رجعت کی توفیق واسباب پیدا کردے۔ لیکن جب بقول حنفیہ اس ایک دفعہ کے تین لفظوں کو تین طلاقیں شمار کرلی گئیں تو اب بقول حنفیہ امکان رجعت باقی ہی نہیں رہا۔ پس مراد خدا کے خلاف جس کی مراد ہو وہ ناکام رہے گا اور منشا خداوندی پورا ہو کر رہے گا، اس لئے تین کو ایک کرو اور خدا کا خلاف نہ کرو۔ اس طلاق کو تین طلاقیں نہ کہو. لاتقولوا ثلاثۃ.

طلاق کی برائی

مسلمانو! طلاق تو اللہ کے نزدیک بڑی بری چیز ہے حدیث شریف میں ہے "ابغض الحلال الی اللہ الطلاق" (ابوداود) (۲) خدا کے نزدیک تمام حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند اور غصے والی چیز طلاق ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث (۳) کا کم وبیش مطلب یہ ہے کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنے تمام شیطونبڑوں کو جمع کرتا ہے پھر ان سے کہتا ہے کہ رپورٹ پیش کرو آج تم نے کیا کیا کام کئے (کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو شراب پلوادی کوئی کہتا ہے میں نے فلاں سے جھوٹ بلوادیا۔ کوئی کہتا ہے میں نے فلاں سے زناکاری کرادی) غرض ہر ایک اپنی اپنی شیطنیت فخریہ بیان کرتا جاتا ہے مگر بڈھا ہر ایک سے یہی کہتا جاتا ہے کہ اونہہ معمولی سا کام کیا کوئی بڑی خدمت انجام نہیں دی، یہاں تک کہ ایک

(۱) الطلاق ۶۵/ ۱

(۲) ابو داؤد ص ۲۹۶ کتاب الطلاق

الفاظ یہ ہیں " ماخلق اللہ شیئا ابغض الیہ من الطلاق

(۳) یہاں جس حدیث کی جانب اشارہ ہے اسے ملاحظہ کرنے کے لئے دیکھئے صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۶ باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایا لفتنۃ الناس

پرانا پاپی خرانٹ شیطان کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے اے شیطانوں کے شیطان میں جو فلاں گھر میں گھسا تو یہ حکمت کر کے میاں بیوی میں جھگڑا کرادیا اب کبھی اس کے سینے پر سوار ہو جاتا کبھی اس کے دل کو حرکت دیتا رہا غرض خوب گلخپ دونوں میں ہوئی لیکن میں بھی برابر لگائی بجھائی کرتا رہا اور آگ میں تیل کا کام دیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے خاوند کی زبان سے طلاق کا لفظ نکلوا ہی دیا اور میاں بیوی میں جدائی ڈال کر بسا گھر اجاڑ کر ایک کو ایک سے الگ کرا کر ہی ہٹا۔ اب تو بڈھا شیطان اچھل پڑتا ہے۔ تخت پر سے کود کر اس سے چمٹ جاتا ہے ناچنے لگتا ہے اور ہاتھ بجا بجا کر کہنے لگتا ہے شاباش! شاباش! دیکھو نا کام اسے کہتے ہیں خوب کیا خوب کیا آؤ ہمارے ساتھ ہمارے تخت پر بیٹھ جاؤ۔ شیطان تو تم ہی ہو یہ تو شیطونبڑے ہیں لونڈے ہیں نا سمجھ ہیں کیا جانیں۔ الغرض خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ بدکام طلاق ہے اور شیطان کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کام طلاق ہے، پس اس کا کم ہونا نہ ہونا ہو کر مٹ جانا اللہ کو ہر طرح پسند ہے۔ اسی لئے اسے مٹانے کی صورت زیادہ تاکید والی اور محبوب ہے بہ نسبت اس کے جمانے اور جاری کرنے کے۔

مقصود عدت ورجعت

یہی وجہ ہے کہ ایک کے بعد رجعت رکھی اور تین حیض کی عدت مقرر کی تاکہ اس میں غصہ فرو ہو جائے، محبت آجائے زن و شوئی کے تعلقات پھر سے قائم ہو جائیں۔ غصے میں جو شیطانی حرکت ہوگئی ہے اس کے خوفناک نتائج اس درمیان میں دل کے خیالات پلٹ دیں اور پھر سے میاں بیوی مل جائیں، اگر بالفرض ایسا نہ ہوسکا تو اب دوسری طلاق کا حق باقی ہے دوسری بھی دے دی تو پھر بھی تا عدت اس کے لئے ہے نہ دوسرا اس سے نکاح کر سکتا ہے نہ عورت اس میں اپنے خاوند سے انکار کر سکتی ہے۔ تقریباً تین مہینے کا لمبا عرصہ پھر اسے سوچ سمجھ کے لئے ملتا ہے اگر اس میں پھر اسے مصلحت نظر آ گئی یہ مالک ہے عورت کو انکار کی مجال نہیں کوئی اور اس

درمیان میں اس سے نکاح نہیں کرسکتا لیکن اگر اب بھی اسے خیال نہیں آیا یا پھر ان بن ہوگئی اور طلاق دے دی تو بس اب یہ اس سے اور وہ اس سے چھوٹ گیا، کیوں کہ بار بار کے تجربے نے ثابت کردیا کہ یہ جوڑا ایک دلی سے دنیا میں نباہ کرنے والا نہیں۔ یہ دونوں آپس میں رفیق حیات بننے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ یہ دو گھوڑے دنیا کی اس چکر دار گاڑی کو کھینچ نہیں سکتے، لیکن آہ! یہ ساری مصلحتیں یہ ساری حکمتیں، یہ ساری فلاسفی یہ سارے نکتے، یہ سارے امن یہ سب ٹھنڈکیں بیک گردش قلم فـفـر و ا ہوگئیں اور آج دنیا کے کان میں صور پھونک دیا گیا اونچے پہاڑ پر سے ڈھول بجادیا گیا، دیو کو باندھ دیا گیا اور ایک ایک کان میں صور پھونک دیا گیا اور جہاں کسی کی زبان سے نکلا کہ تجھے تین طلاقیں بس اب نہ حق رجوع رہا نہ حق تجدید نکاح رہا۔ نہ میل جول رہا نہ کچھ رہا اس لئے کہ دربار شیطانی نے اس کھوسٹ بڈھے پرانے شیطان کو گود لے لیا اسے خطاب دے دیا اب یہ واپس کیسے ہوسکتا ہے؟ حالاں کہ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا واقعہ ہوا اور آپ نے عورت مرد کو ملا دیا۔(۱) آپ کے زمانے میں صدیق اکبر کے زمانے میں اور تقریبا نصف خلافت فاروقی میں یہی ہوتا رہا (مسلم ومسند)(۲)

مزید بیان کی ضرورت

گو اس مسئلہ پر اب تک بہت کچھ لکھا جاچکا لیکن اول تو حلال حرام کا اہم مسئلہ دوسرے یہی وہ مسئلہ ہے جس پر حنفی حضرات کہا کرتے ہیں کہ اس میں اہل حدیث کے پاس دلائل نہیں تیسرے اس لئے بھی کہ دیوبند کے مفتی صاحب نے اس مسئلہ کے ضمن میں اخبار محمدی پر اور جماعت اہل حدیث پر بہت کچھ پھبتیاں کسی ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ پوری طرح صاف ہوجائے اور دنیا جان لے

(۱) ابوداؤد صـ ۳۰۰ کتاب الطلاق باب فی البتۃ / اعــــلام المـوقعـین اردو ج۲ صـ ۶۸
(۲) مسلم ج ۱ صـ ۴۷۷ باب طلاق الثلاثۃ

کہ اس مسئلہ میں حنفی مذہب نے زبردست ٹھوکر کھائی ہے۔ہم اب مولوی صاحب کے دلائل کی تردید میں اور اس مسئلہ کی اصلیت پر کچھ مزید روشنی ڈالتے ہیں۔ملاحظہ ہو، مفتی صاحب نے حضرت عمر کا جو قول پیش کیا تھا اس کے جوابات کے ضمن میں ہم نے طلاق کے فلسفے پر اس کی حکمتوں اور مصلحتوں پر ان تین کے ایک ہونے کی حکمت پر بحث شروع کی تھی۔

لئے جاتا ہے نامۂ بے کس
بال بیکا نہ ہو کبوتر کا

حکمت حق

خدا کی حکمتوں کے قربان جائیں اور پاک شریعت محمدیہ پر ہماری جانیں فدا ہوں ہر ہر حکم میں وہ وہ باریکیاں وہ وہ مصلحتیں اور وہ وہ بھلائیاں ہیں جن تک ہماری عقل کی رسائی بھی نہیں ہوتی۔اسی طلاق کے حکم کو دیکھئے حکم ہوا کہ حیض سے جب نہا لے پاک صاف ہو جائے تو طہر کی حالت میں جماع سے پہلے طلاق دو(۱) کیوں کہ حیض کی حالت میں عورت گھناؤنی ہوتی ہے بے رغبتی کے باعث طلاق مشکل نہ معلوم ہو، وہ اس وقت ہاتھ لگانے کے قابل نہیں، میلی کچیلی اور گندی ہے۔حالت طہر میں بھی اگر مجامعت کر لی ہے تو چوں کہ حاجت پوری ہو چکی ممکن ہے رغبت کم ہو گئی ہو۔طلاق دینی بھاری نہ پڑے تو وقت طلاق وہ رکھا جو پورے جوش کا وفور محبت کا اور کامل میلان کا وقت ہے، یہ اسی لئے کہ طلاق واقع نہ ہو ۔میاں بیوی الگ نہ ہوں خاندان نہ ٹوٹے، گھر نہ اجڑے، بچے نہ بکھریں۔اگر یوں نہیں تو پھر حالت حمل رہ گئی ظاہر ہے کہ اس وقت حمل خود سفارشی ہے ہونے والے بچے کی تباہی کا خوف ناک منظر دل میں رحم پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔عموماً جہ

(۱) مسلم ج ۱ صـ ۴۷۶ کتاب الطلاق / ابوداؤد صـ ۲۹۶ کتاب الطلاق باب فی طلاق السنة

طلاق کوئی باعث غصہ امر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ غصہ رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے تو اگر ایسے وقت میں طلاق دی تو پھر مدت تک اختیار دیا کہ رجوع کر لے یعنی دو گواہوں کے سامنے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا پھر میاں بیوی بن کر رہیں سہیں۔ دوسری طلاق کے بعد بھی یہ حق سلب نہیں فرمایا، لیکن یہ تمام چیزیں ایک ساتھ تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کے بعد خورد برد ہو جاتی ہیں، پس حنفی بھائیو! غور کرو آپ کے مصری حنفیوں نے اس فقہی قانون کو بدل دیا ہے وہ اب ان تین کو ایک گنتے ہیں ہم کہتے ہیں تم بھی فقہ کی اس جزئی کو چھوڑ دو، اور کہہ دو۔

بڑی تکلیف تیرے عشق میں اوبے وفا پائی = خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی سزا پائی

حنفی مذہب امام ابوحنیفہ کے خلاف

خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی سزا پائی، اے دیوبند کے مفتیو! اور مدرسو! تم جو یہ لمبی لمبی تنخواہیں لے کر درس وافتا پر بیٹھے ہو، اسے امام ابوحنیفہؒ تو حرام بتلاتے ہیں اگر اپنی ذاتی مصلحت کی خاطر امام صاحبؒ کی تقلید تم چھوڑ سکتے ہو تو اللہ کے دین کی مصلحت کی خاطر خدا کے مسلمان بندوں کی مصلحت کی خاطر میاں بیوی کی مصلحت کی خاطر اگر ایک اور حکم امام بھی چھوڑ دو تو کیا گھاٹا آجائے گا؟ کونسا بنا بنایا بگڑ جائے گا؟ کونسی خامی حنفیت میں آجائے گی؟ فقہ کی جزئیات تو یونہی بدلتی رہتی ہیں۔ کیا مفقود الخبر کی عورت کے بارے میں تم نے اپنے مذہب کا جابرانہ قانون نہیں چھوڑا؟ کیا نان نفقہ نہ ملنے کی صورت میں تم نے اپنے مذہب کی فقہ نہیں چھوڑی؟ کیا خاوند کی نامردی کی حالت میں تم نے اپنے مذہب کی فقہ نہیں چھوڑی؟ کیا خاوند کی پوری مفلسی کی حالت میں تم نے اپنے فقہ کے حکم سے دست برداری نہیں کی؟ کیا اسے ہمیشہ کی جیل یا کالا پانی ہو جانے کی صورت میں تم نے ایک حنفن پر رحم نہیں کھایا؟ کیا ناپاک موذی متعدی مرض کی حالت میں تم نے حنفی مذہب ماننے والی عورتوں کو اپنے ہاں کے قانون سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ وغیرہ وغیرہ

پھر کیا ہو جائے گا اگر اس ظالمانہ صورت کو بھی تبدیل کرلو؟ حضرت امام مالکؒ کے مذہب پر خلاف مذہب حنفی ایک حنفی عمل کرسکتا ہے جیسا کہ کیا گیا ہے تو کیا امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پاک حدیثوں پر جو حنفی مذہب کے خلاف ہوں ایک حنفی نہیں عمل کرسکتا؟

حنفی محمدی بن گئے

سنو میں تمہیں تمہارے مذہب سے اس کا بھی ثبوت دوں تاکہ آج نہیں تو کل تم میں کوئی ایسا بھلا انسان پیدا ہو جو عوام الناس کو اس بھاری بیڑیوں اور ان تنگ ہتھکڑیوں اور جاں ستاں طوقوں سے نجات دے۔ علامہ شامی صاحب ردالمختار شرح درمختار کے ص ۵۰ جلد اول میں لکھتے ہیں (۱)۔ یادر ہے یہی وہ کتاب ہے جسے شامی شریف کہا جاتا ہے اور یہ اسی کتاب کی شرح ہے جس کے پچاس مسائل کی تردید کے جرم میں مجھ پر ناحق خلاف واقعہ مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ اذاصح الحدیث وکان علیٰ خلاف المذهب عمل بالحدیث ویکون ذالک مذهبهٗ ولایخرج مقلدهٗ عن کونه حنفیاً بالعمل به۔ یعنی جب کسی حنفی کے پاس حدیث رسول آجائے اور وہ ہو حنفی مذہب کے برخلاف تو اسے چاہیئے کہ حدیث پر عمل کرے اسی کو اپنا مذہب مانے۔ حدیث پر عمل کرنے سے کوئی حنفی حنفیت سے نکل نہیں جاتا۔ بلکہ علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں کہ یہی امام ابوحنیفہؒ کی وصیت ہے اور یہی آپ کے سوا اور تینوں اماموں کی بھی وصیت ہے" فقدصح عنه انهٗ قال اذاصح الحدیث فهو مذهبی وقدحکیٰ ذالک ابن عبد البر عن ابی حنیفة وغیره من الائمة '(۲) یعنی امام بوحنیفہ فرماتے ہیں جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ بلکہ سب اماموں سے یہی قول مروی ہے۔ یہ ہے آپ کے مذہب کی کتاب الفوائد البهية جس میں تحریر ہے کہ "ان الحنفی لو

(۱) ردالمحتار ج ۱ صـ ۱٦۷
(۲) ایضاً

ترک فی مسئلۃ مذہب امامہ لقوۃ دلیل خلافہ لایخرج بہ عن رابقۃ التقلید"(۱) یعنی اگر کسی نے کسی مسئلہ میں بہ سبب اس کی قوت کے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا تو اس سے وہ تقلید کے باہر نہیں ہو جاتا۔ پس میں اپنے بھائی مفتی دیو بند سے عرض کروں گا کہ آپ کھلے بندوں اس فتوے پر فتویٰ دیں جو حضور کا ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دی ہوئی ایک کے شمار ہیں۔

ظالمانہ تبدیلی

یہ بھی یاد رہے کہ جس طلاق کے بعد رجعت نہیں جیسے وہ طلاقیں جو دخول سے پہلے ہوئی ہوں اس میں رجعت کو ماننا جیسا بُرا ہے اور اس سے دین خدا میں جس طرح تبدیلی لازم آتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طلاق کے بعد رجعت ہے اسے نہ ماننا بھی بُرا ہے اور اسے بھی دین خدا میں تبدیل کرنا ہی کہا جائے گا جس کی مذمت خود قرآن میں موجود ہے۔ "فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم" (۲) پس پہلی طلاق کے بعد رجعت قرآن میں ہے لیکن اسی پہلی کو جو ظالم شوہر تین کر دیتا ہے اور جو حضرات اسے تین مان لیتے ہیں وہ پہلی کے بعد کے رجوع کے قائل نہیں جس سے تبدیل احکام خدا لازم آتی ہے، شریعت نے طلاقیں متفرق بتلائی ہیں پھر ان کو جمع کر لینا کسی کے بس میں نہیں۔

---

(۱) الفوائد البھیۃ ص ۹۸ اس کے آگے مصنف لکھتے ہیں "بل ھو عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید الا تری الی عصام بن یوسف ترک مذھب ابی حنیفۃ فی عدم الرفع ومع ذلک ھو معدود فی الحنفیۃ.
بلکہ یہ ترک تقلید کی صورت میں عین تقلید ہے کیا تم عصام بن یوسف کو نہیں دیکھتے ہو کہ انھوں نے عدم رفع الیدین میں ابو حنیفہ کے مذہب کو ترک کر دیا ہے اور اس کے باوجود ان کا شمار حنفیہ میں سے ہوتا ہے۔

(۲) البقرۃ ۵۹/۲

متفرق کو مجتمع کرنا حرام ہے

مثلاً شریعت نے چار رکعت میں آٹھ سجدے مقرر کئے ہیں مگر ہر ایک میں دو دو الگ الگ، اب کوئی شخص ایک ساتھ ایک ہی رکعت میں آٹھوں سجدے کرلے تو اس کی نماز نہ ہوگی، اس لئے کہ اس نے متفرق کو جمع کرلیا۔ پھر کیا وجہ کہ آپ طلاق کی صورت میں اتنے بڑے اہم قاعدے کو بھول رہے ہیں؟ اور یہاں اس فسق وفجور کرنے والے کے قول کے ماتحت شریعت کے علم کو جھکا دیتے ہیں؟ جو سنّت سے خطا کرجائے اسے سنّت کی طرف لانا چاہئے اس کی خطا کو اس پر جاری کر کے شریعت کے قاعدہ کو اس کے ماتحت کردینا چاہیئے؟ اس کی اور مثال لیجئے۔ مسنون طریقہ شیطان پر سات کنکریاں پھینکنے کا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ساتوں کنکریاں ایک ہی مٹھی میں لے کر ایک ہی دفعہ پھینک دے تو ظاہر ہے کہ وہ سات دفعہ کی سنت سے ادا نہیں ہوا۔ اسی طرح جس کی ملکیت متفرق بار سے دی گئی ہو اسے ایک بار میں ہی پورا کرلینا شارعؑ کے ساتھ کھیل کرنا ہے، اس لئے جتنا حق اسے تھا وہ دے کر باقی اس کا فعل لغو کردیا جائیگا اسی کی تمثیل میں لعان اور قسامت بھی آسکتی ہے۔

جو حق بتدریج ہو وہ ایک ساتھ نہیں ہوتا

حنفی بھائیو! اس وقت آپ کے جو علماء آپ کو یہ فتوے دے رہے ہیں کہ تین طلاقوں کا یہ مالک تھا اسے ان کی جازت تھی۔ گو متفرق وقتوں میں تھی لیکن اس نے اس اجازت کو اور حق کو ایک ساتھ ایک ہی وقت میں پورا کرلیا تو ٹھیک ہے درست ہوگیا ہم کہتے ہیں اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ دن رات میں تم پر پانچ نمازیں ہیں گو الگ الگ وقت میں ہیں لیکن رات کو سوفتہ پا کر تم پانچوں کو ایک ساتھ پڑھ دیا کرو تو چھٹی ہو جائے گی، یا مثال کو ممثل لہ سے بالکل ملا دینے کے لئے ممکن ہے دیوبند سے المفتی میں مولانا محمد شفیع صاحب کا فتویٰ نکل آئے کہ صبح کی نماز

کے بعد کا وقت خالی ہوتا ہے دن رات کی پانچوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لیا کرو پانچوں ہو جائیں گی، گو اپنے وقت پر نہیں ہوئیں لیکن پانچ ہو تو گئیں، ٹھیک یہی صورت ایک ساتھ کی ایک مجلس کی ان طلاقوں کی ہے ہم تو دونوں کو یہی کہیں گے کہ تیری فجر کی نماز تو ہوگئی، باقی نہیں ہوئیں، اسی طرح اس طلاق دینے والے سے کہیں گے کہ تیری ایک طلاق تو ہوگئی اور دو نہیں ہوئیں، اس لئے کہ وقت سے پہلے ہیں، الغرض قرآن وحدیث، قیاس، عقل، لغت، عرف سب سے یہی ثابت ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک ہی ہوں گی اور یہی صاف صاف صریح اور صحیح حدیث میں ہے فالحمد لله

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم = شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

اختلاف کا فیصلہ

آؤ حنفی بھائیو! اس مسئلے کو ہم ایک اور طرح فیصل کرلیں۔ یہ تو کم از کم آپ کو ماننا پڑے گا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور مسائل اختلافیہ کی نسبت فرمان قرآن ہے فان تنازعتم فی شئ فردوه الی الله والرسول (۱) یعنی اسے اللہ رسول کی طرف لوٹاؤ جب ہم لوٹاتے ہیں تو صاف پاتے ہیں کہ خود رسول مقبول ﷺ نے ایسی تین طلاقوں کو ایک فرمایا [مسلم] (۲) اور ایسی تین طلاقیں دینے والے کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور اس نے رجوع کرلیا۔ (ابوداود، احمد) (۳) پس فیصلہ ہوگیا۔ مدنی سرکار کے فیصلے کے بعد دوسرے کی طرف جھکنا کفر ہے۔ اسلام سے دست برداری ہے، مومن کی شان کے خلاف ہے۔

---

(۱) النساء ۴/ ۵۹

(۲) مسلم ج ۱ صـ ۴۷۷

(۳) ابوداؤد صـ ۳۰۰ کتاب الطلاق باب فی البتة / مسند احمد بحواله اعلام الموقعین اردو ج ۲ صـ ۶۸

چاروں اماموں کا تین طلاقوں کو ایک کرنا

آؤ ایک اور طرح بھی اسے سمجھ لو یہ جو آپ نے دنیا میں مشہور کر رکھا ہے کہ اہل حدیث کا نیہ مسئلہ چاروں مذہبوں کے چاروں اماموں کے خلاف ہے حالاں کہ اگر ایسا بھی ہوتو یہ بھی کوئی عیب کی بات نہیں۔ چار کیا چار سو مذہب بھی ہوں اور ان سب کے خلاف ایک حدیث رسول صریح ہوتو ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ان چار سو کو چھوڑ کر اللہ کے رسول کی تابعداری کر لے، لیکن تاہم ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ نے اپنا ایک آلہ اور ہتھیار بنالیا ہے ورنہ اصلی حقیقت اس کے بالکل برخلاف ہے۔ سنئے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ چاروں کا مذہب ہے اور ان کے ساتھ ہی امام سفیان، امام ابوعبیدہ، امام ربیعہ، امام اوزاعی، امام ابن ابی لیلٰی اور ائمۂ اہل مدینہ کا مذہب ہے کہ جب کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں کہہ دیا کہ تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے۔ تو صرف پہلی طلاق سے وہ بائنہ ہو جائے گی اور اس کے بعد کی دو طلاقیں کوئی چیز نہیں ۔ چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے، امام مالک نے اتنی شرط لگائی ہے کہ ایک دفعہ طلاق کا لفظ کہہ کر پھر سکوت کر کے پھر دوبارہ کہا ہو پھر سہ بارہ۔ الغرض اس صورت میں یہ جملہ بزرگ خصوصاً چاروں امامؒ ان تین طلاقوں میں سے ایک کو معتبر مان کر دو کو بالکل لاشے محض جانتے ہیں۔ پھر کس قدر مغالطہ دنیا میں پھیلا رکھا ہے کہ تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی گئی ہوں ایک کہنا چاروں مذہبوں کے خلاف ہے۔

وقتیہ افعال

ایک اور دلیل بھی سن لیجئے کوئی شخص اپنا وکیل کسی کو بناتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے اس کی بیوی کو آج طلاق دیدے، لیکن وکیل آج کا دن نکال کر پھر جاتا ہے اور طلاق دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اب طلاق نہ ہوگی، کیوں کہ اس کا وقت نہیں، تو

تمہارا اپنا حکم تو اس قدر اہم اور مؤکد ہو کہ وقت کے ٹلنے پر وہ ٹل جائے پھر خدا جو حکم دے اور جو وقت مقرر کرے آپ اس کے خلاف کریں؟ اور جو وقت شریعت نے نہیں بتلایا اس وقت پر طلاق دیں تو کس نے کہہ دیا کہ وہ طلاق ہو جائے گی؟ تین طلاق کا یہ وقت نہ تھا۔ یہ وقت شرعاً ایک طلاق کا تھا پس وقت کے نہ ہونے سے دو اور طلاقیں نہیں ہوئیں۔

تقابل

اگر مان لیا جائے کہ واقعی حضرت عمرؓ کا یہی فتویٰ تھا اور ان کے اس زمانے کے صحابہ کا بھی۔ تو یہ بات بھی قابل تأمل ہے کہ ایک طرف حضرت عمر ہیں اور ان کے ساتھ ان کی خلافت کے تین سال بعد کے صحابہ ہیں۔ دوسری جانب حضرت ابو بکر ہیں اور ان کے ساتھ کے ان کی پوری خلافت کے زمانے کے جملہ صحابہؓ ہیں جن میں خود حضرت عمرؓ بھی ہیں اور ان کی خلافت کے زمانے کے وہ صحابہؓ بھی ہیں جو تین سال کے بعد تھے پھر انہی کے ساتھ خود ان کے اور ہمارے اور ساری دنیا کے رسول تمام رسولوں کے سردار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں۔ مسلمانو! ایمان سے بتلاؤ کہ کس جانب کو ترجیح ہوگی؟

حضرت عمرؓ کا رجوع

علاوہ ازیں حضرت عمرؓ کے اس فیصلے کو پیش کرنے والے دراصل بچوں کو ہوّے سے ڈرانے والے ہیں وہ ربڑ کے مصنوعی سانپ کو اصلی سانپ کی صورت میں پیش کرنے والے ہیں سحروا اعین الناس وہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کی پٹی باندھنے والے ہیں۔ خود حضرت عمرؓ نے تو اس قول سے رجوع کر لیا ہے اور یہ آج تک اس منسوخ قول سے اللہ کے نبی کے فرمان کو منسوخ ٹھہرا رہے ہیں حافظ ابو بکر اسماعیل محدث رحمۃ اللہ علیہ مسند عمر میں روایت لائے ہیں کہ قال عمر بن

الخطاب رضی الله تعالی عنه ماندمت علی شیٔ ندامتی علی ثلاث الا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لااکون انکحت الموالی وعلی ان لااکون قتلت النوائح (ا) یعنی مجھے کسی امر پر اس قدر ندامت نہیں ہوئی جتنی ندامت اس پر ہوئی کہ میں نے تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں تین کیوں گن لیں؟ اور میں نے غلاموں کے نکاح آزاد عورتوں کے ساتھ کیوں کرائے؟ اور میں نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو کیوں قتل کرایا؟ پس جب کہ ان تین طلاقوں کو تین کر دینے کے حکم پر خود حضرت عمر نادم ہیں گویا اس اپنے فیصلے کی تردید کرتے ہیں تو آج ''مدعی سست گواہ چست'' کی مثل کو اصل کر دکھانا اور اس منسوخ فیصلے سے حضور ﷺ کی محکم حدیث کو منسوخ قرار دینا یہ تو نری دھینگا مشتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے حنفی بھائی جنہیں اب تک یہ روایت نہیں پہونچی تھی وہ اس روایت کے پہنچنے کے بعد حضرت عمرؓ کے اس فیصلے کو جسے خود حضرت عمرؓ نے اپنی ندامت سے منسوخ کر دیا ہے کبھی بھی پیش کر کے اللہ کے معصوم رسول ﷺ کی قابل عمل حدیثوں کو منسوخ نہ کہیں گے۔

سجدہ بتوں کا مرد موحد سے ہو چکا
کچھ بت بھی توبہ توبہ کبھی کے خدا ہوئے

الزامی جواب

پھر یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ طلاق تو حنفیہ کو مسلم ہے لیکن نوحہ کرنے والیوں کی اس سزا کے فیصلہ فاروقی کو وہ تسلیم نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ فاروقی فیصلے کی بنا پر ان تین طلاقوں کو وہ تین نہیں کہتے بلکہ اپنا مذہب یہی ہونے کی وجہ سے ان کے درپے ہیں ورنہ چاہئے تھا کہ نوحہ کرنے والیوں کے لئے بھی اس فیصلۂ فاروقی پر جمے رہتے۔ اور کفو کے مسئلے کو بھی کتب فقہ سے نکال دیتے۔

(ا) مسند عمر بحواله اغاثة اللهفان صـ ۳۳۶

ایک ہی طرح کے دو مسئلوں میں مختلف حکم

قرآن کریم نے الطلاق مرتان فرمایا جس کی بحث اوپر گذر چکی ہے ۔یہاں تو قرآن کے لفظوں کا کوئی خیال نہیں کیا گیا لیکن زانی کے اپنے اقرار کے لئے چار مرتبہ کا اقرار ہونا چوں کہ حنفی مذہب میں مان لیا گیا ہے لہذا وہاں یہ تشدد اختیار کیا گیا اور اربع مرات کو اس طرح نبھایا گیا کہ چار بار اقرار ہو اور وہ بھی چار جملوں میں ہو اور وہ بھی اس طرح کہ قاضی کے سامنے وہ ایک بار اقرار کرے قاضی اسے لوٹا دے وہ اتنا دور نکل جائے کہ قاضی کی نظروں سے اوجھل ہو جائے پھر آئے اور دوبارہ اقرار کرے پھر اسی طرح قاضی اسے واپس کردے وہ پھر اتنی دور نکل جائے غرض اسی طرح چار پھیرے کرلے چار مجلسوں میں چار بار اقرار کرلے تب ثبوت ہوگا ملاحظہ ہو ہدایہ وغیرہ ، (۱) لیکن طلاق کے بارے میں باوجود دو دفعہ کا لفظ ہونے کے یہاں ان قیود کو گرادی گئیں اور صاف کہہ دیا کہ ایک دفعہ ایک ہی لفظ سے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیدے تو وہ ہوگئیں لیکن ایک ہی دفعہ ایک ہی مجلس میں ایک ہی لفظ سے چار اقرار زانی کرلے تو اقرار نہیں ہوا، طلاق ہوئی، اقرار نہیں ہوا، میاں بیوی الگ الگ ہوگئے ، غیر غیر بن گئے لیکن اسی طرح زانی زانی نہیں ہوا اس تفریق کی کوئی وجہ بجز پابندی مذہب کے نہیں۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب ۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

---

(۱) ہدایہ میں ہے " والاقرار ان یقر البالغ العاقل علی نفسه اربع مرات فی اربع مجالس من مجالس المقر کلما اقرر ده القاضی ....بان یرده القاضی کلما اقر فیذهب حیث لایراه ثم یجئ فیقر هو المروی عن ابی حنیفة (هدایه ج ۲ صـ ۵۰۷ – ۵۰۸ کتاب الحدود)

درمختار میں ہے " اربعاً فی مجالسه ای المقرا لاربعة کلما اقر رده بحیث لایراه (درمختار ج ۱ صـ ۳۱۵ کتاب الحدود)

مسئلہ اور مصلحت کا فرق

نیز جو ندامت نامہ فاروقی ہم نے آپ کو دکھایا ہے وہ صاف دلیل ہے کہ حضرت عمرؓ اسے شرعی مسئلہ نہیں سمجھتے تھے ورنہ کوئی وجہ ندامت نہ تھی بلکہ مقصود آپ کا اس فرمان سے یہی تھا کہ لوگ تین طلاقیں ایک ساتھ دینی چھوڑ دیں، لیکن جب اتنی سختی اور تشدد اور سیاست کے بعد لوگوں نے اسے نہ چھوڑا تو آپ کو ندامت اور پشیمانی ہوئی کہ پھر اس حکم سے فائدہ ہی کیا ہوا؟ اگر آپ نے ایک شرعی حکم جاری کیا تھا تو اس پر ندامت کی کوئی وجہ نہ تھی؟ شریعت پر عمل موجب ندامت نہیں، پس یاد رہے کہ یہ فرمان عمرؓ ایک قانونی تعزیر تھی جس طرح شرابی کو اسی درے لگوانا اور جلاوطن کر دینا، حالانکہ زمانہ نبوی میں کبھی ایسا نہیں ہوا، لیکن جب شراب کا استعمال زیادہ ہونے لگا تو سزا میں زیادتی کر دی گئی کہ لوگ شراب نوشی سے بچیں، درۂ فاروقی بھی ایجاد فاروقی ہے (۱) ورنہ یہ بھی زمانۂ نبوی میں نہ تھا جیل خانہ بھی ایجاد عمری ہے، نوحہ کرنے والیوں کی سزا بھی ایجاد فاروقی ہے، پس جو احکام ثانیہ اور لازمہ ہیں وہ تغیرات سے محفوظ ہیں، تعزیری طور پر وقتی مصالح کے مقتضی بروقت صرف اس جرم کے استیصال کے لئے کوئی سزا تجویز کر لینا یہ شرعی حکم کی حیثیت نہیں رکھتا، پس ایجاد فاروقی کو درجۂ حدیث ہرگز نہیں مل سکتا، وذلک ما کنا نبغ ..

کشادگی کے بدلے تنگی

ایک شخص جو اپنی جہالت وحماقت سے خلافِ شرع ایک کام کر گذرتا ہے اس کے بعد نادم و پشیمان ہوتا ہے توبہ کرتا ہے احکام خدا کی طرف جھک جاتا ہے، وجہ کیا کہ اس کی یہ ندامت وتوبہ اسے فائدہ نہ دے، حالانکہ حدیث میں ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا مثل گناہ نہ کرنے والے کے ہے، جس صورت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ

---

(۱) ملاحظہ ہو اغاثة اللهفان لابن قيم صـ ۳۳۳

نے احکام طلاق بیان فرمائے ہیں اسی میں ہے "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ، (۱) ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا. (۲) ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ " (۳) پس جو تین طلاقیں ایک ساتھ اپنی جہالت سے، نادانی سے بے سوچے سمجھے دے بیٹھا اب وہ نادم ہے دوسری طرف اس کی بیوی تڑپ رہی ہے تیسری جانب اس کے بچے بلک رہے ہیں، چوتھی طرف اس کا گھر اجڑ رہا ہے پانچویں طرف خاندان بکھر رہا ہے ماتم پڑا ہوا ہے کہرام مچا ہوا ہے وہ اپنی خلاف شرع حرکت پر پچھتا رہا ہے اللہ کے نبی نے اس کے لئے مخلصی دے رکھی ہے خدا کا وعدہ اس پر آسانی کرنے کا، اس کے لئے چھٹکارے کی راہ نکالنے کا اس کی تعدی سے تجاوز کرنے کا ہے لیکن آہ! آج اسے شریعت کی ان تمام برکات سے، ان تمام آسانیوں سے محروم رکھا جاتا ہے اور فتوے چھپتے ہیں کہ اب یہ پھٹا ہوا کپڑا سل نہیں سکتا اب یہ ادھڑا ہوا بخیہ رفو نہیں ہو سکتا۔

اے دین کے عالمو! اے شریعت کے مفتیو! اللہ کے دین پر رحم کرو، اس میں اور اس کی بیوی بچوں میں ہمیشہ کے لئے جدائی کر کے شیطان کو خوش نہ کرو کہ وہ تخت بچھا کر شیطونبڑوں میں تمہارے فتووں پر جشن منائے اور بندگان خدا میں پھوٹ ڈلوائے، خانہ ویرانی اور مسلم پریشانی پر خوشیاں کرنے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے جو حدیث اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے۔ (۴)

الزامی جواب خلاف اجماع عمل

حنفی دوستو! آپ نے قول عمرؓ کو اجماع صحابہ کہہ کر، تعزیر عمرؓ کو مسئلہ شرعی کہہ کر یہاں تو اس زور شور سے مان لیا پھر وجہ کیا کہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں صحابہ کی امامت کراتے ہیں اور اس میں دعاء افتتاح کو باآواز بلند پڑھتے ہیں اور اسی طرح امامت

---

(۱) الطلاق ۶۵/۲ (۲) الطلاق ۶۵/۴ (۳) الطلاق ۶۵/۵

(۴) یہاں اشارہ صحیح مسلم کی اس حدیث کی جانب ہے جس کا ذکر ص ۶۲ پر ہو چکا ہے

کراتے رہتے ہیں، (۱) ایک صحابی بھی اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا نہ حضرت عمرؓ اپنا یہ طریقہ بدلتے ہیں، پھر اسے مسئلہ شرعی اور اجماع صحابہ کہہ کر آپ اس کے عامل کیوں نہیں بنے؟ یہ کیا کہ جو مسئلہ آپ کے مذہب کے موافق تھا اسے تو جھاویاں ڈال کر لے لیا اور جو خلاف تھا اس کی طرف رخ بھی نہ کیا" لینے کے وقت مچھلی دینے وقت کانٹے" میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھوتھو" حضرت عمرؓ اور آپ کے ساتھ جملہ صحابہؓ حلالہ کو حرام اور سبب لعنت بتلاتے ہیں لیکن اس اجماع کے خلاف تم حلالہ سے عورت کو حلال کر لیتے ہو، جیسا کہ آگے آئے گا پس اجماع کے اول منکر تم ہو۔

مسجد میں نماز جنازہ

نماز جنازہ آنحضور ﷺ کے وقت میں مسجد میں پڑھی گئی، بیضاء کے لڑکے سہیل اور ان کے بھائی کا جنازہ خود حضور ﷺ نے مسجد میں پڑھا، (۲) آپ کے بعد صحابہؓ کے سامنے مسجد میں ادا کیا گیا جس میں مائی عائشہؓ نے شرکت کی، (۳) تمام صحابہؓ نے جنازہ پڑھا کیا یہ اجماع صحابہ معتبر نہیں، قابل عمل نہیں، خود حضرت عمر فاروقؓ کی نماز جنازہ مسجد شریف میں پڑھی جاتی ہے، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک بھی مدنی صحابی اس میں موجود نہ ہو، بلکہ خلیفہ اول کا جنازہ بھی مسجد میں ادا کیا گیا (۴) جس میں خود حضرت عمرؓ بھی تھے پس باجماع صحابہؓ یہ فعل ثابت ہے لیکن تم

(۱) ملاحظہ ہو اعلام الموقعین اردو ج ۲ صـ ۱۹

(۲) مسلم ج ۱ صـ ۳۱۲

(۳) حضرت عائشہؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی ہے حدیث میں ہے " ان عائشة امرت ان یمر بجنازة سعد بن ابی وقاص فی المسجد فتصلی علیه فانکر الناس ذلک علیها فقالت ماasرع مانسی الناس ماصلی رسول الله ﷺ علی سهیل ابن البیضا الا فی المسجد (مسلم ج ۱ صـ ۳۱۲ / الفتح الربانی ج ۷ صـ ۲۴۷ / ترمذی ج ۱ صـ ۲۰۰ / ابوداؤد ج ۲ صـ ۴۵۴ / ابن ماجة ج ۱ صـ ۴۸۶ / نسائی ج ۱ صـ ۲۱۷

(۴) ملاحظہ ہو اعلام الموقعین ج ۲ صـ ۲۰ امام شافعی فرماتے ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ ایک صحابی بھی اس جنازے کی نماز میں جو مسجد میں ہوئی حاضر نہ ہوا ہو۔

نے یہاں بھی الٹی گنگا بہائی اور اپنے مذہب کے خلاف پاکر اسے رد کر دیا، (۱) بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ میت ناپاک ہے حالانکہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں مسلمان کا مردہ ناپاک نہیں، تم نے مسجد کے فعل رسول کی مسلم میت کی توہین کی تم نے اجماع صحابہؓ کی توہین کی اور اپنا مذہب ہاتھ سے نہ جانے دیا، یہاں صرف اس وجہ سے کہ تمہارا مذہب بنتا ہے تم نے اپنے تئیں حضرت عمرؓ کے قول کے ہاتھوں بیچ دیا اور وہ بھی غلط طور پر، نہ حضرت عمرؓ اسے شرعی چیز کہیں نہ اس پر صحابہؓ کا اجماع، بلکہ حضرت عمرؓ سے بھی اس کا خلاف ثابت، صحابہ سے بھی ثابت، خود رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں، پس للہ غور کرو اور شریعت کو نہ بدلو ہماری نصیحتوں کا برا نہ مانو تو ہم دلی درد سے یہ پیغام آپ کو پہنچا رہے ہیں، حدیث کی تردید ہم سے نہیں دیکھی جاتی ۔

کسی طرح سے سمجھتا نہیں دل ناشاد =وہی بکا ہے وہی زاری اور وہی فریاد

کڑوا کریلا اور نیم چڑھا

حنفی مذہب نے چونکہ اس مسئلہ میں ٹھوکر کھائی اور اس نے دین کی ایک آسانی کو سختی سے بدل دیا اس لئے اسے ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی طرح اب پھر آسانی کر دے، چنانچہ اس نے ایک اور ٹھوکر کھائی اور اپنے ہاں یہ مسئلہ رکھا کہ اب ان لوگوں کو حلالہ کا حیلہ کر لینا چاہئے، یعنی کسی شخص کو تیار کر لیں کہ وہ اس شرط پر اس عورت سے نکاح کر لے کہ اس سے مجامعت کر کے پھر طلاق دے دے گا، جب اس نے ایسا کیا تو اب یہ عورت اپنے اگلے خاوند پر حلال ہو جائے گی، اس مسئلہ نے اور اس گندے حیلے نے خدا ہی جانتا ہے کہ کتنی باعصمت عورتوں کو بے عصمت

(۱) ھدایہ ودرمختار وغیرہ میں ہے "ولا یصلی علیٰ میت فی مسجد جماعة (ھدایه ج ۱ صـ ۱۸۱ / درمختار ج ۱ صـ ۱۲۳ / شرح وقایه ج ۱ صـ ۲۰۸
حنفیہ نے اپنی بات ثابت کرنے کے لئے جس روایت کا سہارا لیا ہے اس کی حیثیت اور اس کا صحیح مفہوم جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں (درایت محمدی حاشیه نمبر ۲ صـ ۹۰)

کردیا، کاش کہ یہ حضرات شریعت کی آسانی کو اور حدیث کے مسئلے کو لے لیتے، تو نہ انھیں اس حرام حلالہ کی ضرورت پڑتی نہ وہ ایسے فتوے دیتے، اور نہ باعصمت گھرانے اس ناپاک زناکاری کے مرتکب ہوتے۔

آشیانہ نہ قفس میں نہ چمن یاد آیا آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا

حرمت حلالہ کی آٹھ حدیثیں

اللہ تعالیٰ اپنے رسول معصوم ﷺ پر لاکھوں درود وسلام نازل فرمائے آپ نے اپنی صحیح حدیثوں میں اس حلالہ کا بھی فیصلہ فرمادیا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل له" (۱) یعنی اللہ کے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے اس پر دونوں پر لعنت فرمائی، یہ حدیث مستدرک حاکم میں بھی ہے اور جامع ترمذی میں بھی ہے، امام ترمذیؒ اسے حسن صحیح بتلاتے ہیں، مسند احمد اور سنن نسائی میں ہے "لعن رسول اللہ ﷺ الواشمة والموتشمة والواصلة والموصلة والمحلل والمحلل له وآكل الربا وموكله" (۲) یعنی گودنا گودنے والی عورت پر اور گدوانے والی عورت پر اور اپنے بالوں میں بال ملانے والی عورت پر اور جو ملوائے اس پر اور اس شخص پر جو حلالہ کرے اور اس پر جس کے لئے حلالہ کیا جائے اور سود خوار پر اور سود کھلانے

---

(۱) مسند احمد ج ۱ صـ ۴۵۰ - ۴۵۱ ج ۲ صـ ۳۲۳
نسائی ج ۲ صـ ۸۴ باب احلال المطلقة ثلثا ومافيه من التغليظ / ترمذی ج ۱ صـ ۲۱۳ باب ماجاء فی المحلل والمحلل له

(۲) نسائی ج ۲ صـ ۸۴ باب احلال المطلقة ثلثا ومافيه من التغليظ و صـ ۲۳۸ / كتاب السنن الكبرىٰ للنسائی ج ۳ صـ ۳۲۶ نكاح المحلل والمحلل له ومافيه من التغليظ / الفتح الربانی ج ۱۶ صـ ۱۹۴ باب ماجاء فی نكاح المحلل والمحرم / وج ۱۵ صـ ۶۸ / مصنف عبدالرزاق ج ۶ صـ ۲۶۹

والے پر، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ مسند احمد اور سنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "آکل الربوٰ وموکله شاهداه وكاتبه اذا علموا به والواصلة والمستوصلة ولاوی الصدقة والمعتدی فیها والمرتد علی عقبیه اعرابیا بعد هجرته والمحلل والمحلل له ملعونون علی لسان محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم القیمة "(۱)

یعنی سود کھانے والا، سود کھلانے والا، اس پر گواہ رہنے والا، اس کا لکھنے والا جبکہ انھیں علم ہو اور بالوں میں بال ملانے والی اور ملوانے والی اور زکوٰۃ روکنے والا اور اس میں حد سے گذر جانے والا، اور ہجرت کے بعد پھر وہیں آکر رہنے والا، اور حلالہ کرنے والا (یعنی اس لئے نکاح کرنے والا کہ اس نکاح کے بعد طلاق دیدے تاکہ وہ عورت اس کے خاوند کے لئے حلال ہوجائے) اور جس کے لئے حلالہ کرایا جائے وہ سب اللہ کے نبی ﷺ کی زبانی ملعون ہیں،

ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "لعن الله المحلل والمحلل له " (۲) یعنی حلالہ کرانے والے ملعون ہیں، سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے،(۳) جوزجانی کی کتاب المترجم میں ہے "سئل رسول الله ﷺ عن المحلل فقال لاالانكاح رغبة لانكاح دلسة

---

(۱) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ ص۲۰۸ / مصنف عبدالرزاق ج۶ ص ۲۶۹ باب التحلیل

(۲) ابن ماجة ج ا ص ۶۲۲ باب المحلل والمحلل له / السنن الکبریٰ للبیهقی ۲۰۸/۷ / بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی ج۱۶/ ۱۹۴ / مصنف ابن ابی شیبه ج۴ ص ۲۹۴

(۳) سنن ابن ماجه ج ا ص ۶۲۲

ولا استھزاء بکتاب اللہ ثم یذوق العسیل "(۱) یعنی حضور ﷺ سے حلالہ کا نکاح کرنے والے کی نسبت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا، نہیں نہیں، نکاح صرف وہی ہے جو رغبت سے ہو، یہ مکاری اور حیلے کے نکاح خدا کے احکام کے ساتھ مذاق کے نکاح دراصل نکاح نہیں، جب رغبت کے ساتھ نباہ کے لئے بسانے کی غرض سے نکاح ہو، پھر مواصلت ہو، ابن ماجہ میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الا اخبرکم بالتیس المستعار قالوا بلیٰ یارسول اللہ قال ھو المحلل لعن اللہ المحلل والمحلل لہ "(۲) یعنی کیا میں تمہیں ادھار لئے ہوئے، سانڈ کو بتلاؤں؟ صحابہ نے کہاہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا، یہ وہ شخص ہے جو کسی عورت سے اس لئے نکاح کرلے کہ وہ اس کے اگلے خاوند پر حلال ہو جائے، اس پر خدا کی پھٹکار ہے اور اس پر بھی جس کے لئے حلالہ کرایا جائے،

مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت عمرو بن دینار سے جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاقیں دیں پھر ایک باہر کا رہنے والا آیا جو نہ اس کے خاوند کا بلوایا ہوا ہے نہ اس کا، اسے اگر یہ شخص کچھ رقم دیدے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرلے تاکہ وہ اس کے لئے حلال ہو جائے تو یہ ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں حضور ﷺ سے ایسا ہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں جب تک کہ کسی کا اپنی رغبت و مرضی سے اس سے نکاح نہ ہو پھر مواصلت نہ ہو۔(۳)

---

(۱) کتاب المترجم لابی اسحق الجوزجانی بحوالہ اغاثۃ اللھفان صـ ۲۷۰

(۲) ابن ماجہ ج ۱ صـ ۶۲۲ باب المحلل والمحلل لہ / مستدرک حاکم ج ۲ صـ ۱۹۹ کتاب الطلاق / بیہقی ج۷ صـ ۲۰۸

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ ج۴ صـ ۲۹۵ باب الرجل یطلق امرأتہ فیزوجھا رجل لیحلھا لہ.

الفاظ یہ ہیں "عن عمرو بن دینار انہ سئل عن رجل طلق امرأتہ فجاء رجل من اھل القریۃ بغیر علمہ ولا علمھا فاخرج شیئا من مالہ فتزوجھا لیحلھا لہ فقال لا ثم ذکر ان النبی ﷺ سئل عن مثل ذلک فقال لا حتی ینکحھا مرتقبا لنفسہ حتی یتزوجھا مرتقبا لنفسہ فاذا فعل ذلک لم تحل حتی تذوق عسیلۃ"۔

فقہ وحدیث کے فرق پر تنبیہ

افسوس کہ ان تمام صحیح صریح مرفوع حدیثوں کے خلاف حنفیہ کا مذہب ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اسی شرط سے نکاح ہو کہ وہ اسے چھو کر چھوڑ دے اسے چھوٹی کر کے واپس کردے اور وہ ایسا کرے تو "حلت للاول "(۱) پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال ہو جائے گی، آہ! جسے اللہ کے معصوم رسول ﷺ نے حرام کیا تھا اسے ان نامعصوم فقہاء نے حلال کردیا اور صرف اس لئے کہ تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں اللہ کے رسول معصوم نے ایک کردی تھی اوران نامعصوم فقہاء نے انھیں تین ہی کہی تھیں، وہاں یہ سختی کر کے شریعت کو بدلا، یہاں یہ حیلہ کر کے شریعت کو پس پشت ڈالا "فالی الله المشتکی "غلطی پر غلطی کی، شریعت کے حلال کو حرام کیا پھر شریعت کے حرام کو حلال کیا، پس ہم بطور نصیحت پھر کہیں گے، "ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی اللهِ الکذب . ان الذین یفترون علی الله الکذب لایفلحون "(۲) اپنی زبانوں سے حلال حرام کے فتوے اپنی طرف سے جاری کر کے خدا کے دین پر بہتان نہ اٹھاؤ ایسے لوگ کامیابی سے اور نجات سے محروم ہیں اور اے حنفی بھائیو! محض آپ کے مذہب کے علماء اور فقہاء ہونے کی وجہ سے آپ ان کی باتوں میں نہ پھنس جاؤ۔ سنو قرآن فرماتا ہے "اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون الله "(۳) یہود و نصرانی اپنے علماء فقہاء کے پیچھے مشرک ہوگئے ہیں پس ان کی خلاف حدیث وقرآن مان لینا خدا کے ساتھ مشرک

---

(۱) ھدایہ ج۲ ص ۴۰۰ کتاب الطلاق باب الرجعة "الفاظ یہ ہیں" واذا تزوجها بشرط التحلیل فالنکاح مکروہ لقولہ علیہ السلام لعن الله المحلل والمحلل له وھذا ھو محمله فان طلقها بعد وطیها حلت للاول

(۲) النحل ۱۶ / ۱۱۶

(۳) التوبة ۹/ ۳۱

بننا ہے آپ وہی کہیں جو خدا رسول نے کہی ہے کہ ایک ساتھ کی تین طلاقیں ایک ہیں، اور حلالہ حرام اور سبب لعنت ہے۔

حلالہ کی بے حیائی کا بھیانک منظر

آہ! ان آنکھوں نے یہ منظر دیکھے ہیں اور ان کانوں نے یہ دردناک قصے سنے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں پھر اس نے حنفی علماء کے فتوے لئے، انھوں نے حلالہ کے فتوے دیئے، یہ اٹھا شرم وحیا طاق پر رکھی بے شرمی کا برقعہ اوڑھا اور اس پر آمادہ ہو گیا کسی کو پکڑا منت خوشامد کی۔ اس سے کام نہ چلا تو کچھ دینا کیا، اور یہ امر ٹھہرا کہ اس سے نکاح کر کے اس سے وطی کر کے پھر اسے طلاق دیدے یہ ٹھیرا کر اپنی بیوی ہاں اپنے بچوں کی ماں بعد از نکاح ظاہر اس کے حوالے کی، وہ اسے لے گیا، اس سے منہ کالا کیا اور پھر اس دیوث نے اسے اپنی بیوی بنالی۔ وہ عورت جس نے کبھی غیر کا منہ نہ دیکھا تھا، جس کا پلہ کبھی کسی نے نہ چھوا تھا، وہ دوسرے کے نیچے بچھ گئی، اپنی عصمت خراب کی تب وہ اپنے بال بچوں میں بیٹھی، اور خاوند سے ملی (۱) کاش کہ ان کے علماء وہی حدیث پڑھ دیتے، جو ہم نے بحوالہ صحیح مسلم وغیرہ پہلے نقل کر دی ہے کہ ایسی تین طلاقیں بفرمان حضور ﷺ اسلام میں ایک شمار کر لی جاتی تھیں۔ اب عدت کے اندر اگر ہے تو حق رجوع حاصل ہے اور اگر عدت گذر چکی ہے اور دونوں رضامند ہیں، تو نیا نکاح کر لیں تو نہ انھیں اس بھاڑے کے ٹٹو کی اور اس ادھار سانڈ کی ضرورت پڑتی، نہ شریف عورت بدکار بنتی نہ یہ کالا داغ دونوں کے ماتھے پر ہمیشہ کے لئے لگتا، حنفی بھائیو! بخدا در دل سے کہتا ہوں کہ خدارا اس مسئلہ سے ہٹ جاؤ حلال کو حرام نہ کرو، کہ پھر تمہیں حرام کو حلال کر کے پھر اس حرام سے حرام کو حلال کرنے کی ضرورت پڑے، سیدھا سادہ

(۱) حلالہ کی قباحت اس کی مذمت اور اس کے غیر شرعی اور اخلاقی ہونے کے بارے میں تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ فرمائیں اعلام الموقعین اردو ج۲ ص ۷۸ ناشر مکتبہ الفہیم منو

شریعت کا پاک مسئلہ ہے صرف فقہاء کے قول سے اس پر سے کیوں ہٹتے ہو؟ تم تو ہندوؤں کے نیوگ پر، شیعوں کے متعہ پر ہنستے تھے لیکن آہ! آج تم نے دوسروں کو اپنے پر ہنسنے کا موقعہ دیا۔

کہا تھا بلبل سے حال میں نے تیرے ستم کا بہت چھپا کر
یہ کس نے ان کو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھل کھلا کر

تمہاری غیرت وحمیت نے اسے کیسے قبول کرلیا؟ مسلمان پاک دامن عورتو! کیا حنفی مذہب کا یہ مسئلہ تمہارے نزدیک قابل قبول ہے؟ واللہ ایک باحیا عورت ایک مسلمہ عورت مرجانا قبول کرلے گی لیکن کسی ایسے کے پاس جانا قبول نہ کرے گی، ایک عصمت مآب خاتون اپنے خاوند کے منہ کے بعد قبر کا منہ دیکھتی ہے وہ دوسروں کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی، اس مختصر سی نصیحت کے بعد آؤ ان مرفوع حدیثوں کے سوا اقوال صحابہؓ بھی میں تم کو سناؤں۔

حرمت حلالہ پر صحابہ کرام کے فتاویٰ

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے "لااوتی بمحلل ولامحلل له الا رجمتهما" (۱) کہ حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے ان دونوں کو میں رجم کردوں گا، پتھروں سے مار کر سنگسار کردوں گا، کیا مفتی صاحب ہمیں اجازت دیں گے کہ ہم ایک عرض ان کی

---

(۱) اعلام الموقعین اردو ج ۲ صـ ۱۷۷ / مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ صـ ۲۹۴ باب فی الرجل یطلق امرأته فیتزوجها رجل لیحلها له / السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷ صـ ۲۰۸ باب ماجاء فی نکاح التحلیل / مصنف عبدالرزاق ج ۶ صـ ۲۶۵ باب التحلیل / کتاب السنن لحافظ سعید بن منصور القسم الثانی من المجلد الثالث صـ ۷۴۔ مسلم میں ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا "فلن اوتی برجل نکح امرأة الی اجل الا رجمته بالحجارة (مسلم ج ۱ صـ ۳۹۳)

خدمت میں اور بھی کر دیں؟ یہی تو حضرت عمرؓ ہیں جن کے ایک قانونی حکم کو لے کر آپ نے اپنے ہاں ایک مسئلہ بنالیا تھا پھر یہاں ان کے فرمان کو آپ کیوں نہیں لیتے؟ آپ تو فرماتے ہیں کہ اس طرح پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال ہو جائے گی اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ دونوں کا آدھا دھڑ زمین میں گاڑ کر لوگوں کو حکم دوں گا کہ ان پر پتھر برسائیں یہاں تک کہ یہ دونوں مرجائیں، پس اگر حضرت عمرؓ کا وہ حکم ماننے کے لائق تھا تو یہ کیوں نہیں؟ اور اگر یہ چھوڑنے کے قابل ہے تو وہ کیوں نہیں؟

مسلم بھائیو! آپ یقین مانیے نہ حضرت عمرؓ سے غرض ہے نہ حدیث سے مطلب ہے یہاں تو مطلب اپنے حنفی مذہب کے مسئلے سے ہے اس نے کہہ دیا کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دی ہوئی تین ہی ہیں، تو یہ بھی یہی کہنے لگے، اب اس کے ثبوت کے لئے ہاتھ پاؤں ہلاتے ہوئے حضرت عمرؓ کے قول کو صورت و معنیٰ بدل کر پیش کر دیا، حنفی مذہب کا مسئلہ تھا کہ حلالہ سے عورت حلال ہو جائے گی حدیث میں یہ حرام تھا، حضرت عمرؓ کے قول میں حرام تھا مگر انھوں نے حلال کر ہی لیا اور کہہ دیا کہ میاں مقصود تو حاصل ہے نکاح ہے وصل ہے طلاق ہے اب اور کیا چاہئے؟ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں بلکہ زنا ہے الفاظ یہ ہیں "سئل ابن عمر عن تحليل المرأة لزوجها فقال ذاك السفاح" (۱)

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر بڑا نادم ہوا اور اسے گھر میں لانے کا خواہش مند ہوا اور چاہا کہ کوئی اور اس سے نکاح کر کے پھر طلاق دے دے، حضرت عمرؓ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "كلاهما زان وان مكث عشرين سنة اونحوذا لك اذا كان

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبه ج ۱ صـ ۲۹۴ / مصنف عبد الرزاق ج۶ صـ ۲۶۵ باب التحليل / السنن الكبرىٰ للبيهقي ج۷ صـ ۲۰۸

اللہ یعلم انہ یرید ان یحلھا لہ "(۱) یعنی جو اس ارادے سے نکاح کرے گا وہ زانی ہے، گو بیس سال تک بھی اس عورت کو اپنے پاس رکھے اس لئے کہ خدا جانتا ہے کہ اس کا ارادہ یہی ہے کہ پہلے خاوند کے لئے یہ حلال ہو جائے، یہی حضرت ابن عباسؓ ہیں جن سے ہمارے مفتی صاحب اپنا مذہب بنانے کے لئے دلیل لئے پھرتے ہیں آپ سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ" کیف ترئ فی رجل یحللھا " جو شخص حلالہ کرے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ جواب دیتے ہیں "من یخادع اللہ یخدعہ " (۲) جو شخص خدا کے ساتھ دھوکے بازی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس دھوکے کے وبال میں پکڑ لے گا، کہو مفتی صاحب! اور حنفی بھائیو! کیا ابن عباسؓ کے اس صاف فرمان سے سرتابی ہی رہے گی؟ کیا اسے مان کر بے حیائی سے رکو گے نہیں؟

اجماع صحابہ سے حلالہ کی حرمت

۵- بلکہ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ اس مسئلہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہے تم نے تو غلط کہا تھا کہ ایک ساتھ کی تین طلاقوں کے تین ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے، اس کا ابطال تو ہم کر چکے ملاحظہ ہوں اس سے پہلے کی تحریرات، لیکن اب ہم بتلائیں کہ

---

(۱) الفاظ یہ ہیں راوی کہتے ہیں "سمعت ابن عمر یسئل عن رجل طلق ابنۃ عم لہ ثم رغب فیھا وندم فاراد ان یتزوجھا رجل یحلھا لہ فقال ابن عمر کلاھما زان وان مکث کذا وکذا عشرین سنۃ اونحو ذلک اذا کان اللہ یعلم انہ یریدان یحلھا (مصنف عبد الرزاق ج۶ صـ ۲۶۶ باب التحلیل)

(۲) ایضاً

شرح معانی الآثار للطحاوی میں ہے " عن مالک بن الحارث قال جاء رجل الی ابن عباس فقال ان عمی طلق امرأتہ ثلثۃ فقال ان عمک عصی اللہ فاثمہ اللہ واطاع الشیطان فلم یجعل لہ مخرجا فقلت کیف تری فی رجل یحلھا لہ فقال من یخادع اللہ یخادعہ (شرح معانی الآثار ج۲ صـ ۳۴ باب الرجل یطلق امرأتہ ثلثاً اغاثۃ اللھفان صـ ۲۷۱

آپ کے ہاں کے اس حلالہ کے مسئلے کے خلاف اجماع صحابہؓ ہے، چنانچہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کرتا ہے کہ میں کسی عورت سے نکاح کروں اس لئے کہ وہ اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے تو کیا یہ ٹھیک ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ نہ اس نے مجھے کہا ہے نہ اسے یہ علم ہے آپ نے فرمایا"**لاالا نکاح رغبة ان اعجبتک امسکتها وان کرهتها فارقتها وان کنا نعد هذا علی عهد رسول اللهﷺ سفاحا**" (۱) نہیں نہیں یہ جائز نہیں، جائز وہ ہے جو نکاح کے طور پر دل کی رغبت سے ہو، ہاں اس کے بعد اچھی عورت کو بسانا اور اگر برائی اور بے دلی پیدا ہو جائے تو الگ کر دینا، سنو ہم اس طرح کے نکاح کو آں حضرتﷺ کے زمانے میں زنا گنتے تھے

حنفی بھائیو! غور فرمایئے اگلے خاوند کی فرمائش نہیں اس کا حکم نہیں، اس نے کہا نہیں، بلکہ اسے علم بھی نہیں، وہ جانتا بھی نہیں، پھر بھی اس نیت سے نکاح کہ میں اس سے مل کر اسے طلاق دے دوں تا کہ یہ پہلے خاوند پر حلال ہو جائے یہ نکاح نہیں زنا ہے اور اس پر صحابہ کا اتفاق ہے ان کا اجماع ہے اور اجماع بھی رسول اکرم ﷺ کی موجودگی کے زمانے کا، اب کونسا سچا کلمہ گو ہے جسے اس حلالہ کے حرام ہونے میں کلام رہ جائے؟ پس للہ غور کرو نہ ایسی تین طلاقیں دو، نہ ایسی تین طلاقوں کو تین کہو نہ ایسے حلالہ کے نکاح کو نکاح کہو، نہ اس کے بعد کی طلاق کے بعد اس

---

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رجلا قال له امرأة تزوجتها احلها لزوجها لم یامرنی ولم یعلم قال لاالانکاح رغبة ان اعجبتک امسکتها وان کرهتها فارقتها وان کنا لنعد هذا علی عهد رسول اللهﷺ سفاحاً (اغاثة اللهفان صـ ۱/۲۷۱)

حاکم اور بیہقی میں ایک روایت اس طرح بھی ہے " جاء رجل الی ابن عمر رضی الله عنه فسأله عن رجل طلق امرأته ثلثاً فتزوجها اخ له من غیر مؤامرة منه لیحلها لاخیه هل تحل للاول قال لاالا نکاح رغبة کمانعد هذا سفاحاعلی عهد رسول الله ﷺ (مستدرک حاکم ج۲ صـ ۱۹۹ باب لعن الله المحلل والمحلل له/ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ صـ ۲۰۸ /نیل الاوطار ج۶ صـ ۴۹

عورت کو اس مرد کے لئے حلال کہو خدا کی حدوں سے آگے نہ بڑھو، خدا رسول سے پیش قدمی نہ کرو، اجماع صحابہ کے خلاف سے بچو پیغمبر خدا ﷺ کے لعنت کئے ہوئے کام کا ارتکاب نہ کرو، اسے نکاح نہ سمجھو، نکاح کرنے والا تو مرحوم ہوتا ہے نہ کہ ملعون، یہاں اس شخص کو بزبان رسول رحمت ملعون فرمایا گیا ہے،

حنفی بھائیو! کیا تین طلاق کے ایک ہونے کی یہ سیکڑوں دلیلیں اور حلالہ کے حرام ہونے کی ان سیکڑوں دلیلوں کے بعد بھی آپ میں سے کوئی ہم کو گالیاں دیتا رہے گا؟ اچھا دیئے چلے جایئے

ستم سہتے ہیں نیم جاں کیسے کیسے وہ لیتے ہیں روز امتحاں کیسے کیسے

فرمان خلافت

اے خلیفۃ الرسول کے ماننے والو! آؤ میں تمہیں ایک خلیفۃ الرسول کا فرمان سنانے کے بعد دوسرے جانشین پیغمبر کا فرمان بھی سنادوں تاکہ تمہیں ہدایت نصیب ہو، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ شخص پیش کیا جاتا ہے جس نے ایک عورت سے اس لئے نکاح کیا تھا کہ وہ اپنے اگلے خاوند پر حلال ہو جائے، امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں میں جدائی کرادیتے ہیں "ففرق بينهما وقال لاترجع اليه الا بنكاح رغبة غير دلسة" (۱) یعنی فرماتے ہیں یہ عورت اپنے اگلے خاوند کے پاس نہیں جاسکتی جب تک کہ رغبت کے ساتھ دوسرا نکاح نہ کرلے، جس نکاح میں کوئی حیلہ اور مکاری اور ظاہر باطن کا فرق نہ ہو، یہ روایت امام جوزجانی کی کتاب المترجم میں موجود ہے، اور ابن المنذر کی

---

(۱) ان عثمان بن عفان رفع اليه امر رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها ففرق بينهما وقال لاترجع اليه الانكاح رغبة غير دلسة (السنن الكبرىٰ للبيهقي ج۷ صـ ۲۰۸ باب فی نكاح التحليل /كتاب المترجم للجوزجانی بحواله اغاثة اللهفان لابن قيم الجوزية صـ ۲۷۳

کتاب الاوسط میں بھی ہے ایک شخص دربار خلافت عثمانی مین حاضر ہوا اور کہا کہ میرے پڑوسی نے بحالت غصہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی اب اسے سخت پریشانی ہورہی ہے، میں اس کی پریشانی دور کرنے کے لئے اپنے مال جان سے حاضر ہوں چاہتا ہوں کہ اس عورت سے نکاح کرلوں پھر اس سے مل کر اسے طلاق دے دوں تاکہ وہ اس کے لئے حلال ہوجائے، اب آپ فرمائیے کیا فتویٰ ہے؟ آپ نے فرمایا "لا تنکحھا الا نکاح رغبة" (۱) یعنی ہرگز ایسا نہ کرنا نکاح وہ ہوتا ہے جس میں میاں بیوی بن کر رہنا مقصود ہو نہ یہ کہ طلاق دینے کے ارادے سے اور دوسرے کے لئے اسے حلال کرنے کے ارادے سے ہو۔

خلفائے راشدین کا فیصلہ

حنفیو! تم نے تو ظاہر کیا تھا کہ تم خلفائے راشدین کے بڑے تابعدار ہو لو ہم نے تمہیں بفضلہ تعالیٰ دو خلیفوں کا فیصلہ تو سنا دیا، اب تیسرے خلیفہ کا بھی فیصلہ سنا دیں تاکہ خدا تمہیں ہدایت نصیب فرمائے، آپ اوپر حضرت علی کی روایت تو پڑھ آئے ہیں اب آپ کا فیصلہ بھی سن لیجئے، آپ اس حلالہ کے بارے میں فرماتے ہیں "لاترجع الیه الابنکاح رغبة غیر دلسة ولااستهزاء بکتاب الله" (۲) یعنی اس نکاح سے وہ عورت خاوند اول کی طرف رجوع نہیں کرسکتی، جب تک کہ باقاعدہ نکاح کے طور پر بسانے اور بیوی بنا کر عمر بھر رکھنے کی نیت سے نکاح نہ ہو، یہ حلالہ تو خدا کے احکام کے ساتھ کھیل کرنا اور شعبدہ بازی کرنا ہے، آپ

---

(۱) ان رجلا اتی عثمان رضی الله عنه فقال ان جاری طلق امرأته فی غضبه ولقی شدة فاردت ان احتسب نفسی ومالی فاتزوجها ثم ابنی بها ثم اطلقها فترجع الی زوجها الاول فقال له عثمان رضی الله عنه لاتنکحها الانکاح رغبة (المهذب لابی اسحاق الشیرازی بحواله اغاثة اللهفان صـ ۲۷۲)

(۲) اغاثة اللهفان لابن قیم الجوزیة صـ ۲۷۲

نے حضرت ابن عباس کی روایت اوپر پڑھ لی ہے اب آپ کا اپنا قول اور فیصلہ بھی ملاحظہ ہو۔

آپ فرماتے ہیں "لعن اللہ المحلل والمحلل لہ" (۱) یعنی حلالہ کرنے والا اور کرانے والا دونوں پر لعنت اتاری جاتی ہے، حضرت ابن عمرؓ سے بھی یہ مروی ہے (۲) جبکہ آپ سے اس امر کا فتویٰ طلب کیا گیا، یہ ہیں فتوے ان صحابہؓ کرام کے، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے، پھر یہ بھی اس کے بارے میں ہیں جو حلالہ کی شرائط پر آپس میں پہلے سے طے کر کے یا شرط کر کے یہ نکاح نہیں کرتے پھر ان کا کیا حال ہے؟ جو پہلے سے طے کر لیتے ہیں بلکہ اس عورت کو کھنگالنے کے لئے اجرت لیتے ہیں اور اس عورت کا دیوث خاوند اور اس سے عصمت فروشی کرانے والے ولی وارث وہ اجرت دیتے ہیں، آہ! کس طرح دین خدا کو الٹتے ہیں؟ اور ان سب چیزوں کو جائز مانتے ہیں؟ پھر اہل حدیث کو برا کہتے ہیں؟ ان پر فتوے جھاڑتے ہیں کہ یہ ایسی تین طلاقوں کو کیوں ایک کر دیتے ہیں؟ ذرا سی بھی عظمت حدیث دل میں ہوتی تو قدر معلوم ہو جاتی۔

جب طبیعت کسی پہ آئے گی ساری حکمت یہ بھول جائے گی

میں کہتا ہوں کسی غیرت مند باحیا اور غیر مسلم کے سامنے ہی یہ دونوں صورتیں رکھ دو دیکھو شرافت انسانی اور عقل انسانی کیا فیصلہ کرتی ہے؟ آہ! کیسا دل گداز منظر ہے کہ نہ عورت اس غیر مرد سے واقف ہے نہ اس مرد نے اس عورت کو کبھی دیکھا ہے نہ عورت والے اس سانڈ سے خوش ہیں نہ عورت اس کرائے کے ٹٹو کی طرف راغب ہے نہ اس کا میاں ایسا بھڑوا ہے نہ عورت ایسی بدکار ہے پھر بھی انہیں مفتی صاحب

(۱) اغاثة اللهفان لابن قيم الجوزية صـ ۲۷۲

(۲) "عن ابن عمر رضى الله عنه انه سئل عن رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها فقال لعن الله الحال والمحلل له (ايضاً)

کے فتوے نے مجبور کردیا ہے کہ وہ عورت اس کی بغل میں جالیٹے اسے سیہ کاری کرنے دے، اس کے ماں باپ دم بخود بیٹھے رہیں، اس کا خاوند باہر منتظر کھڑا رہے کہ کب یہ فارغ ہوکر آئے ؟ اور کب طلاق دے ؟ تاکہ میرا گھر بس جائے اور میرے بچے گہوارے میں جھولنے لگیں،

مسلمانو! شرم! شرم! شرم! خدا کی قسم غیرت کا مقام ہے شرم کی جگہ ہے خدارا غور کرو، اس مسئلے کو جو حدیث، قرآن، غیرت، شرم، حیا دین دنیا کے خلاف ہے ترک کرو پھر یہ بھی سوچو کہ جس عورت کی چار آنکھیں ہوگئیں جو دوسرے کی بغل گرما گئی، یہ آپ کے اب کس کام کی؟ یہ کتے کی چچوڑی ہوئی ہڈی اب کس مطلب کی رہی؟ اور کیا یہ عورت اب اس اکیلے خاوند پر قناعت کرے گی؟ جس کے دیدے کا پانی ڈھل گیا؟ کیا اب اپنے تئیں روک سکے گی؟ جس نے دوسرا نچوڑلیا؟ کیا یہ ہر گل کی بلبل نہ بن جائے گی؟ اسی لئے اللہ کے رسول نے اسے حرام کہا! اسے فعل لعنت بتلایا ،صحابہ نے بالا جماع اسے حرام کیا، اسی طرح تابعین نے بھی اسے حرام کہا سنئے!

حرمت حلالہ پر تابعین کے فتاوے

حضرت قتادہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ان نوی الناکح او المنکح او المرأة او احدمنهم التحليل فلايصلح “ (۱) یعنی نکاح کرنے والا یا نکاح کرانے والا یا عورت یا ان میں سے کوئی بھی حلالہ کی نیت رکھتا ہے تو یہ نکاح نکاح نہیں، حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ تابعی سے سوال ہوتا ہے کہ عمداً حلالہ کرنے والے پر کوئی سزا ہے؟ آپ نے فرمایا ”انی لاری ان یعاقب “ میرے خیال سے تو اسے سزا دینی چاہئے پھر فرمایا ”وان تمالؤا علی ذلک المسیئون وان اعظموا الصداق “(۲) اگر سب نے اسی پر اتفاق کر کے اسے طے کرلیا ہے تو سب گنہ گار ہیں گو انہوں نے نکاح میں مہر بڑا باندھا ہو، حضرت

(۱) اغاثة اللهفان صـ ۲۷۳ / مصنف عبدالرزاق ج٦ صـ ۲٦٦ باب التحليل
(۲) اغاثة اللهفان صـ ۲۷۳

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ اس حلالہ سے عورت حلال نہیں ہوتی ، (۱) حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اگر حلالہ کے بعد اصل میاں بیوی مل گئے ہیں تو ان میں پھر سے جدائی کرادی جائے (۲)، حضرت حسنؒ سے پوچھا جاتا ہے کہ عورت کو معلوم بھی نہ ہو اور کوئی شخص اس ارادے سے اس سے نکاح کرلے تو آپ نے فرمایا آگ جہنم سے داغنے کا آلہ نہ بن ۔ اللہ سے ڈر، اللہ کی حدوں کو نہ توڑ۔ (۳)

امام صاحب کے استاد کا فتویٰ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاد حضرت امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اذا کان نیة احد الثلاثة الزوج الاول اوا لزوج الآخر اوالمرأة انه محلل فنکاح الآخر باطل ولایحل للاول " (۴) یعنی پہلے خاوند کی، نئے نکاح کرنے والے کی یا عورت کی اگر نیت حلالہ کی ہے تو یہ نکاح باطل ہے اور پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال نہ ہوگی ، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اذا ھم احد الثلاثة بالتحلیل فقد افسد" (۵) یعنی ان تینوں میں سے اگر کسی کی بھی نیت حلالہ کی ہے تو یہ نکاح فاسد ہے، امام بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ حلالہ کرنے والا اور کرانے والا ادھار لیا ہوا سانڈ یعنی بھاڑے کا ٹٹو ہے، (۶)

---

(۱) حضرت قتادہ کے الفاظ یہ ہیں" ان طلقها المحلل فلایحل لزوجها الاول ان یقربها اذا کان نکاحه علی وجه التحلیل" (اغاثة اللهفان صـ ۲۷۳

(۲) الفاظ یہ ہیں" فطلق المحلل فراجعها زوجها قال یفرق بینهما "(ایضاً)

(۳) رجل تزوج امرأة یحللها ولایعلمها فقال الحسن اتق الله ولاتکن مسمار نار فی حدود الله (ایضاً)

(۴) ایضاً

(۵) ایضاً صـ ۲۷۴

(۶) قال بکر بن عبدالله المزنی فی الحال والمحلل له اولئک کانوایسمون فی الجاهلیة التیس المستعار (ایضاً صـ ۲۷۴)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کسی مکاری اور دھوکے بازی کا نہ ہو تو (۱) امام شعبی تو اس مسئلہ میں اتنا پرزور فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر بوقت نکاح یہ ارادہ نہ بھی ہو لیکن بوقت طلاق اگر یہ ارادہ ہو تو بھی جائز نہیں (۲)، حضرت عطاء تابعیؒ سے پوچھا جاتا ہے کہ کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں پوری کر دیں اس کے بعد کسی شخص کو اس پر رحم آیا اور اس کے مشورے بغیر اس کے کہے بغیر اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا کہ پھر طلاق دے دوں گا تاکہ اس کے لئے حلال ہو جائے تو کیا یہ ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ان کان تزوجها ليحلها له لم يحل له" (۳) کہ اس صورت میں حرام ہی ہے حلال نہ ہوگی، سید التابعین حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرلے، اس عورت کو بھی معلوم نہ ہو، نہ اس کے طلاق دینے والے شوہر کو علم ہو لیکن اس کے دل میں یہ ہو کہ میں اس سے نکاح کر کے پھر اسے طلاق دے دوں گا تاکہ پہلے خاوند کے لئے یہ حلال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا "ان کان انما نكحها ليحلها فلايصلح ذلك لهما فلا تحل" (۴) یعنی یہ نکاح ٹھیک نہیں اس سے عورت اس اگلے خاوند پر حلال نہ ہوگی، حضرت جابر بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اس ارادے کو دل میں رکھ کر نکاح کیا ہے گو پہلے خاوند کو خبر بھی نہ ہو، تاہم یہ ٹھیک نہیں اس سے پہلے خاوند کو پھر اس عورت سے نکاح کرنا ہرگز حلال نہ ہوگا۔ (۵)

---

(۱) ان ظنا ان نكاحهما على غير دلسة (اغاثة اللهفان لابن القيم صـ ۲۷۴

(۲) عن الشعبي انه سئل عن رجل تزوج امرأة كان زوجها طلقها ثلاثاً قبل ذلك أيطلقها لترجع الى زوجها الاول فقال لاحتى يحدث نفسه نفسه انه يعمر معها وتعمر معه (ايضا)

(۳) عن عطاء في الرجل يطلق امرأة فينطلق الرجل الذى يتحزن له فيتزوجها من غير موامرة منه، فقال ان كان تزوجها ليحلها له لم تحل له وان كان تزوجها يريد امساكها فقد حلت له (ايضاً)

(۴) قال سعيد بن المسيب في رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها الاول ولم يشعر بذلك زوجها الاول ولاالمرأة قال ان كان انما نكحها ليحلها فلايصلح ذلك لهما ولاتحل له (ايضاً)

(۵) قال ابو الشعثاء جابر بن زيد في رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها الاول وهو لايعلم قال لايصلح ذلك اذا كان تزوجها ليحلها (ايضاً)

حلالہ کے خلاف ائمہ کرامؒ کے فتاوے

مسلمانو! یہ ہیں تابعین کے فتاوے ان میں سے بھی خصوصاً ان چار تابعین کے فتوے جو تمام تابعین کے سردار ہیں اور سب کے بڑے ہیں، آپ کے ملاحظہ کے قابل ہیں، یہ چار یعنی حضرت سعید بن مسیب، حضرت حسن بصریؒ، حضرت عطاء بن ابی رباحؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ سب اس پر متفق ہیں پس کیا میں امید رکھوں؟ کہ آپ حضرات! مفتی دیوبند اور ارکان مذہب حنفیہ اور فقہاء مذہب حنفی کی اس بات میں نہ مانیں گے، اور حدیث پر، صحابہ کے فتوے پر اور تابعین کے فتوے پر عمل کریں گے؟ لیکن تقلید کے ہوتے ہوئے ہماری امیدوں کا باغ سرسبز کیسے ہوسکتا ہے؟

غم وغصہ ویاس واندوہ وحرماں =ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

بحمداللہ یہی فتویٰ ان حضرات کے بعد بھی رہا، تبع تابعین اور ائمہ دین اور مجتہدین محدثین بھی یہی فتوے دیتے رہے اور مسلمانوں کو اس سیاہ کاری سے روکتے رہے، یہ بدمذہبی، یہ بے شرمی، یہ بے غیرتی یہ دیوثی ان میں نہ آنے دی۔

امام مالک اور امام احمد

امام مالک بن انسؒ، امام لیث بن سعد، امام سفیان ثوری، امام اسحٰق، امام ابوعبیدہ، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین سب کا یہی مذہب ہے(۱) بلکہ امام مالکؒ تو فرماتے ہیں ان دونوں میں فرقت کرادی جائے گی یہ نکاح فسخ کردیا جائے گا، (۲) اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں اس ارادے سے نکاح کرنے والا ملعون ہے، ایسے نکاح سے یہ عورت اس کے پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہونے کی، (۳) امام

(۱) ملاحظہ ہو اغاثۃ اللهفان لابن قیم صـ ۲۷۵

(۲) یفرق بینهما علی کل حال وتکون الفرقة فسخا بغیر طلاق (اغاثة اللهفان صـ ۲۷۵)

(۳) اسماعیل بن سعید کہتے ہیں "سالت احمد بن حنبل عن الرجل یتزوج المراۃ وفی نفسه ان یحللها لزوجها الاول ولم تعلم المراۃ بذلک فقال هو محلل واذا اراد بذلک الاحلال فهو ملعون (ایضاً)

ابوایوب، امام ابن ابی شیبہؒ وغیرہ کا قول بھی یہی ہے (۱)(فرحمھم اللہ اجمعین)

حلالہ کا خلاف عقل ہونا

میں کہتا ہوں دین اسلام تو سراسر فطرت کے مطابق ہے، عقل کے موافق ہے دنیا کی مصلحتوں کا مالک ہے، دنیوی ترقیوں کا ضامن ہے، امن وامان کا حامل ہے سکون وراحت کا باعث ہے، نسل وامتیاز کا محافظ ہے، برائی اور فساد کا دافع ہے جھگڑے بکھیڑے کا دشمن ہے، وہ حلالہ کا حکم کیوں دینے لگا؟ بلکہ کسی دین میں ،کسی دیندار کے نزدیک، کسی صاحب عقل کے نزدیک، بلکہ کسی انسان کے نزدیک بھی یہ صورت بہتر نہیں ہوسکتی، یہ تو دیانت کے خلاف ہے امانت کے خلاف ہے، شرافت کے خلاف ہے، مروت کے خلاف ہے، غیرت کے خلاف ہے، حمیت کے خلاف ہے، خودداری کے خلاف ہے، انسانیت کے خلاف ہے، نکاح میں اور اس میں ضد ہے کالے کوسوں کا فرق ہے، نکاح میں خوشی ہوتی ہے، اس میں ماتم ہوتا ہے، نکاح میں بسانا مقصود ہوتا ہے، اس میں الگ کرنا مقصود ہوتا ہے، نکاح میں ذات پات، ہنر، پیشہ، صورت، شکل، علم دین سب دیکھا جاتا ہے اس میں تو ان میں سے کسی چیز پر نظر ہی نہیں ہوتی، کیوں کہ عورت جانتی ہے کہ مجھے تو اسے چاٹ کر چلے آنا ہے، مرد جانتا ہے کہ مجھے تو اسے جھوٹی کر کے چھوڑ دینا ہے، کانی ہو تو، اندھی ہو تو چوہڑی اور چماری ہو تو، بدصورت ہو تو، فقیرنی ہو تو، تعجب ہے ان پر جو علم وفقہ کا دعویٰ کر کے اسے نکاح سمجھ رہے ہیں، اور تعجب ہے ان پر جو ان چیزوں کو شرع سمجھ رہے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ ان کے ان فتووں نے دین کو بدنام کر رکھا ہے، ان کے ان مسائل کی وجہ سے ہر کہ ومہ کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا ہے، پس اس حلالہ سے جو دراصل حرامہ ہے بلکہ لعانہ ہے بچو۔ اور جس وجہ سے اس کی ضرورت

---

(۱) ملاحظہ ہو اغاثۃ اللھفان صـ ۲۷۵

ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں "لست اری ان ترجع بھذا النکاح الیٰ زوجھا الاول"

ہوتی ہے اسے جڑ سے اکھاڑ دو یعنی تین طلاقیں ایک ساتھ دی ہوئی ایک ہی گن لو جیسے کہ حدیث میں ہے اجماع صحابہ میں ہے، ہاں مفتی صاحب! جس علم پر آپ کو ناز تھا اور جس ناز میں آپ اہل حدیثوں پر اور مجھ پر برس رہے تھے غالبًا اب آپ کو بھی حقیقت معلوم ہوگئی ہوگی۔

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق = اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

حضرت عمر کا ایک اور تعزیری فیصلہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیاسی سزاؤں میں جو احکام جاری فرماتے تھے، انھیں کسی شرعی احکام کا درجہ نہیں دیا، یہ تعزیر تھی جو حکومت وقت لوگوں کے حالات کے ماتحت جاری کر دیتی تھی، اس کی بہت سی مثالیں ہم اپنے مضمون میں ذکر کر چکے ہیں، یہ فاروقی فیصلے کچھ شرعی احکام نہیں ہیں، (۱) اسی طرح جو طلاق ایک ساتھ تین دفعہ دی جائے اسے تین ہی کر دینا بھی تعزیری قانون تھا نہ کہ شرعی مسئلہ، اسی لئے حضرت عمرؓ اس پر اس کے جاری کرنے کے بعد نادم ہوئے، جیسے کہ اس سے پہلے بیان گذر چکا ہے، اسی طرح آپ نے ایک عورت کو صرف اس جرم پر کہ اس نے اپنے غلام سے نکاح کر لیا تھا نکاح سے روک دیا تھا کہ وہ اب کسی اور سے اپنا نکاح کر ہی نہیں سکتی اور اس غلام سے بھی اس کا نکاح فسخ کرا دیا تھا چنانچہ کنز العمال میں ہے "ان عمر ابن الخطاب اتی بامرأة قد تزوجت عبد ها فعاقبها وفرق بينها وبين عبد ها وحرم عليها الازدواج عقوبة لها" (۲) یعنی جب آپ کے سامنے وہ عورت پیش کی گئی جس نے اپنے غلام سے اپنا نکاح کر لیا تھا تو آپ نے اسے سزا دی اور اس کے اور اس کے غلام کے درمیان جدائی کرا دی،

---

(۱) ملاحظه هو اعلام الموقعين لابن قيم ج ۲ صـ ۷۱

(۲) كنز العمال ج ۲۲ صـ ۱۱۱ نكاح الرقيق (وكتب الىٰ اهل الامصار اى المرأة تزوجت عبد الها اوتزوجت بغيربينة اوولى فاضربوها الحد. ايضا)

اور بطور جرمانہ اس پر دوسری جگہ نکاح کرنا حرام کردیا، کیا مفتی دیوبند اس فیصلہ فاروقی کو شرعی حکم کہہ کر یہی فیصلہ کرتے ہیں؟ کہ جو عورت اپنا نکاح اپنے غلام سے کرلے اس پر فرقت فرض ہے اور پھر اسے عمر بھر نکاح کرنا حرام ہے، اگر یہ نہیں کرتے تو پھر وجہ کیا کہ طلاق کے فیصلہ فاروقی پر آپ چمٹ جائیں؟ اور اہل حدیث کو بدنام کرنے کی کوشش کریں؟ اور جو امر پوری زندگی رسول ﷺ میں پوری خلافت صدیقی میں اور چوتھائی سے زائد خلافت فاروقی میں جاری رہا، اسے منسوخ کہہ کر مسلمانوں پر ایک تنگی ترشی بپا کردیں؟ آج ہی اس سے باز آجاؤ ورنہ کل تو مصر کی طرح ہند بھی یہ مسئلہ دیوار پر دے مارے گا ؎

اے بتوکل تو ہے اللہ کو منہ دکھانا آج منہ ہم کو دکھاؤ گے تو احساں ہوگا

خلافت ثانیہ کا ایک اور تعزیری فیصلہ!

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خلافت فاوقی میں مدائن کے گورنر تھے وہاں آپ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کرلیا۔ اس پر فرمان خلافت سرزد ہوا کہ ''خل سبیلھا'' اسے طلاق دے دو۔ حضرت حذیفہؓ نے کچھ تامل کیا جس پر فرمان خلافت دوبارہ گیا کہ ''اعزم علیک ان لاتضع کتابی حتٰی تخلی سبیلھا'' یعنی میں تمہیں بحیثیت حاکم وقت پرزور تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ میرے اس فرمان کو پڑھتے ہی اسے ہاتھ سے رکھنے سے پہلے اپنی اس بیوی کو الگ کردو۔ مفتی دیوبند فرمائیں کہ کیا قرآن کریم میں ''والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتو الکتاب من قبلکم''(۱) نہیں ہے؟ یعنی اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی غیر زانیہ عورتوں سے نکاح کرنا مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ پھر کیا طلاق کے مسئلہ کی طرح آپ یہاں بھی

(۱) المائدۃ ۵/۵

یہی فرمائیں گے؟ کہ یہ آیت منسوخ ہے حضرت عمرؓ نے منسوخ کردیا اور اب کتابیہ عورت سے نکاح حرام ہے ؟ تعجب ہے کہ جو فہم رسا تین طلاقوں کے بارے میں پیش پیش تھی وہ یہاں پس انداز کیوں ہوگئی ؟ صاف بات یہ ہے کہ دراصل اس مذہبی گروہ کو فرمان عمرؓ سے کوئی واسطہ نہیں، فرمان عمرؓ جب مذہب کے خلاف ہوتا ہے اس کی طرف التفات بھی نہیں کرتے اور جہاں موافق ہوتا ہے اچھالنے لگتے ہیں، یاد رہے کہ یہ فرمان عمرؓ بھی محض سیاسی حیثیت سے تھا نہ کہ شرعی مسئلہ کی حیثیت سے یہ صرف اس لئے تھا کہ کہیں مسلمان عام طور پر ایسا نہ کرنے لگیں اگر ایسا کیا تو ان یہودیہ اور نصرانیہ عورتوں کی مسلمانوں میں کثرت ہوجائے گی ان کی اولادیں پھیل جائیں گی جس سے بہت سی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اور بہت سے رخنے اسلام میں پڑجائیں گے اس لئے سد ذریعہ کے طور پر آپ نے قانوناً اور حکماً اسے بند کردینے کے لئے اپنے گورنر کو تاکیدی اور جلدی والا فرمان لکھا کہ فوراً سے پیشتر اسے الگ کردو۔ ورنہ یہ فتنہ پھیل جائے گا۔ ٹھیک اسی طرح ایک ساتھ کی تین طلاقوں کا مسئلہ ہے۔ پس جیسے کہ حضرت عمر کے اس حکم کے بعد بھی کتابیہ عورتوں سے نکاح کی حلت اپنی اصلیت پر باقی ہے اسی طرح تین طلاقوں کا اصلی حکم یعنی ایک کر لینے کا بھی اپنی اصلیت پر باوجود حضرت عمرؓ کے حکم کے باقی ہے

ایک اور فیصلہ

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ اپنی خلافت کے زمانے میں شراب کے پیٹھوں کو، میخانوں کو، شراب کی دوکانوں کو شراب کی بھٹیوں کو جلا دیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو سزا بھی دیتے تھے (۱) اسی کا نام تعزیر ہے۔ اسی کا نام سیاست ہے اسی کا نام قانون سلطنت ہے اسی کا نام مصلحت وقت ہے۔

(۱) الاموال لابی عبید صـ ۱۰۲ بحواله اغاثة اللهفان صـ ۳۳۳ اور اسی کتاب میں ہے "ان عمر حرق بيت رجل من ثقيف وجدبه شرابا و كان يقال له رويشد فقال له انت فويسق"

حضرت عمرؓ کا اور فرمان

کوفے کے گورنر حضرت سعد نے بلند مکان بنوایا خلافت کا حکم پہنچا کہ اس میں آگ لگادو یہ بھی سیاسی حکم تھا۔(۱) ورنہ خود رسول اللہ ﷺ دو تلے کے مکان میں رہتے تھے۔(۲) پس یہ رموز سلطنت ہیں جنھیں سلطان ہی جانتا ہے لیکن انھیں شرعی قوانین کا درجہ دینا خدا کے دین میں شرک کرنا ہے۔ان سے وحی خدا کو منسوخ کہنا نئی شریعت کا پیغمبر بننا ہے۔

آیت طلاق کی صحیح تفسیر

آیت طلاق جو حنفیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے جس کا جواب مفصل اس سے پہلے گذر چکا ہے لیکن شاید وہاں عبارت نقل کرنی رہ گئی ہے اس لئے تفسیر نیشاپوری سے حوالہ نقل کرتا ہوں۔جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کا صحیح مطلب کیا ہے؟ نیز ایک ساتھ کی تین طلاقوں کا کیا حال ہے؟ اور ان کا حکم کیا ہے؟ وغیرہ،اس تفسیر میں ہے **الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان الخ ان التطليق الشرعی تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع والارسال دفعةواحدةويراد بالمرتين التثنية لكن التقرير كقوله تعالىٰ ثم ارجع البصر كرتين ای كرة بعد كرة وكقولهم لبيک وسعديک وهذاالتفسيرقول من قال الجمع بين الثلاث حرام وزعم ابو يزيدالابوسی فی الاسرازان هذا هوقول عمروعثمان وعلی و ابن عباس**

(۱) اغاثة اللهفان صـ ۳۳۳ (وحرق قصر سعد بالكوفة لمااحتجب عن الرعية)

(۲) حضرت ابوایوب انصاری کا مکان جس میں آپ مدینہ پہونچنے کے بعد ابتداء ٹھہرے تھے وہ دو منزلہ تھا اور آپ نے نیچے اور اوپر دونوں جگہ قیام کیا تھا۔

وابن عمرو عمران ابن الحصین وابی موسیٰ الاشعری وابی الدرداء وحذیفة ثم من ھؤلاء من قال لو طلقھا ثنتین او ثلاثاً لایقع الاواحدة وھذا ھو الاقیس واختارہ کثیر من علماء اھل البیت ان النھی یدل علی اشتمال المنھی عنہ علی مفسدة راجحة والقول بالوقوع سعی فی ادخال تلک المفسدة فی الوجود" یعنی آیت قرآنی الطلاق مرتان سے مطلب یہ ہے کہ طلاق شرعی نام ہے اس کا جو ایک کے بعد ایک دی جائے الگ الگ (اپنے اپنے وقت میں) یہ نہیں کہ ان سب کو جمع کر دیا جائے اور ایک ساتھ کر دیا جائے۔ دو دفعہ طلاق رجعی ہے، ایک، پھر ایک دیکھو سورۂ تبارک میں ہے ثم ارجع البصر کرتین (۱) اس سے مراد یہی ہے کہ ایک دفعہ نظر دوڑائی پھر دوبارہ نظر دوڑائی، یہی معنیٰ لبیک وسعدیک میں بھی ہے۔

تین طلاقیں ایک ساتھ دینی حرام ہیں

اسی مطلب کو سامنے رکھ کر بزرگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ دینی حرام ہیں۔ (۲) یہی قول حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، عمران بن حصین، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابو درداء اور حضرت حذیفہ کا ہے رضی اللہ عنہم۔ پھر ان حضرات میں وہ بھی ہیں جو فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دیں تو صرف ایک ہی واقع ہوگی یہی فتویٰ بالکل مطابق عقل ہے۔

---

(۱) الملک ۶۷/۴

(۲) ملاحظہ ہو اعلام الموقعین اردو ج ۲ صـ ۲۵۷

اہل بیت کا فتویٰ

اکثر اہل بیت ذی علم اسی کو پسند فرماتے ہیں کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں اور یہی قول آیت کے مطابق بھی ہے، کیونکہ جس چیز سے روکا جائے اس میں ضرور برائی ہوتی ہے اور جب اس طرح کی تینوں کو مان لیا جائے تو اسی فساد میں واقع ہونے کی اس میں سعی ہے (پس صحیح یہی ٹھہرا کہ ایسی تین کو تین نہ کہی جائیں) واللہ اعلم۔

ان عبارتوں کو جس نے دیکھی ہوں پھر وہ کہے کہ اہل حدیث کا یہ مسئلہ وہ ہے جو اجماع کے خلاف ہے، چاروں مذہبوں کے خلاف ہے، شاذ ہے، منکر ہے، رافضیوں کا مسئلہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ خود فرمائیے کہ اسے سوائے تعصب کے کیا سمجھا جائے ؟ اکثر اہل بیت کا، صحابہ کا، تابعین کا، ائمہ دین کا یہ مسلک اور یہ مسئلہ رہا، پھر آج اس کے کہنے والوں کی زبان بندی اور گلو گیری کرنا سوائے حمایت ناحق کے کوئی وجہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔

ہے مجھ پہ نگاہ لطف منظور
کیا خوب نظر ہے چشم بد دور

امام ابوحنیفہ امام احمد اور امام محمد بن مقاتل وغیرہ کا قول

مازری نے کتاب معلم میں بیان کیا ہے کہ امام محمد بن مقاتل (جو حنفی مذہب کے پیشوا اور فقہاء متقدمین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ جو ایک ساتھ کی ہوں وہ ایک رجعی کے حکم میں ہیں، ہمارے امام ابوحنیفہؒ کا ایک قول یہ ہے، حضرت امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے (۱) عبارت ابن تجید کی حاشیہ بیضاوی پر یہ ہے
ای بدعة غیر مشروعة فیکون محرمامنهیا عنه ومع کون الجمع

(۱) ملاحظہ ہو اغاثة اللهفان لابن القیم صـ ۲۹۰

محرما اذا اجتمع بان قال طالق طالق وطالق دفعة واحدة وقع عنده لكن يقع واحدة رجعية (ا) یعنی دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بدعت ہے خلاف شرع ہے، حرام ہے، ممنوع ہے باوجود اس کے بھی جب کوئی ایسا کرے یعنی دو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دے کہہ دے کہ طلاق طلاق طلاق تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

امام فخر الدین رازی کا فیصلہ

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں" فثبت ان هذه الآية دالة على الامر بالتفريق التطليقات وعلى التشديد فى ذالك الامر والمبالغة فيه ثم القائلون بهذا القول اختلفوا على قولين الاول وهو اختيار كثير من علماء الدين انه لو طلقها اثنين اوثلاثا لايقع الا واحدة وهذا القول هو الاقيس لان النهى يدل على اشتمال المنهى عنه على مفسدة راجحة والقول بالوقوع سعى فى ادخال تلك المفسدة فى الوجود وانه غير جائز فوجب ان يحكم بعدم الوقوع" یعنی آیت الطلاق مرتان سے ثابت ہوگیا کہ طلاقیں الگ الگ اپنی اپنی عدت پر دینی چاہئیں۔اس امر میں شدت ومبالغہ منجانب شرع رکھا گیا ہے اب اس میں دو قول ہیں پہلا یہ ہے کہ اگر کسی نے دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دیدیں تو صرف ایک ہی واقع ہوگی، یہی قول زیادہ بھلے قیاس والا ہے، کیوں کہ جس سے روکا جاتا ہے وہ چیز فساد اور بگاڑ سے خالی نہیں ہوتی۔اب اگر اسے واقع کرنے کا فتویٰ ہو تو گویا یہ اس بگاڑ والی چیز میں داخل کرنا ہے جو بالکل ناجائز ہے، لہذا عقلمندی کی بات یہی ہے کہ ان دو کو جو ایک کے سوا ہیں واقع نہ مانا جائے تاکہ اس فساد کا پورا اور جڑ سے ازالہ ہوجائے (انتہیٰ)

(ا) حاشیہ بیضاوی

یہاں بھی دیکھئے کہ ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے قول کو ہی اکثر علماء دین کا قول بتلایا جاتا ہے اور اسی کو صحیح طور پر مطابق قیاس کہا جاتا ہے۔ پس یہ ہے صحیح تفسیر آیت ۔اور یہ ہے اکثر علماء حق اور اکثر اہل بیت اور زمانہ حضور وزمانہ صدیقؓ وابتداء زمانہ فاروقی کا فیصلہ، کہ ایک ساتھ یا ایک ہی مجلس میں یا ایک ہی سخن میں یا ایک ہی دفعہ دی ہوئی تین طلاقیں تین نہیں ہوتیں بلکہ ایک ہی رہتی ہیں ۔جس میں اندرون عدت رجعت کا اور بعد از عدت بہ رضا مندی طرفین نئے نکاح کا حق باقی ہے، پس جو آیت ان کے خلاف تھی اسے موافقت میں پیش کرنا نری دھینگا مشتی اور تفسیر القرآن بالرائے ہے جو حرام محض ہے ۔

تم کو جو ہے یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہیں
ہم کو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہیں

ایک ساتھ کی تین طلاقوں کے بعد رجوع کا ایک اور واقعہ

گو ہم نے بہت سی دلیلیں اس امر پر وارد کر دی ہیں اور اس باب میں ہم طویل تحریر لکھ چکے ہیں ۔لیکن تاہم اس طرف بھی ایک اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جو طلاق اپنی بیوی صاحبہ کو دی تھی جس کے بعد حضور نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔بعض روایات میں ہے کہ یہ بھی اسی طرح ایک ساتھ کی تین طلاقیں تھیں چنانچہ نووی شرح صحیح مسلم میں ہے کہ "وقع فی بعض روایات حدیث ابن عمر انه طلق امرأته ثلاثا " (۱) یعنی بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے اپنی بیوی صاحبہ کو تین طلاقیں ایک ساتھ دی تھیں ۔اس کے بعد حضور ﷺ نے انہیں رجوع کرنے کو فرمایا۔اور عقلاً اسی روایت کو ترجیح ہے کیوں کہ ایک یا دو کے بعد حق رجعت تو ہے ہی ۔اگر یہی چیز ہوتی تو حضرت عمر کو حضور ﷺ سے مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟وہ تو قرآن میں حق رجعت

---

(۱) صحیح مسلم مع شرح نووی صہ ۴۷۸ کتاب الطلاق

کا صاف بیان ہے اور مشہور مسئلہ ہے۔ بات یہی تھی کہ آپ نے تین طلاقیں ایک ساتھ ایک ہی حیض میں دے دی تھیں۔ حضور ﷺ سے مسئلہ پوچھا گیا آپ نے ان تینوں کو ایک شمار کرنا بتلایا اور رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ پھر جب دوبارہ حائضہ ہوکر اور فارغ ہوکر طاہرہ ہوجائے تو قبل از مجامعت دوسری طلاق دینے یا نہ دینے کا اختیار دیا۔ اور اسی طرح تیسری پھر حضور ﷺ نے عدت طلاق کی آیت پڑھی اور فرمایا یہی عدت مراد خداوندی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ راوی حدیث عبیداللہ نے اپنے استاد نافع سے دریافت کیا کہ ان طلاقوں کا کیا حشر ہوا؟ آپ نے جواب میں فرمایا واحدۃ اعتد بھا یعنی وہ ایک شمار کرلی گئیں (مسلم)(۱) یہ بھی قرینہ ہے اس بات پر کہ دراصل تینوں طلاقیں ایک ساتھ دے دی تھیں۔

تفسیر مظہری کی عبارت

اسی آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تحریر فرماتے ہیں ''وفی ما قال مرتان دون ثنتان دلالۃ علی کراھۃ الطلقتین دفعۃ واحدۃ فان کلمۃ مرتان تدل بالعبارۃ علی التفریق وبالاشارۃ علی العدد واللام للجنس ولیس وراء الجنس شیء وکان القیاس ان لایکون الطلقتان المجتمعان معتبرۃ شرعاً واذالم یکن الطلقتان معتبرۃ لم یکن الثلاث مجتمعۃ معتبرۃ بالطریق الاولیٰ لوجودھمافیھا مع زیادۃ '' یعنی آیت میں ثنتان کا لفظ نہیں بلکہ مرتان کا لفظ ہے اس سے تفریق تو لفظ سے معلوم ہوئی اور عدد اشارہ سے اور الطلاق پر الف لام جنس کے لئے ہے تو اس سے خارج کوئی چیز نہیں، پس اس سے صاف طور پر عیاں ہے کہ دونوں طلاقیں جو ایک ساتھ جمع کردی جائیں وہ نامعتبر ہیں اور جب دو کا شرعاً اعتبار نہیں تو تین جو ایک ساتھ دی

(۱) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۶ کتاب الطلاق

جائیں ظاہر ہے کہ وہ بھی شرعاً نامعتبر ہیں کیونکہ تین میں دو ہیں بلکہ ان کے سوا بھی ہے، پس طلاق شرعی تفریق سے ایک ایک طہر میں ایک ایک ہونی چاہئے، یہ تحریر بھی صاف ہے کہ اگر کسی نے دو یا تین کو جمع کر دیا تو زیادتی لغو ہو جائے گی اور ایک سے زیادہ واقع نہ ہوگی، (۱) میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس مسئلہ کا یہ پہلو اس قدر زوردار ہوتے ہوئے یہ حضرات کیوں تعصب میں اندھے ہو کر اہل حدیث کو گالیاں دینے لگتے ہیں

تین کو ایک کرنے والے تینوں امام تھے

غالباً اس مضمون میں اس سے پہلے یہی حوالہ گذر چکا ہے، اور اس تحریر میں بھی امام محمد بن مقاتل کا قول گذ.را ہے کہ ایسی تین طلاقوں کے ایک رجعی ہونے کا ایک قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور امام احمدؒ کا بھی ایک قول ہے، نیز تلمسانی کے حوالے سے ظاہر ہے کہ امام مالکؒ کا بھی ایک قول یہی ہے، مالکیوں کی ایک جماعت نے امام صاحبؒ سے اسے روایت کیا ہے (۲) آپ امام محمد بن مقاتل کو کوئی ہلکا آدمی نہ سمجھئے ان سے امام احمدؒ نے روایت کی ہے۔

امام محمد بن مقاتل کا تعارف

امام بخاریؒ بھی ان سے اپنی صحیح بخاری میں روایت لائے ہیں، یہ حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت عباد بن عوام اور حضرت وکیع بن جراح اور حضرت ابوعاصم النبیل کے شاگرد رشید ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے طبقہ ثانیہ کے شاگرد ہیں، حنفی مذہب کے امام ہیں، جامع فقہ وحدیث ہیں، ان کی نقل کوئی معمولی چیز نہیں، خود بھی فتوی دیتے ہیں اور اپنے استاد امام ابوحنیفہؒ سے بھی نقل کرتے ہیں، پس بہتر ہے کہ موجودہ زمانے کے یہ بر خود غلط پندار مفتی حضرات اپنی زبان کو روکیں۔

---

(۱) تفسیر مظہری اردو ترجمہ ج ۱ صـ ۳۴۶

(۲) اغاثة اللهفان لابن قیم صـ ۲۹۰

امید از خدا

مکرمی مفتی صاحب! دیکھنا میدان میں اتر کر آپ نے تقلید کو کھو کھلی کردی ،آمین اور رفع الیدین وغیرہ کی بحث چھیڑ کر اسے دنیا میں جاری کر دیا، ان شاء اللہ ٹھیک اسی طرح اب اس مسئلے میں بھی آپ کو میدان چھوڑنا پڑے گا اور جیسے کہ ہم لکھ آئے ہیں کہ مصری حنفیوں نے اسے علی الاعلان ترک کر دیا، ہندوستان کے حنفی بھی اس کڑوے گھونٹ کو گلے سے نیچے نہیں اتاریں گے، خصوصاً آپ نے اس آسانی کے بدلے جو چیز ان کے ہاتھوں میں دے رکھی ہے یعنی حلالہ جیسی بے شرمی کی حرکت، اسے یہ عنقریب اجمالاً اٹھادیں گے بس اچھا ہو کہ آپ حضرات اپنے اس فتوے سے خود ہی رجوع کرلیں۔

عاقل کے لئے کافی ہے ایک حرف اشارہ
کافی نہیں ناداں کو دفتر نہ رسالہ

حنفی مذہب کے امام امام طحاوی

دیوبند کے مفتی صاحب تو اس مسئلہ کی وجہ سے اہل حدیث کو کوسنے کاٹنے لگے ہیں اور لفاظی بلکہ بدکلامی پر اتر آئے ہیں، لیکن انھیں شاید معلوم نہیں کہ ان کے اگلے ان کے بزرگ بھی اس کے قائل ہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں بلکہ اختلافی ہے بلکہ سلف صالحین کی ایک بڑی جماعت ہر وقت، ہر زمانے میں اس کی قائل رہی ہے پھر آپ کا یہ فرمان کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے یہ کیا وقعت رکھتا ہے؟ سنئے! تہذیب الآثار میں تین طلاقوں کا باب باندھ کر ابوالصہباء والی روایت کو ذکر کر کے جس میں ایک ساتھ کی تین طلاقوں کا ایک ہونا بیان ہے جسے ہم پہلے کئی بار نقل کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں خلافت صدیقی میں ابتداءِ خلافت فاروقی میں ایسی تین طلاقیں ایک کردی جاتی تھیں، پھر لکھتے ہیں "فذهب قوم الیٰ ان الرجل اذا

طلق امرأته ثلاثاً معا فقد وقعت علیها واحدة اذا کانت فی وقت سنة وذلک ان تکون طاھراً فی غیر جماع واحتجوا فی ذلک بھذا الحدیث "(۱) یعنی ایک قوم کا مذہب ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو ایک ساتھ تینوں طلاقیں دے دے تو وہ ایک ہی شمار ہوں گی جیسے کہ اس حدیث سے ثابت ہے، عمدۃ القاری میں آپ کے علامہ عینی صاحب بھی یہی فرماتے ہیں جیسے کہ گذر چکا کہ طاؤس، ابن حجاج، ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک ساتھ کی دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی ہیں، اس کی دلیل یہی حدیث ہے، پھر اس کے خلاف اجماع کا دعویٰ کسی چودھویں صدی والے کا کرنا مخلوق کو دھوکہ دینا اور دنیا سے مکر کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اپنی جانوں پر رحم کرو اور خدا کے بندوں پر، سنت کے پابندوں پر تکفیر و تفسیق کا فتویٰ جاری نہ کرو، ہمارا مقصود تو عمل بالحدیث ہے۔

تمنائے دلی بس مدحت توحید و سنت ہے
یہی ہے دین اور ایماں یہی مقصود ملت ہے

امام ابن القیم اور امام ابن تیمیہ

ان دونوں بزرگوں نے تو اس مسئلہ میں اس قدر لکھا ہے کہ شاید ہی کسی اور نے اتنا لکھا ہو، زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اصلی مسئلہ دین خدا کا یہی ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک ہی ہیں، لیکن آج کل کے حنفی تو ان کا نام سن کر کوسنے لگتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کی بابت بھی ان کے کان کھول دوں، آپ کی جماعت کے سرکردہ، حنفیوں کے سرتاج حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ملاحظہ ھو شرح معانی الآثار للطحاوی ج۲ صـ ۳۳ باب الرجل یطلق امرأته ثلاثاً معاً

ابو الصہباء والی روایت کو طحاوی نے یوں بیان کیا ہے "ان ابا الصھباء قال لابن عباس أتعلم ان الثلاث کانت تجعل واحدة علی عھد رسول الله ﷺ وابی بکر وثلاثا من امارة عمر قال ابن عباس نعم

شرح شمائل مطبوعہ مصر کے ص: ۲۰ سطر ے میں لکھتے ہیں "انھما من اکابر اھل السنة والجماعة ومن اولیاء ھذه الامة" یعنی یہ دونوں اہل سنت والجماعت کے سر برآوردہ حضرات اکابرین سے ہیں اور یہ دونوں اس امت کے اولیاءاللہ میں سے ہیں رحمھماا للہ تعالیٰ ، یادرکھو ان اولیاءاللہ کو جو برا کہے گا وہ لعنتی ہوگا جہنمی ہوگا ، خدا کا دشمن ہوگا ، شیطان صفت ہوگا ، متعصب اور محروم القسمت ہوگا ، دونوں جہاں میں نامراد برباد ہوگا ناشاد اور سبیل الرشاد سے دور باد ہوگا ، انہیں کی کتابوں سے دین خدا جاگا ہے ، انہی کی تصانیف سے کفر بھاگا ہے ، ان کے مرتبے پر ان کے بعد سے لے کر آج تک کوئی نہیں پہونچا ، یہ توحید پر نثار اور سنت کے نشے میں سرشار تھے اللہ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور ہمیں جنت الفردوس میں ان کا پڑوس عطا فرمائے ۔ (۱)

حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کا اعتراف حق

مجھے یہ خیال بھی ہے کہ ناظرین کہیں اس مضمون کی طوالت سے ملول خاطر نہ ہو جائیں لیکن پھر یہ بھی خیال ہے کہ جب یہ مسئلہ چھڑ گیا ہے تو اسے تشنہ لب نہ چھوڑا جائے اچھا ہو کہ حنفی علماء بھی اس پر دل کھول کر بحث کرلیں ، تا کہ دنیا پر حق کھل جائے اور جن کے دل میں خدا کی عظمت سنت کی عزت اور مخلوق پر شفقت ہے وہ حق تک رسائی کرلیں ، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مغالطے کی جڑیں

---

(۱) امام ابن القیمؒ کی ایک اہم ومعرکۃ الآراء تصنیف "اعلام الموقعین" کا مکمل اردو ترجمہ کا کمپیوٹرائزڈ اڈیشن دوجلدوں میں مکتبة الفھیم مئو سے طبع ہوکر منظر عام پر آگئی ہے۔

کھودی جائیں جوآج برسوں سے حنفی دنیا پھیلا رہی ہے کہ اس مسئلہ میں اہل حدیث تمام دنیائے اسلام کے خلاف ہیں حالانکہ خود حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے ہاں تلاش کی ضرورت ہے

جس سے رغبت ہووہی شے وہ عطا کرتا ہے
منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے

سنئے حنفی مذہب کی کتاب عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں تحریر ہے کہ

القول الثانی انه اذا طلق ثلاثاً تقع واحدة رجعية وهو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داؤد الظاهری واتباعه وهو احد القولين لمالك ولبعض اصحاب احمد وانتصر لهذا المذهب ابن تيمية الحنبلی فی تصانيفه وتلميذه فی كتابه زادالمعاد واغاثة اللهفان وغيرهما ومن تبعهما "(۱) یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی ایک ساتھ کی تین طلاقیں ایک ہی رجعی طلاق ہوگی، بعض صحابہؓ سے یہ قول مروی ہے، امام داؤد ظاہری اوران کے ہم مذہب تمام یہی کہتے ہیں، امام مالکؒ کا بھی ایک قول یہی ہے بعض اصحاب امام احمدؒ کا قول بھی یہی ہے، حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی پوری تائید کی ہے، اسی طرح حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زادالمعاد و اغاثۃ اللھفان وغیرہ میں اس کی پوری تائید کی ہے اوراسے خوب ثابت کیا ہے ان کے تمام تابعین بھی اسی مذہب پر ہیں اوران حضرات کی دلیل بخاری مسلم وغیرہ کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں بھی اوراسی طرح حضرت عمرؓ کے ابتدائی خلافت کے زمانے میں بھی۔ (ملاحظہ ہو عمدۃ الرعایہ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ربع ثانی ص:۳۰۷ سطر ۲۵)

ناظرین کرام! ہمیں مفتی صاحب پر افسوس ہے کہ ان کے مطالعہ میں ان کے

(۱) عمدۃ الرعایۃ بر حاشیہ شرح وقایہ ج ۲ صـ ۶۳

ناظرین کرام! ہمیں مفتی صاحب پر افسوس ہے کہ ان کے مطالعہ میں ان کے مذہب کی کتابیں بھی نہیں یا تعصب سے اور کتمان حق سے کام لیتے ہیں، یا صاف کہہ دیجئے کہ اپنے مذہب کے پھیلانے کے لئے صریح جھوٹ بولتے ہیں کہ اجماع امت ان تین کے تین ہونے پر ہے تمام ائمہ دین اس پر متفق ہیں، نعوذ باللہ بالکل غلط محض جھوٹ اور پورا فریب، پھر ان تین کو ایک کہنے والوں پر لب کشائی کہ یہ مردود ہیں، مخالف اہل سنت ہیں، روافض ہیں وغیرہ، یہ تو ناقابل معافی جرأت اور شیعوں کا تبرا ہے جس سے ہم بیزار ہیں اور دنیا کے تمام بھلے لوگ بھی۔

حضرت عمرؓ کے فیصلے کی حیثیت از روئے فقہ حنفیہ

اس مضمون سے میرا ارادہ ایک یہ بھی ہے کہ میں خود مفتی صاحب کو راہ راست پر لے آؤں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ حضرت عمرؓ کے اس فرمان کا سیاسۃً ہونا شرعاً نہ ہونا خود کتب فقہ حنفیہ سے بھی مفتی دیوبند کو دکھا دوں، طحطاوی جو حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہے، اس میں تحریر ہے کہ ”انه كان فى الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحكم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر رضى الله ثم حكم بوقوع الثلاث سياسة لكثرته من الناس “یعنی ایک ساتھ کی دی ہوئیں تین طلاقیں شروع اسلام کے پاک زمانوں میں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں حضرت عمرؓ نے اس میں لوگوں کے کثرت فعل پر نظریں ڈال کر تینوں کے واقع ہونے کا حکم از روئے سیاست یعنی قانون حکومت دے دیا، اس عبارت میں دو چیزیں صاف ہیں ایسی تین طلاقوں کا صدر اول اسلام میں ایک ہونا پھر حضرت عمرؓ کا بوجہ ایک نو پیدا امر کے ان تینوں کو تین کا حکم لگانا، لیکن شرعاً نہیں بلکہ سیاستاً، حنفی مذہب کی اعلیٰ فقہ کی کتاب مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے ”واعلم ان فى الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحكم الا بوقوع

واحدة الی زمن عمر رضی الله عنه ثم حکم بوقوع الثلث لکثرته بین الناس تهدیداً " اس کا ترجمہ اور مطلب بھی اوپر کی عبارت کی طرح ہے، یعنی تین طلاقیں ایک ساتھ اگر کوئی دے دے تو وہ ایک ہی شمار ہوتی تھی، خلافت حضرت عمرؓ تک یہی مسئلہ رہا لیکن حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں جب لوگوں نے بکثرت تین طلاقیں ایک ساتھ دینی شروع کردیں تو آپ نے اپنی خلافت کے کچھ زمانے کے بعد لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ کے لئے اور انھیں تین طلاقیں ایک ساتھ دینے سے روکنے کے لئے از روئے تہدید تینوں کے تین ہونے کا حکم دیا، اس میں بھی صاف ہے کہ یہ حکم فاروقی صرف تہدید کے لئے بطور ڈانٹ ڈپٹ کے تھا، نہ کہ کچھ اور، حنفی مذہب کی فقہ کی اعلیٰ کتاب جامع الرموز میں ہے واعلم ان فی الصدر الاول اذاارسل الثلاث لم یحکم الابوقوع واحدة الیٰ زمن عمر رضی الله عنه "ثم حکم بوقوع الثلاث سیاسة وتهدیداً لکثرته بین الناس " اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ان تین طلاقوں کو جو ایک کر دی جاتی تھیں زمانہ فاروقی میں جبکہ بکثرت دی جانے لگیں تو سیاسی طور پر لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ کے لئے از روئے سیاست وقانون ملکی تین ہی کر دی گئیں، پس آج کل کے مفتیوں پر افسوس ہے جو مفت میں اپنے تعصب کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے گھر سے بھی ناواقف ہیں، خود ان کے مذہب کے ستونوں نے اسے تسلیم کیا ہے کہ یہ فیصلہ فاروقی تہدید کے طور پر سیاستاً بوجہ ایک نوپید امر کے تھا لیکن آج وہ اسے شرعی فیصلہ کہنے لگے اور جو سیاست، مصلحت، تنبیہ وغیرہ الفاظ زبان پر لائے، یہ اس پر فتوے بازی کرنے لگے اور مسئلے کی صورت مسخ کر کے اہل حدیث پر لعن طعن شروع کر دیا، وہ تو کہئے خیر گذری کہ ان کی وہ زہریلی تحریر جو انھوں ہمارے اخبار محمدی کے خلاف لکھی تھی ہماری نظر سے گذر گئی ورنہ یہ تو بڑی ڈینگ کی لیتے کہ دیکھو

ہم نے محمدی کے خلاف اس قدر تیز تحریر لکھی لیکن اس سے جواب تک نہ ہو سکا، وغیرہ، مولانا اہل حدیث کے منہ لگنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ ؎

قیامت ہے کسی کو پیار کرنا اس زمانے میں
قضا کا سامنا رکھا ہوا ہے دل لگانے میں

امام ابوحنیفہ کا مذہب

التعلیق الممجد علیٰ مؤطا محمد میں ہے ''ولو فرقهن بان قال انت طالق وطالق وطالق اوبالتكرير من غير عطف وقعت الاولىٰ خاصة'' (۱) یعنی جو شخص ان تین طلاقوں کو تفریق کے ساتھ واقع کرے یا بغیر عطف کے کہے تو ان دونوں صورتوں میں صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، یعنی اگر کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق تو تین طلاقیں نہ ہوں گی بلکہ ایک ہی ہوگی کہو مفتی دیوبند اب کیا فرمائیں گے؟ تین طلاقیں ہیں اور حنفی مذہب کا فیصلہ ان دونوں صورتوں میں یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں ایک ہی ہیں۔

پہلے کے اجماع کے خلاف کوئی اجماع نہیں

سچی بات یہ ہے کہ حنفیوں کا اور ان کے فقہاء کا یہ قول کہ تین طلاقیں جو ایک ہی وقت ایک ساتھ دی جائیں وہ شرعاً تین ہو جاتی ہیں اس پر اجماع اور اتفاق ہے، محض غلط ہے بالکل باطل ہے بلکہ صریح جھوٹ ہے نرا دھوکہ ہے صاف فریب ہے، کھلا حیلہ ہے اس سے لوگوں کو ہیبت زدہ کر کے اپنے ہاں کے ایک غلط مسئلہ کو رواج دینا انھیں منظور ہے، یہ اجماع اور اتفاق کے ہو، اسے دنیا کو ڈرا دیتے ہیں اور یہی ایک نہیں اور اسی زمانے میں نہیں یہ اُن کا پرانا ہتھیار ہے اور اس میں انھیں اتنی مہارت ہے

(۱) التعليق الممجد على موطا محمد صـ ۲۶۳

کہ صاحب ہدایہ نے امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے پر صحابہ کا اجماع لکھ مارا ہے(۱) حالانکہ ایمان کی بات یہ ہے کہ صحابہؓ کا اجماع اس کے خلاف پر بتلانا اور کہنا تو ایک حد تک مطابق واقع ہے، لیکن یہاں الٹی گنگا بہادی ہے یہی حال مفتی صاحب کے اس اجماع کا ہے کہ دراصل اجماع اس کے خلاف ہے واللہ اعلم۔ ان کے اس اجماع اور اتفاق کا دراصل وجود بھی نہیں بلکہ ہم نے پہلے ثابت کیا ہے کہ اجماع اور وہ بھی صحابہؓ کا اجماع ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر ہے، حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے تین سال تک تمام صحابی تابعی اسی پر رہے(۲) جب فاروق اعظمؓ سیاسی قانون ایجاد کرتے ہیں، اب اس مسئلہ میں اختلاف ہوجاتا ہے پھر آج تک اجماع یا اتفاق نہیں ہوا، اس مسئلہ میں پانچ قول ہیں مجددین، شاہ مسلمین سرور فقہاء، سرتاج اولیاء حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب اعلام الموقعین چھاپہ دہلی جلد ۲ ص: ۱۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔(۳)

اس مسئلہ میں پانچ مذاہب

اما المسئلة الاولىٰ وهى اذا طلق امرأته ثلاثاً جملة فهذه مما يحتج لها وللناس فيها اربعة اقوال احدها الزام بها والثانى الغاؤها جملة وان كان هذا انما يعرف عن الفقهاء السبعة والثالث انها واحدة وهذا قول ابى بكر الصديق وجميع الصحابة فى زمانه واحدىٰ الروايتين عن ابن عباس واختيار اعلم الناس بسيرة النبى صلى الله عليه واله وسلم محمد بن اسحق والحارث العكلى وغيره وهو احد القولين فى مذهب مالك حكاه التلمسانى فى شرح تفريع بن

(۱) ملاحظہ ہو ہدایہ ج ۱ صـ ۱۲۰ فصل فی القرأة
(۲) ملاحظہ ہو مسلم ج ۱ صـ ۴۷۷ باب طلاق الثلاث / اعلام الموقعین اردو ج ۲ صـ ۷۰
(۳) اعلام الموقعین اردو ج ۲ صـ ۲۵۷

الحلات واحد القولین فی مذهب احمد اختاره شیخ الاسلام ابن تیمیة والرابع انها واحدة فی حق التی لم یدخل بها ثلاث فی حق المدخول بها وهذا مذهب امام اهل خراسان فی وقته اسحٰق بن راهویه نظیر الامام احمد والشافعی ومذهب جماعة من السلف وفیها مذهب خامس وهو انها ان کانت منجزة وقعت وان کانت معلقة لم تقع وهو مذهب حافظ الغرب وامام الظاهر فی وقته محمد بن حزم ولو طولبتم بابطال هذه الاقوال وتصحیح قولکم بالدلیل الذی یرکن الیه العالم لم یمکنکم ذلک والمقصود انکم تستدلون بما یحتاج الیٰ اقامة الدلیل علیه یسلمون لکم وقوع الثلاث جملة واحدة فریقان فریق یقول بجواز ایقاع الثلاث فقد اتی المکلف عنده بالسبب المشروع المقدور فترتب علیه سببه وفریق یقول تقع وان کان ایقاعها محرماً.

یعنی حنفی حضرات ہمارے مقابلے میں جو دلیل پیش کرتے ہیں کہ تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی جائیں وہ تین ہو جاتی ہیں، یہ دلیل ان کی خود محتاج دلیل ہے چہ جائیکہ وہ دلیل ہو، ایسی تین طلاقوں کے بارے میں چار مذاہب ہیں ایک تو یہ کہ ہو جاتی ہیں دوسرے یہ اس طرح ایک طلاق بھی نہیں ہوتی سب لغو ہیں ساتوں فقیہوں کا مشہور مذہب یہی ہے، تیسرا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس طرح کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہے خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اور آپ کے زمانے کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (اس کے بعد کی بھی) ایک روایت یہی ہے، حضرت امام محمد بن اسحٰقؒ جو حضور کی سیرت وسوانح کے سب سے بڑے عالم ہیں ان کا مذہب بھی یہی ہے، حضرت حارث عکلی کا فرمان بھی یہی ہے، امام مالک

(۱) اس عبارت کا اور اس کے آگے پیچھے کا ترجمہ اور یہ بحث پوری پوری کتاب اعلام الموقعین مترجم اردو مطبوعہ مکتبہ الفہیم مئو میں ملاحظہ فرمائیں (محمد جونا گڈھی)

کے مذہب میں بھی ایک قول یہی ہے جیسے کہ شرح تفریع ابن الحلات میں امام تلمسانی نے بیان فرمایا ہے، مذہب امام احمد میں بھی ایک قول یہی ہے، اسی کو مجدد دین شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پسند فرمایا ہے، چوتھا مذہب ایسی تین طلاقوں کے بارے میں یہ ہے کہ اگر عورت سے یہ ملا نہیں اس سے اس نے صحبت نہیں کی تو ایسی تین طلاقیں ایک ہی ہیں اور اگر مل بھی لیا ہے مجامعت بھی کر چکا ہے تو تین ہو جائیں گی، امام خراسان حضرت اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت میں امام احمدؒ اور امام شافعی کے پلے کے تھے، ان بھی یہی مذہب تھا، اور سلف کرام کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے (اور اس سے پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس صورت میں چاروں ائمہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ یہ تین طلاقیں ایک ہی ہیں) یہاں ایک پانچواں قول بھی ہے وہ یہ کہ اگر طلاق جاری دی ہے تو ہو جائے گی اور اگر معلق دی ہے تو واقع نہ ہوگی، حافظ مغرب امام ظاہر محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ اگر حنفیوں سے کہا جائے کہ تم اپنا یہ مسئلہ ثابت کرو اور ان باقی مذاہب کی دلیلوں کا جواب دو تو انھیں پسینہ آ جائے گا، ایک دلیل بھی ان کے ہاتھ میں ایسی نہیں جسے کوئی عالم مان سکے، ناممکن ہے کہ ان کے ضعیف کندھے اس بار گراں کے متحمل ہو سکیں پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی پھسپھسی دلیلیں جو دراصل خود محتاج دلیل ہیں بہ حیثیت دلیل کیسے پیش فرما دیا کرتے ہیں ایک اور نکتے کی بات بھی سن لیجئے جو حضرات اس مسئلہ میں حنفی مذہب کے مسلک پر ہیں ان کی بھی دو جماعتیں ہیں ایک پارٹی تو کہتی ہے کہ یہ طلاقیں ٹھیک ہیں جائز اور جاری ہیں لیکن دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ حرام ہیں، تین طلاقیں ایک ساتھ دینا حرام ہے۔

خلاصہ

یہ ہے اس مسئلہ کی حقیقت کہ اس میں پانچ قول ہیں ائمہ دین کے وقت سے خلاف چلا آ رہا ہے بڑے بڑے بزرگان دین اس میں مختلف الرائے ہوئے

پھر آج دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنا اوراپنے گھر بھینس کا نام بیگم رکھ کرکلیاں میں گڑ پھوڑنا یہ کہاں کی دیانت داری ہے؟ پس حدیثوں سے خلفاء سے صحابہؓ کے اجماع سے ثابت بات یہی ہے کہ ایک مرتبہ کی دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی ہیں، الحمدللہ مفتی صاحب کی تحریر کے ایک ایک حرف کا مفصل اور مطول محققانہ جواب ہو چکا ہے، جو دلیلیں انھوں نے لکھی تھیں ان کا حال آپ کو معلوم ہو چکا، نفس مسئلہ پر بہت سی دلیلیں بحمداللہ جمع ہو چکیں، اس لئے اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔حسبنا الله و نعم الوکیل اب مزید بحث سنئے۔



تین طلاقیں اور حنفی مذہب

مذہب اہل حدیث

اہل حدیث تو اس صحیح حدیث کے مطابق جو مسلم وغیرہ میں ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دی ہوئی نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں (۱) اور اس حدیث کے مطابق جو ترمذی ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی تین طلاقوں والی ایک صحابیہؓ کے بارے میں ان کے خاوند کو لوٹا لینے کا حکم دیا تھا (۲) اپنا مذہب یہ رکھتے ہیں کہ ایسی حالت میں عدت کے اندر رجوع کا اور بعد عدت اگر میاں بیوی رضامند ہوں تو نئے نکاح سے بسنے کا اختیار ہے۔

مذہب حنفی

لیکن حنفی مذہب کہتا ہے کہ ایسی صورت میں بھی جب تک وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح اور مجامعت نہ کرے اگلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہو سکتی، کہنے کو تو یہ مسئلہ کہہ گئے لیکن پھر مشکلات جو سامنے آئیں تو کیا کیا مسائل ایجاد کرنے پڑے انھیں دیکھئے: میرا تو خیال ہے کہ جو حیلے اس کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں وہ جہاں بے دلیل بلکہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں وہاں مہذب انسان اور متمدن دنیا کے ماننے کے قابل بھی نہیں، خیال فرمایئے۔

---

(۱) صحیح مسلم ج ۱ صـ ۴۷۷ باب طلاق الثلاث

(۲) الفتح الربانی ج ۱۷ صـ ۲ باب ماجاء فی طلاق الثلاث مجتمعاً ومتفرقاً / مسند احمد ج ۱ صـ ۲۶۵ / اعلام الموقعین ارد و ج ۲ صـ ۶۸ / ابو داؤد صـ ۲۹۸ باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث . امام شوکانی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محل نزاع میں نص ہے، بلوغ الامانی صـ ۷

اس مسئلہ میں حنفی مذہب کے چھ حیلے

۱- درمختار (مصری جلد دوم ص: ۵۸۴)(۱) میں لکھتے ہیں اس کے لئے ایک بہترین حیلہ یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی قریب بلوغت غلام سے کردیا جائے اور دو گواہ کر لئے جائیں جب وہ دخول کر لے تو اس عورت کی ملکیت میں اس غلام کو کر دے تو نکاح باطل ہو جائے گا پھر وہ عورت اس غلام کو کسی اور شہر میں بھیج دے تاکہ یہ معاملہ پوشیدہ رہے لیکن اس عورت کا ولی بھی اس نکاح پر رضامند ہونا چاہئے

۲- ص: ۵۵۶ پر لکھتے ہیں کہ گو اس شرط پر نکاح کرنا کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں ،اس لئے کہ تو اپنے خاوند پر حلال ہو جائے ۔ہے مکروہ تحریمی لیکن اگر ایسا کرے تو وہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔(۲)

۳- پھر لکھتے ہیں کہ اگر یہ بات زبان پر نہ لائی جائے صرف دل ہی دل میں طے شدہ رہے تو کچھ کراہیت بھی نہیں بلکہ اس صورت میں اس شخص کو خدا کی طرف سے اجر ملے گا۔(۳)

۴- پھر ص ۵۸۷ میں لکھتے ہیں ایک لطیف حیلہ اس کا یہ ہے کہ نکاح کرنے والا کہے اگر میں تجھ سے نکاح کر کے مجامعت کروں تو تو تجھے طلاق بائن ہے۔(۴)

---

(۱) ومن لطیف الحیل ان تزوج لمملوک مراهق بشاهدین فاذا اولج یملکه لها فیبطل النکاح ثم تبعثه لبلد اخر فلایظهر امرها لکن علیٰ روایة الحسن المفتی بها انه لایحلها لعدم الکفاءة ان لها ولی والافیحلها اتفاقاً (درمختار ج ا صـ ۲۴۰ باب الرجعة)

(۲) وکره التزوج للثانی تحریما لحدیث لعن الله المحلل والمحلل له بشرط التحلیل کتزوجتک علی ان احللک وان حلت للاول (درمختار ج ا صـ ۲۴۱ باب الرجعة)

(۳) اما اذا اضمر اذلک لایکره وکان الرجل ماجورا (ایضاً)

(۴) ایضاً

۵- یا یہ شرط کر لے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کر کے تین دن سے زیادہ رکھوں تو تجھ پر طلاق بائن ہے(۱)۔

۶- ایک اور صورت یہ ہے کہ عورت کہے میں تجھ سے نکاح کرتی ہوں اس شرط پر کہ میرا اختیار میرے ہاتھ میں ہوگا یعنی جب میں چاہوں اپنے تئیں طلاق دے لوں(۲)۔

ان حیلوں کی تردید

یہ صورتیں تو آپ نے پڑھ لیں، اب ان حدیثوں پر بھی ایک نظر ڈال جایئے حضور ﷺ فرماتے ہیں "لاطلاق قبل نکاح" یعنی نکاح سے پہلے طلاق نہیں (شرح السنۃ)(۳) اور حدیث میں ہے " لاطلاق فیما لایملک " یعنی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں طلاق نہیں (ترمذی وغیرہ)(۴) اور حدیث میں ہے "لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل له "(۵) یعنی اس شخص پر جو کسی کی بیوی سے اس لئے نکاح کرلے کہ وہ اس پر حلال ہو جائے اس پر اور جس کے لئے یہ کیا گیا ہے اس پر دونوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے (ابن ماجہ وغیرہ) پھر نکاح سے پہلے کی طلاق اور اس کی شرطیں اور ایسا کرنے اور کرانے والا ملعون، خود حدیث میں اس سے چھٹکارے کی بہترین صورت یعنی ان تین کو ایک گن لینے کی موجود، اب میں اپنے زمانے کے مقلدین احناف سے پوچھتا ہوں کہئے آپ کی

(۱-۲) ومن لطیف الحیل قوله ان تزجتک وجامعتک او امسکتک فوق ثلاث مثلاً فانت بائن ولوخافت ان لایطلقها تقول زوجتک نفسی علی ان امری بیدی . درمختار ج ۱ صـ ۲۴۱ باب الرجعة

(۳) لاطلاق الابعد النکاح (دارقطنی ۴۷۱

(۴) دارقطنی ج۴ صـ ۱۷ / ترمذی ج ۱ صـ ۲۲۳ باب ماجاء لاطلاق قبل النکاح

(۵) مسند احمد ج ۱ صـ ۴۵۰، ۴۵۱ ج ۲ صـ ۲۲۳ / نسائی ج ۲ صـ ۸۴ باب احلال المطلقة ثلثاً ومافیه من التغلیظ / ترمذی ج ۱ صـ ۲۱۳ باب ماجاء فی المحلل والمحلل له / ابن ماجه ج ۱ صـ ۶۲۲

طبیعت ان مسائل کی طرف جھکتی ہے جو فقہاء نے بیان فرمائے ؟ یا ان کی طرف جو حدیث میں آئے ہیں ؟ میں تو آپ کو خیر خواہانہ دعوت دوں گا کہ صرف فرمان رسول ﷺ کے پابند و عامل بن جاؤ، فقہاء کو اسی درجہ پر رکھو جو ان کا ہے، جس طرح ان کا گھٹانا برا ہے اسی طرح ان کا بڑھانا بھی برا ہے، فقہ کی کتابیں کچھ خدائی کتابیں تو ہیں نہیں جو غلطی سے پاک صاف ہوں، مجتہد اور ائمہ کچھ نبی تو نہیں جو وہ معصوم محض ہوں، گو ائمہ اپنی غلطی پر بھی ثواب پائیں لیکن ہم آپ حدیث کے خلاف کسی کی مان کر خدا کے ہاں کیا منہ دکھائیں گے؟ پس جس کا قول مطابق قول پیغمبر ہو لے لو ورنہ بزرگی مسلم اور قول نا مسلم، حنفی عالمو! خدارا میری نصیحت پر عمل کرلو، اس غلط مسئلہ کو اور ان حیلوں کو چھوڑ دو اور حدیث کے مسئلہ کو برحق مان لو ؎

لایا تو ہے نصیب ہمیں کوئے یار تک
دیکھیں گذر ہو یا نہ ہو اس گل عذار تک

تین طلاقوں کے بعد حضور ﷺ نے ملاپ کرا دیا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابو رکانہؓ نے اپنی بیوی ام رکانہؓ کو طلاق دے کر قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کرلیا، پس آپ نے فرمایا تو اپنی بیوی ام رکانہؓ سے رجوع کرلے اس پر ابو رکانہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں تو اسے تین طلاقیں دے چکا ہوں آپ نے فرمایا "قد علمت راجعها" مجھے معلوم ہے جاؤ تم رجوع کرلو، پھر آپ نے آیت یا "ایها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن" پڑھی (ابوداؤد) (۱) یعنی اے نبی جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کی عدت میں دو۔

---

(۱) ابوداؤد ص ۲۹۸ باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلث / مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۵ / اعلام الموقعین اردو ج ۲ ص ۶۸

تین طلاقوں کا شرعی طریقہ

قرآن فرماتا ہے "یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن" (پارہ ۲۸ سورہ طلاق آیت ۱) اس آیت کو حضور ﷺ نے حضرت ابورکانہ کی طلاق کا مسئلہ بتلانے کے وقت پڑھی تھی جس سے آیت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ تین طلاقیں دینے والا عدت میں باقاعدہ طلاق دیا کرے، یعنی ہر طہر میں بلامجامعت حیض کے بعد ایک طلاق، نہ کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ، خود قرآن اور جگہ فرماتا ہے 'الطلاق مرتان "(۱) یعنی طلاق دو مرتبہ ہے پھر فرمایا فان طلقھا فلاتحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ "(۲) یعنی پھر اگر طلاق دے دے تو اب اسے اس عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں جب تک کہ وہ دوسرے کے نکاح میں نہ چلی جائے، (پھر وہ دوسرا مرجائے یا اپنی خوشی سے الگ کردے) پس ثابت ہوا کہ پہلی دو طلاقیں ایسی ہیں جن میں رجوع کا اور بلا کسی اور کے نکاح میں گئے طلاق دینے والے کے نکاح میں چلے جانے کا اختیار باقی ہے، چنانچہ دو طلاقوں کے ذکر کے بعد فرمایا "فامساک بمعروف اوتسریح باحسان "(۳) یعنی ان دو طلاقوں کے بعد یا تو اچھائی سے رکھے یا عمدگی سے چھوڑ دے اور آیت میں ہے " وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحاً" (۴) یعنی عدت کے اندر اندر ان کے خاوند کو ان کے لوٹا لینے کا پورا پورا حق حاصل ہے، پس یہ تین طلاقیں دینے کا شرعی قاعدہ حضور ﷺ کے زمانے میں جس نے اس کا خلاف کیا تھا اس پر آپ ناراض ہوئے اور فرمایا میری موجودگی میں تم کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کرنے لگے؟

---

(۱) البقرۃ ۲/ ۲۲۹ (۲) البقرۃ ۲/ ۲۳۰

(۳) البقرۃ ۲/ ۲۲۹ (۴) البقرۃ ۲/ ۲۲۸

فاروقی اور محمدی

برادران احناف! آؤ میں تمہیں ایک بات بتلاؤں یہ تو آپ نے معلوم کرلیا کہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنی خلافت کے تین سال تک یہی حکم رکھا کہ تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں ایک شمار کی جائے، پھر تین سال کے بعد کسی وحی کے ذریعہ تو یہ حکم بدلا نہیں، تو آج آپ اس کو بدلا ہوا اور سنت رسول ﷺ کو نسخ شدہ کیوں مانیں؟ اگر حضرت عمر فاروقؓ فی الواقع اسے تین ہی جانتے تو مان لو کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بادل ناخواستہ خاموش رہے، خلافت صدیقی میں بوجہ ماتحتی کے چپ رہے لیکن آخر خود مختاری کے زمانہ میں تین سال تک ایک حرام کو حلال قرار دینا کہاں تک اپنے اندر ندرت رکھتا ہے؟ آج کون سی وجہ مانع تھی؟ اصل بات یہی ہے جو منقول ہے اور جسے آپ ابھی اوپر پڑھ آئے کہ حضرت عمرؓ نے نہ تو شروع خلافت کے زمانے میں ایسی طلاق دینے والے پر اس کی عورت حرام سمجھی، نہ بعد از شروع خلافت حرام سمجھی، ہاں لوگوں کی حالت بدل جانے سے ایک ایسا حکم جاری کیا جس سے وہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجائیں، دوستو! اگر اسی پر اصرار ہے کہ نہیں حضرت عمرؓ نے یہ فتویٰ ابدالآباد کے لئے شرعی طور پر ہی دیا ہے تو ہم کہتے ہیں پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں؟ ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں، ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا بلکہ آں حضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے، جس طرح حضرت عمرؓ کے اس قول کو ہم نے نہیں مانا کہ حج میں تمتع نادرست ہے وغیرہ، اس قول کو بھی ہم کیوں نہ چھوڑ دیں؟ کہ ایسی تین طلاقیں تین ہی ہو جاتی ہیں، اور بھی حضرت عمرؓ کے کئی ایک مسائل ہیں جنھیں حنفی اور اہل حدیث دونوں نے بوجہ مخالفت حدیث چھوڑ رکھا ہے، (۱) پس آؤ اس قول کو بھی اسی باعث چھوڑ دیں اور خدا کی رخصت کو تنگی سے نہ بدلیں۔

سویت کہ پیام ما رساند = ایں قصہ مگر صبا رساند

(۱) ایسے مسائل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مصنف کی دوسری "اہم کتابیں طریق محمدی، ارشاد محمدی کا ضرور مطالعہ کریں۔

معصوم اور غیر معصوم

برادران! میں مانتا ہوں کہ بزرگوں کی بزرگی ماننا ضروری ہے ان کی بات سرآنکھوں پر رکھنا ہم چھوٹوں کا کام ہے لیکن ذات کی بزرگی اور بات کی بزرگی میں حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور نہیں اس لئے ہم اہل حدیث تو یہی کرتے ہیں کہ بزرگوں کی جو باتیں خلاف حدیث پائیں انھیں چھوڑ دیں تاکہ رسول خدا ﷺ کی بات کی بزرگی جوں کی توں قائم رہے، سب بزرگوں کی بزرگی تسلیم کریں لیکن نہ اتنی جتنی کہ رسول اللہ ﷺ کی کرتے ہیں، یہی نصیحت آپ کو بھی ہم کرتے ہیں کہ فقہاء کرام نبی نہیں جو وہ غلطی سے معصوم ہوں امام صاحبؒ بھی ایک مجتہد ہیں اور خود حنفی مذہب کا اصول ہے کہ " المجتهد يخطي ويصيب " (۱) یعنی مجتہد سے غلطی ہوتی بھی ہے اور نہیں بھی ہوتی ہے، تو اگر مان لیں کہ یہی مذہب فی الواقع امام صاحب کا ہے جب بھی ہم تو درد دل سے آپ کو خیر خواہانہ دعوت دیتے ہیں کہ اس مسئلے میں جن جن مجتہدین اور فقہاء کے اقوال خلاف حدیث ہیں، ان سب کو چھوڑ دو اور حدیث کو لے لو، خدا کرے یہ آواز آپ کے کان تک پہنچے اور دل میں اثر کرے۔

لئے جاتا ہے نامۂ بے کس = بال بیکا نہ ہو کبوتر کا

اصلی نکاح اور نقلی نکاح

اس میں شک نہیں کہ تین طلاقیں جس عورت کو الگ الگ مطابق سنت باقاعدہ ہو چکی ہوں اس عورت کا اگر کسی اور سے نکاح ہو جائے پھر وہ دوسرا اپنی خوشی یا کسی ان بن کی وجہ سے چھوڑ دے، یا مرجائے تو یہ عدت پوری کر کے اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے خود قرآن فرماتا ہے "فلا تحل له من بعد حتى

(۱) فتاوی شامی ج ۱ ص ۱۳۹

تنکح زوجاً غیرہ "(۱) لیکن یہ دوسرا نکاح بھی ویسا ہی ہو جیسا پہلا تھا نہ کہ حلالہ کا حیلہ۔

سوا اصلی نکاح کے سب زنا ہیں

مسلم بھائیو! آؤ میں تمہیں بخاری شریف کی ایک حدیث سناؤں اس میں حضرت عائشہؓ جاہلیت کے نکاحوں کا بیان کرتی ہیں پھر فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیج کر ہر طرح کے نکاح باطل کرا دیئے (۲) بجز اس ایک نکاح کے جو آج مشہور و معروف ہے، پس ظاہر ہے کہ حلالے کا یہ نکاح بھی باطل ہے اور نکاح کا کوئی طریقہ شرعاً نکاح کہلوانے کا استحقاق نہیں رکھتا، بجز اس ایک طریقے کے جو آج مسلمانوں میں مشہور و معروف ہے پس اے غیر تمند مسلمانو! خدا کے حرام کو حلال کر کے زنا کو نکاح نہ سمجھو، اولاً تو یہ بات خلاف شرع کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دیں حالانکہ یہ خلاف شرع طریقہ تھا، پھر دوسرا یہ خلاف کیا کہ ان تین کو تین ہی شمار کیا۔ حلانکہ یہ بھی خلاف شرع طریقہ تھا، پھر تیسرا خلاف یہ کیا کہ حلالہ کیا، حالانکہ یہ بھی خلاف شرع طریقہ تھا، چوتھا خلاف یہ کیا کہ اسے موجب حلت سمجھا حالانکہ یہ

---

(۱) البقرة ۲/ ۲۳۰

(۲) وہ حدیث یہ ہے عن ابن شهاب قال اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة زوج النبي ﷺ اخبرته ان النكاح في الجاهلية كان على اربعة انحاء فنكاح منها نكاح الناس اليوم يخطب الرجل الى الرجل وليته او ابنته فيصدقها ثم ينكحها ونكاح الآخر كان الرجل يقول لامرأته اذا طهرت من طمثها ارسلي الى فلان فاستبضعي منه ويعتزلها زوجها ولا يمسها ابدا حتى يتبين حملها من ذلك الرجل الذى تستبضع منه فاذا تبين حملها اصابها زوجها اذا احب وانما يفعل ذلك رغبة فى نجابة الولد فكان هذا النكاح نكاح الاستبضاع (الحديث)

(بخاری ج۲ صـ ۷۶۹ کتاب النکاح باب من قال لانکاح الابولی)

بھی خلاف شرع طریقہ تھا۔ پھران سب سے بڑھ کر خلاف یہ ہوگا کہ ان حادیث اوران دلائل کو سن کر بھی اسی پر قائم رہا جائے۔ اس لئے میں تو کہوں گا کہ ابھی ابھی تو یہ کرلواور حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو غلط جان کر ترک کر کے اہل حدیث کے مسلک کے مطابق قرآن وحدیث کے اس مسئلہ کو مان لو، اللہ ہدایت دے۔

تین صورتیں

اب آپ کے سامنے تین صورتیں ہیں یا تو یہ کہ ایسی تین طلاقوں کو خلاف حدیث تین شمار کر کے میاں بیوی میں حرمت کا فتویٰ دے کر امت پر ایک بڑا بھاری بوجھ لاد دیں اور سختی اور صعوبت اور مصیبت بیچارگی اور شدت ہائے وائے اور مشقت کا دروازہ ان پر کھول دیں۔ یا مکروفریب، دھوکہ بازی اور حیلے، نفاق اور زنا کاری، حدوداللہ کے ساتھ آیات قرآنی کے ساتھ مذاق غیروں کا مورد طعن و تشنیع بے حیائی اور بے باکی کی انھیں تعلیم دیں اور حلالے کی طرف راغب کریں یا مطابق قرآن وحدیث، مطابق اجماع صحابہؓ وسلف صالحین ان کے سامنے وسعت وفسحت آسانی اور سہولت رکھ دیں اور کھلے الفاظ میں کہہ دیں کہ تین طلاق ایک ساتھ دینی منع ہیں۔ اور اگر کوئی دے دے تو وہ انھیں ایک شمار کر کے عدت کے اندر رجوع کا اور بعداز عدت بہ رضاورغبت نئے نکاح سے بسنے کا اختیار رکھتا ہے، اللہ ہمیں اپنے رسول کا سچا تابعدار بنادے، آمین۔

حنفی علماء کرام کا فتویٰ کہ ایسی تین طلاقیں ایک کے حکم میں ہیں

موجودہ علماء حنفیہ کا فتویٰ

ناظرین کرام! میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ حنفی مذہب کے اس غلط مسئلے کو مصر کے حنفی چھوڑ چکے اور انھوں نے اپنا دامن جھاڑ لیا اب میں آپ کو بتلاؤں کہ آپ کے ہندوستان کے سمجھدار حنفی بھی اس مسئلے سے بےزار ہو چکے ہیں اور انھوں نے بھی اس کے خلاف اپنے فتاوے شائع کر دئے ہیں، میرے سامنے اس وقت حنفیوں کا ایک مطبوعہ رسالہ بنام ''حق وصداقت'' کی عظیم الشان فتح رکھا ہوا ہے۔ جس میں اسی مسئلے پر علماء احناف کے فتاوے درج ہیں اس لئے میں نے مناسب جانا کہ ان فتوؤں کو ناظرین محمدی تک پہونچا دوں۔ اس لئے بھی کہ اس مسئلے کی پوری حقیقت ان کے سامنے آجائے اور اس لئے بھی کہ اس سے ظاہر ہو جائے کہ خدا کے فضل وکرم سے باخبر حضرات تقلید جامد کو کس طرح چھوڑ رہے ہیں اور اس لئے بھی کہ حنفی مذہب کے دور از عقل ونقل مسائل کو زمانہ تھپیڑیں مار مار کر کیسے چھڑا رہا ہے! ہم اپنے زمانے کے بیدار مغز زمانہ شناس حنفی علماء کو مزید توجہ دلاتے ہیں کہ اسی طرح وہ لوگوں کو کتب فقہ کے ایسے مسائل کی قید وبند سے رہائی دلائیں اور قرآن وحدیث کے ماتحت انھیں لوگوں کے مقرر کردہ قوانین کی مشکلات سے آزادی عطا فرمائیں اس رسالہ کی عبارت مع سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ

۱- ایک حنفی نے اپنی عورت کو سات طلاقیں مجلس واحد میں دیں، اہل حدیث مذہب کے موافق اہل حدیث بن کر اس نے اپنا نکاح ثانی کر لیا، کیا اس کا نکاح مذہب حنفی میں جائز ہے یا نہیں؟

۲-عامی (جاہل) آدمی اپنے آپ کو حنفی کہلا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔
جواب: طلاق مذکورہ میں اہل سنت والجماعت میں اختلاف ہے۔ حنفیہ تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں حافظ ابن تیمیہؒ نے بعض حنفیہ سے ایک طلاق کا ہونا نقل کیا ہے، مثل محمد بن مقاتل (فتاویٰ ابن تیمیہؒ جلد ثالث ص ۱۷) وھو قول محمد بن مقاتل الرازی من ائمة الحنفیة یعنی حنفی مذہب کے اماموں میں سے امام محمد بن مقاتل رازیؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور فرقۂ اہل حدیث اور اہل ظاہر اور ایک جماعت حنفیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور امام جعفر صادق اور امام محمد باقر اور دیگر اہل بیت تین کے وقوع کے قائل نہیں۔ اسی طرح حضرت علی اور حضرت ابن مسعود سے بھی مروی ہے وقال آخرون فی طلاق البدعة لایقع مثل طاؤس وعکرمة وخلاس و عمر ابن اسحاق وحجاج ابن ارطاة واھل الظاھر کداؤد واصحابه وطائفه من اصحاب ابی حنیفة ومالک و احمد) یعنی دوسری جماعت کہتی ہے کہ ایسی تین طلاقیں تین نہیں ہوتیں طاؤس عکرمہ، خلاس، عمر محمد بن اسحاق، حجاج بن ارطاۃ اور ظاہری مذہب والے یعنی داؤد اور ان کے ساتھی اور امام ابو حنیفہ کے ساتھیوں کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے شرح وقایہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے القول الثانی انه اذا طلق ثلثا تقع واحدة رجعیة وھذا ھو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داؤد الظاھری واتباعه وھو احد القولین لمالک وبعض اصحاب احمد (ص: ۶۷ جلد ثانی حاشیہ شرح وقایہ) (۱) یعنی قول ثانی یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینے سے ایک ہی پڑتی ہے اور عدت کے اندر رجوع کر لینے کا حق حاصل رہتا ہے یہی منقول ہے بعض صحابہؓ سے اور یہی قول امام داؤد ظاہری اور ان کے متبعین کا اور امام مالک اور بعض اصحاب امام احمد کے دو قولوں میں سے ایک قول یہی ہے۔

(۱) عمدة الرعایة بر حاشیه شرح وقایه ج ۲ ص ۶۳

اہل حدیث کا قدیم زمانہ سے ہونا

حنفی کا اہل حدیث ہونا اور اہل حدیث بن کر نکاح کرنا بروایت شامی صحیح ہے
"حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفة خطب الیٰ رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذهبه فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط ونحو ذلک فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ماسئل عن هذه واطرق رأسه النکاح جائز " (شامی باب التعزیر ص: ۲۹۴)(۱)
ایک حنفی نے ایک اہل حدیث کے ہاں نکاح کرنا چاہا تو اس نے اس شرط پر نکاح کیا کہ آج سے وہ حنفی اہل حدیث بن جائے یعنی امام کے پیچھے الحمد پڑھے اور رفع الیدین کرے وغیرہ یہ واقعہ ابوبکر جوز جانی کے وقت کا ہے شیخ سے جب اس مسئلہ کا سوال کیا گیا تو سوچ سوچ کر جواب دیا کہ نکاح جائز ہے۔

عامی شخص کا مذہب نہ ہونا۔

۲- عامی شخص کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس واسطے اس کا حنفی کہلانا ایسا ہے جیسے کوئی بلانحو پڑھے اپنے کو نحوی کہلوائے"قلت ایضاً قالوا للعامی لامذهب له بل مذهبه مذهب مفتیه وعلله فی شرح التحریر بان المذهب انما یکون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب علیٰ حسبه اولمن قرأ کتاباً فی فروع ذلک المذهب وعرف فتاوی امامه واقواله واما غیره ممن قال انا حنفی اوشافعی لم یصر کذالک بمجرد القول کقوله انا فقیه اونحوی (شامی باب التعزیر)(۲) یعنی عام لوگوں کا کوئی مذہب نہیں ان کا مذہب تو صرف ان کے مفتی کا مذہب ہے وجہ یہ ہے

---

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ج۶ صـ ۱۳۲ کتاب الحدود باب التعزیر
(۲) رد المحتار ج۶ صـ ۱۳۳

کہ مذہب اس کا ہوتا ہے جو اپنے مذہب میں قدرے غور وخوض اور استدلال کی قابلیت رکھتا ہو یا اپنے مذہب کی کتاب پڑھے ہوئے ہو اور اپنے امام کے فتووں اور اس کے اقوال کو جانتا ہو، باقی جو شخص ایسا نہ ہو اور کہے کہ میں حنفی اور شافعی ہوں تو وہ دراصل حنفی شافعی بن نہیں جاتا جیسے کہ وہ یہ دعویٰ کرلے کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں تو فقیہ اور نحوی بن نہیں سکتا، اس صورت میں تو عامی پر تاوان بھی نہیں ہے اس کو جماعت سے روکنا حرام ہے اور قطع تعلق کرنا ناجائز ہے،

حررہ خادم العلماء حکیم محمد قائم الدین حنفی نقشبندی

ازجسوال ۲۲/ رجب ۵۰ھ عبدالغفور (مولوی فاضل)

خادم العلماء عطا محمد از جھادریاں۔

دارالافتاء امینیہ دہلی کا ایک فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں، کہ زید حنفی المذہب نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں بحالت غیظ وغضب ومرض بیک زبان تین طلاقیں دیدیں، پھر پچھتایا اور نادم ہوا کہ گھر ویران اور بال بچے دربدر ہوجائیں گے، اشد ضرورت میں مفتی اہل حدیث سے فتویٰ طلب کیا چنانچہ مفتی مذکور نے اس کو فتویٰ دیا کہ یہ ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے زید نے رجوع کرلیا، اس پر بعض ایسے علماء نے جن کی یہ رائے نہ تھی، مفتی اہل حدیث پر انقطاع تعلقات کا فتویٰ دیا اور عوام میں اس امر کو مشہور کیا کہ یہ کافر ہے، آیا یہ فتویٰ صحیح ہے کہ اس مسئلہ کی بناء پر مفتی اہل حدیث قابل مقاطعہ اور اخراج از مسجد ہے، نیز آیا حضرات ائمہ متقدمین وائمہ ہدیٰ میں سے بھی کوئی اس کا قائل تھا یا نہیں؟

دوسرا سوال:- فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے زید عمرو کو مسجد مین آنے سے روکتا ہے اور جنازہ وغیرہ میں شرکت سے مانع ہوتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ عمرو بکر وغیرہ سے ملنا جلنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا حرام ہے۔

فروعی مسائل میں اختلاف کی بنا پر محدثین کرام اور ائمہ دین عظام کے حق میں سخت بے ادبی وہتک آمیز کلمات کہتا ہے لہذا ایسے زید کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

الجواب:۔ بعض سلف صالحین وعلماء متقدمین میں سے اس کے بھی قائل ہیں کہ صورت مرقومہ میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے اگر چہ ائمہ اربعہ سے یہ بعض (۱) نہیں ہیں لہذا جس مولوی صاحب نے مفتی اہل حدیث پر جو فتویٰ دیا ہے یہ غلط ہے اور مفتی اہل حدیث پر اسی اختلاف کی بنا پر کفر ومقاطعہ واخراج از مسجد کا فتویٰ غیر صحیح ہے۔ بوجہ شدت ضرورت وخوف مفاسد کے اگر طلاق ثلاثہ دینے والا ان بعض علماء کے قول پر عمل کرلے گا جن کے نزدیک اس واقعہ مرقومہ میں ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے تو خارج مذہب حنفی سے نہ ہوگا کیونکہ فقہاء حنفیہ نے بوجہ شدت ضرورت کے دوسرے امام کے قول پر عمل کرلینے کو جائز لکھا ہے۔

۲۔ فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے زید کا عمرو کو مسجد میں آنے سے روکنا اور نماز جنازہ وغیرہ میں شرکت سے مانع ہونا ناجائز ہے اور اسی فروعی اختلاف کی وجہ سے بعض علماء محدثین یا دیگر علماء کی توہین کرنا بڑا سخت کبیرہ گناہ ہے اور توہین کرنے والے زید وغیرہ کے لئے چاہئے کہ بہت جلدی توبہ کرلیں۔

(دستخط مہر)

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی)

---

(۱) مفتی صاحب کو شاید یہ خیال نہیں رہا کہ ائمہ اربعہ میں سے بعض کا قول ایسی طلاق پر واحد رجعی کا بھی ہے، مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں "القول الثانی انه اذا طلق ثلاثاً تقع واحدة رجعية وهذا هو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داؤد الظاهري واتباعه وهو احد القولين لمالك ولبعض اصحاب احمد (ص۔ ٦٧ جلد ثانی حاشیه شرح وقایه) مطلب یہ ہے کہ امام مالکؒ کے دو قولوں میں سے ایک قول یہی ہے کہ تین طلاقیں جو بیک وقت دی جائیں وہ دراصل شمار میں ایک ہی ہوگی اور عدت کے اندر رجوع ہوسکتا ہے بلکہ ائمہ کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے (محمد)

مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند دہلی کا فتویٰ

ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جانے کا مذہب جمہور علماء کا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں اور ائمہ اربعہ (۱) کے علاوہ بعض علماء اس کے قائل ضرور ہیں کہ ایک رجعی طلاق ہوتی ہے اور یہ مذہب اہل حدیث نے بھی اختیار کیا ہے اور حضرت ابن عباس اور طاؤس اور عکرمہ وابن اسحاق سے منقول ہے پس کسی اہل حدیث کو اس حکم کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں اور نہ وہ قابل مقاطعہ اور نہ مستحق اخراج عن المسجد ہے۔

ہاں حنفی کا اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا تو یہ باعتبار فتویٰ ناجائز تھا لیکن اگر وہ مجبوری اور اضطرار کی حالت میں اس کا مرتکب ہوا تو قابل درگذر ہے۔

ایک اور سوال

سوال: شرع شریف میں حلالہ کس کو کہتے ہیں ہمارے بعض علاقوں میں مروجہ حلالہ عمل میں لاتے ہیں کسی کے لئے حلالہ کرتے ہیں بعض مفتی اس پر جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو حدیث لعن رسول الله ﷺ المحلل والمحلل له کا کیا مطلب ہے؟

جواب: الجواب — حلالہ۔ مطلقہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرنے اور پھر اس سے طلاق یا موت زوج کی وجہ سے علحدہ ہوکر پہلے زوج مطلق کے لئے حلال ہوجاتے اس کا نام حلالہ ہے لیکن زوج اول یا زوجہ یا اس کے کسی ولی کی طرف

(۱) ائمہ اربعہ میں سے امام مالکؒ کا بھی ایک قول ہے کہ طلاق رجعی پڑتی ہے جیسا کہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اختلاف ائمہ شرح وقایہ حاشیہ ص ۶۷ ج ۲ پر ذکر فرمایا ہے اور دیگر ائمہ کا بھی یہ فتویٰ ہے جیسے کہ اس کتاب میں تفصیل گذر چکی ہے

سے زوج ثانی سے یہ شرط کرنی کہ وہ طلاق دیدے اور زوج ثانی کا اس شرط کو قبول کر کے نکاح کرنا یہ حرام ہے اس میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے، حدیث جو سوال میں مذکور ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ تحلیل کی شرط کر کے نکاح کرنا موجب لعنت ہے،

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ مدرسہ امینیہ دہلی
(منقول از اخبار ''الجمعیۃ'' دہلی جلد ۴۴/۱۴
مورخہ ۶ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

تقلید بھی چھوڑی اور اہل حدیث کا مسئلہ مانا

اسے کہتے ہیں ترک تقلید اور یہی ہم چاہتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ کتب فقہ کی تنگیوں سے مجبور ہو کر آج علماء احناف نے ان کے خلاف فتوے دیئے ان کے فتوں کا خلاف کیا اور تقلیدی پٹے کو کسی قدر ڈھیلا کر دیا ہے خدا وہ دن جلد لائے کہ اس تقلید کو صحیح طور پر رخصت کر دیا جائے اور دنیائے اسلام خدائے واحد کی پرستار اور حبیب خدا کی فرمانبردار بن جائے، پس ہماری گذارش ہے کہ ہمارے عوام دوست بھی اس مسئلہ میں ہماری مان لیں ایسی تین طلاقوں کو ایک کہیں اور تقلید کی زنجیریں توڑ دیں اور ہم سے اتفاق کر لیں تا کہ مصلحین پکار اٹھیں ۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی = یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

موجودہ زمانے میں ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی عادت پڑ گئی ہے اور اس کے بعد رجوع اور نیا نکاح حرام سمجھا جاتا ہے، اور دکھیا عورت باوجود میاں بیوی کے قلبی تعلقات ہونے کے اپنے خاوند سے الگ کر دی جاتی ہے اس کا تدارک تو بحمد للہ ہو گیا، اتنی لمبی کتاب اس مسئلہ میں کافی سے زیادہ ہے اب میں چاہتا ہوں کہ عورتوں کی مظلومیت کی دوسری شق پر بھی روشنی ڈالوں و اللہ المستعان۔

مفقود الخبر شوہر کی عورت صرف چار سال تک اس کا انتظار کرے

دہلی کے علماء احناف نے مذہب کو صاف جواب دے کر ثابت کر دیا کہ امام صاحب کی تقلید کوئی چیز نہیں۔

ہم نے اس کتاب کے میں وعدہ کیا تھا کہ جس عورت کا خاوند گم ہو گیا ہو اس کی بابت بھی حنفیوں نے اپنے مذہب کا مسئلہ چھوڑ کر اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے اس فتوے کو بھی ہم مع تمہید یہاں نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ہو رہے ہیں جور ہفت افلاک کے
امتحان ہیں ایک مشت خاک کے

اہل کتاب کی جو بدخصلتیں قرآن کریم نے ذکر فرمائی ہیں ان میں ایک بدخصلت یہ بھی ہے کہ وہ ایسی ایسی بدعتیں دین میں ایجاد کرتے ہیں جو دین میں نہ ہوتی تھی انھیں اپنے اوپر لازم کر لیتے تھے لیکن پھر انھیں نبھا بھی نہیں سکتے تھے ،فرمان ہے ورھبانیة ن ابتد عوھا ، ماکتبنا ھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فمارعوھا حق رعایتھا۔ (۱)

اس امت میں یہودیت

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کچھ اہل کتاب نے کیا وہی میری اس امت میں بھی ہوگا، پس اس حدیث کی رو سے اس بدخصلت کا ظہور بھی اس امت میں ہونا ضروری تھا چنانچہ وہی ہوا، بڑی دھوم سے تقلید کی بدعت نکالی، بڑی بڑی موشگافیاں کر کے اس کا جواز، پھر ضرورت پھر وجوب پھر فرض بیان کیا، تقلید مطلق کا اثبات کر کے پھر تقلید شخصی کو فرض بنایا گیا، پھر ہر شخص کو چار اشخاص پر برابر کے حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کی تقلید کو کافی سمجھا گیا وغیرہ۔

---

(۱) الحدید ۵۷/ ۲۷

بے جڑ بدعت

لیکن قدرت کی نظر بندیاں اور دور بینیاں ملاحظہ ہوں کہ آخر اس بدعت کے چولے کا تار تار الگ ہو گیا یہ پودا پھلنے بھی نہ پایا تھا کہ پامال ہو گیا اور کسی غیر کے ہاتھوں نہیں خود مقلدین کے ہاتھوں ہی اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے کل جس تقلید کو واجب وفرض بتلایا جا رہا تھا جس کے تارک کو وزنی خوفناک فتووں سے ڈرایا جا رہا تھا، آج وجوب وفرض کو ہٹا کر خود ہی تارک بن گئے۔

حال وقال:

عنوان مضمون کے مطابق علمائے دہلی کی روش میں آپ کو بتلاؤں اس سے پہلے آیئے ذرا سی سیر کب فقہ کی بھی کر لیجئے اور تقلیدی عمارتوں کے ان ستونوں کی مضبوطی بھی دیکھ لیجئے، اس سے آپ کو وہ فرق معلوم ہو جائے گا، جو حال وقال میں ہے یعنی کتابی تقلید اور عملی تقلید کا بل آپ کے سامنے آجائے گا ہمیں تو مقلد غیر مقلد کہہ کر زبانیں سوکھی جاتی ہیں لیکن جس وقت ہم ان کی تقلید کی عملی حالت کو دیکھتے ہیں تو بے ساختہ اتنا کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں کہ

یاروں نے گو اناالحق اس منہ سے بول دیکھا
ہیں سرحق سے غافل سب کو ٹٹول دیکھا

تقلید

دنیا جانتی ہے کہ تقلید نام ہے ایک امام کی کل باتوں کے مانتے چلے جانے کا، بغیر اس کے کہ کوئی دلیل دریافت کی جائے بلکہ خود امام صاحب کا قول ہی مقلد کے لئے دلیل ہے لیکن میں ہی نہیں آپ خود تعجب کریں گے کہ اس اونچائی پر چڑھا کر اس منصب پر بٹھا کر پھر کس طرح اگلوں اور پچھلوں نے وہاں سے گھسیٹ کر معزول کر دیا ہے؟ کہ امام صاحب نے کچھ فرمایا ان کے بعد والوں نے کچھ کہا ان

کے بعد والوں نے ان کا خلاف کیا ان کے پیچھے آنے والے ان کے مخالف بن گئے اسی طرح چودہ سال تک یہی اکھاڑ پچھاڑ چلی آئی ۔ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

امام صاحب کا فتویٰ

جس عورت کا خاوند لاپتہ ہو گیا ہو مرنے جینے کا صحیح علم ہی نہ ہو کوئی خط یا خبر ہی نہ ہو تو امام صاحب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ خود فقہ کی کتابوں میں یہ منقول ہے کہ اس کے زمانے کے تمام لوگوں کی موت تک وہ عورت اپنے خاوند کے انتظار میں بیٹھی رہے، دوسرا نکاح نہ کرے، (۱) اب یہ فتویٰ کیسا ہے؟ صحیح ہے یا غلط؟ آسانی والا ہے یا سختی والا؟ مفید ہے یا مضر؟ قابل عمل بھی ہے یا نہیں؟ اس عمر کے بعد اسے دوسرے نکاح کی آزادی کا ہونا اس کے لئے کارآمد بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً پندرہ برس کی عمر میں ایک عورت کا نکاح ہوا اسی سال اس کا خاوند کہیں چلا گیا پھر اس نے اپنا پتہ ہی نہ دیا تو جب تک اس کے سامنے کے لوگ موجود ہیں وہ اپنا نکاح نہیں کر سکتی کم از کم اسے موجودہ زمانے میں ساٹھ سال تک انتظار کرنا چاہئے، اب اسے چھٹی ملے کہ وہ اپنا دوسرا نکاح کر لے اس وقت اس کی عمر پچھتر برس کی ہو گی تو یہ غور طلب بات ہے کہ اب اس سے نکاح کرنے پر کون آمادہ ہو گا؟ اور اس عمر کے نکاح میں انھیں کیا کیا فوائد ہوں گے؟ وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کو ذہن سے نکال ڈالئے اس وقت صرف یہ مطلب ہے کہ حضرت امام صاحب کا فتویٰ یہی ہے اور مقلد کے ذمہ اس کا ماننا ضروری ہے ۔

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزل ہا

---

(۱) رد المحتار ج۶ صہ ۴۶۲

مطلق کو مقید کر دیا

مگر ہمیں اس رہبانیت کو لٹتے ہوئے اور اسی کے ساتھ تقلید کا گلا گھٹتے ہوئے دیکھ کر نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے مقلدین نے، فقہ کی کتابوں کے مصنفین نے ابھی کے نہیں بلکہ متقدمین نے نہایت بیدردی اور لاپرواہی سے امام صاحب کے اس مسلک کو چھوڑ دیا، اور اس مد کو توڑ دیا تقلید کو خیر باد اور مذہب کو زندہ باش کہنے پر کفایت کی، صاف کہا کہ یہ غلط ہے کہ اس کے ہم زمانہ لوگوں کی موت تک انتظار کرے کس کس کا خیال رکھے گی کس موئے جیتے کو ذہن میں رکھے گی؟ اس لئے لازمی طور پر اس کے لئے کوئی مدت مقرر کرنی چاہئے، پس امام صاحبؒ کے مطلق کو مقید کرنے بیٹھ گئے۔

ایک سوبیس برس

چنانچہ بعض فقیہوں نے اس دکھیا عورت پر رحم کھا کر ایک سوبیس برس کی مدت مقرر کی (۱) اسے نہ پوچھئے کہ اس ایک سو برس کی عورت کو کون قبول کرے گا؟ یہ ایک سوبیس برس تک کس کی گرہ سے کھائے گی؟ یہ جو پندرہ سال کی عمر میں اپنے خاوند کو رو بیٹھتی ہے یہ اپنی جوانی کی راتیں اور مرادوں کے دن کیسے بسر کرے گی؟ یہ اپنے جذبات کے امنڈتے ہوئے طوفان سے اپنی کشتی کو کیسے پار لے جائے گی؟ کیا گارنٹی ہے کہ یہ ایک سوبیس برس کی عمر تک پہنچے گی بھی یا نہیں؟ یہاں ان باتوں سے بحث نہیں، امام صاحب کا فتویٰ خلاف رحم تھا حالات کے مناسب نہ تھا ان زبردستی کے مقلدین نے اس پر آسانی کردی کہ آپ کو امام صاحب کے اس سخت فتوے کے خلاف یہ نرم فتویٰ دیتے ہیں کہ تم صرف فقط ایک سوبیس برس تک انتظار کرو۔

---

(۱) ردالمحتار ج۶ صـ ۴۶۲

ایک سو سال

زمانہ خود استاد ہے، تجربے کا نام ہی عقل ہے ضرورت کا پورا کرنا پہلا فرض ہے حرج کو ہٹانا کامل انسانیت ہے اس لئے ان کے بعد والوں نے اپنے اکابر سلف کی غلطی کا احساس کیا اور اس دکھیا عورت پر ترس کھایا اور فرمایا اس میں سخت حرج ہے یہ بڑی تنگی ہے مانا کہ ہم مقلد ہیں لیکن اگر ایسی کہی کہ نہ اٹھائی جائے نہ رکھی جائے تو فرمایئے نتیجہ ہی کیا ہے؟ اگر ہمارے مذہب میں یہی سختی رہی تو لوگ اس سے منھ پھیر لیں گے پھر ہمیں سواد اعظم کون کہے گا؟ غور وفکر سے کام لینا چاہئے مسئلے کے ساتھ مصلحت بھی دیکھنی چاہئے، ہمارے نزدیک تو یہ جو اوپر کے بیس سال ہیں یہ قابل حذف ہیں، بس اب سہولت ہی سہولت ہے اور چین ہی چین ہے، ایسی عورت کے لئے ہمارا فتویٰ ہے کہ صرف سو سال تک انتظار کرے۔(۱) سنا آپ نے؟ بے انتہا مدت کو ایک سو بیس میں مقید کیا پھر اس میں تخفیف کے صیغے پر عمل کر کے ایک سو بیس کے ایک سو کر دیئے، نہ لیتا بھولے نہ دیتا۔

نوے برس

کچھ زمانہ اور گذرا تو پچھلوں کو خیال آیا کہ یہ بزرگان دین سلیم یہ مجتہدان قدیم یہ مفتیان شرع قویم تخفیف کرنے بیٹھے اور کچھ اچھی تخفیف نہ کی، امام صاحب نے تو غلطی کی ہی ہوگی لیکن انھوں نے غلطی پر غلطی کی بھئی ہماری رائے میں تو کم از کم دس سال تو اس میں سے اور کم کرنے چاہئیں، کیونکہ دس سال سے پہلے تو عموماً شادیاں نہیں ہوتیں تو سو سال جو ہمارے فقہائے کرام نے مقرر فرمائے ہیں کیا اچھا ہو کہ ان میں سے یہ دس سال کم کر دیئے جائیں اور اب سے تمام حنفی دنیا میں صور پھونک دیا جائے کہ ہم نے خاص رحم کھا کر ایسی حنفن عورتوں کے واسطے اپنی سرکار سے سرکلر جاری کر دیا ہے کہ وہ صرف نوے سال انتظار کریں،(۲) یعنی سو میں

(۱) ردالمحتار ج۶ صـ ۴۶۲ (۲) رد المحتار ج۶ صـ ۴۶۲

سے دس سال کم، اس عہد عتیق کے سو سال کے فتوے کو اس عہد جدید کے نوے سال کا فتویٰ منسوخ کرنا ہے۔

ہوشیار باش تا نہ رود عمر برافسوس

یہ فتویٰ بہت مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور اسے اس بیمار کی طرح لے لیا گیا جس کا دل کسی چیز کو چاہ رہا تھا اور حکیم جی نے بھی اسے بتلا دی، چنانچہ مصنف کنز نے اسی کو اختیار فرمایا۔ مصنف ہدایہ نے اسے بڑا آرام دہ بتلایا، مصنف ذخیرہ نے اسی پر فتویٰ بتلایا، الغرض حنفی دنیا میں اس مسئلہ کی پوری آؤ بھگت ہوئی۔(۱)

ستر سال

لیکن ''نئی آئی پرانی کو دور کرو'' کی مشہور مثل کو اصل کرنے کے لئے ابھی زمانے کو کئی گردشیں کرنی تھیں بہت سی کروٹیں بدلنی تھیں مندرجہ بالا نوے سال کا ڈھنڈورا ابھی پٹ ہی رہا تھا کہ فقہ نے ایک نیا سین دنیائے حنفی کے سامنے پیش کیا اور ایک دھیمی سی آواز اٹھی کہ دیکھو ایک سو بیس برس سے ایک سو برس مقرر ہوئے تھے بیس سال ایک ساتھ گھٹانے کی پرانی سنت ہے جسے لوگوں نے خیال میں نہ رکھ کر دس سال کی کمی کی بدعت نکالی، پس تم اس مردہ سنت کو زندہ کرو اور نوے میں سے بیس نکال کر ستر سال باقی رکھو، (۲) ابھی یہاں خاموشی کے ساتھ اس پر رائے زنی ہو ہی رہی تھی کہ مشہور مثل ''بوئے گل پھاند جاتی ہے دیوار گلشن کو'' لوگوں میں یہ خوشخبری سرعت کے ساتھ پھیل گئی، مخلوق کو اس طرف مائل دیکھ کر ''صدائے خلق نقارۂ خدا'' یہاں کی ٹکسال میں فوراً یہ فتویٰ ڈھل گیا کہ ایسی واجب الرحم عورت ستر سال تک انتظار کرے ہم زمانے کے لوگوں کی موت تک کا انتظار تو لامحدود مدت ہے، ایک سو بیس برس کی تو عمریں ہی نہیں ہوتیں سو سال نہایت شاق ہیں، نوے سال بہت لمبی مدت ہے، ہنوز دلی دور است، ہاں ستر سال البتہ بالکل مناسب

(۱) رد المحتار ج۶ صـ ۴۶۲ (۲) ایضاً

مدت ہے ہمارا ارادہ آسانی کا ہے سختی کا نہیں، اگر چہ بزرگان دین قدیم کے ہم مقلد ہیں لیکن اپنے بعد والوں سے تو ہمیں اپنی تقلید کرانے کی آرزو ہے، لہذا اگر اتنے بھی پر نہ ہلائے تو کل نام کون لے گا؟ چنانچہ ستر سال کا فتویٰ دیدیا اور یہ رائج بھی ہوگیا، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

نصفا نصف

جب کوئی بند ٹوٹ جائے تو یہ نہیں کہ اس میں سے ایک مرتبہ پانی آکر رہ جائے گا، نہیں وہ تو آتا ہی رہے گا، مٹکے تلے سوراخ کردیجئے تو یہ نہیں کہ دوچار بوندیں ٹپک کر رہ جائیں، نہیں وہ بوندا باندی تو اس وقت موقوف ہوگی۔ جب آخری قطرہ بھی ٹپک پڑے، اسی طرح بھلا ستر سال والوں کے فتوے کے بعد کوئی اور فتویٰ ہی نہ ہوتا تو سمجھا جاسکتا تھا کہ اب فقہاء نہیں رہے یا جو ہیں وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں اس لئے فقہائے کرام نے پھر ایک بار دماغ سوزی کی اور شاید اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ نمازیں بھی دس دس کر کے کم ہوئی ہیں انھوں نے بھی ستر میں سے دس بحق فقہاء ضبط کر کے باقی کے ساٹھ کا فتویٰ حنفیوں کے ہاتھ دے دیا، (۱) اس میں جو ایک نکتہ باریک رکھا گیا تھا وہ جس وقت حنفیوں کے سامنے آیا تو ان کی بھی باچھیں کھل گئیں اور سب نے منظور فرمایا کہ بھئی واہ کیا جدت پیدا کی ہے، انھوں نے کہا کہ دیکھو متقدمین فقہاء حنفیہ نے ایک سو بیس برس یہ ستر اور نوے اور سو یہ تو کسی پہاڑے کے مطابق بند نہیں بیٹھتے تھے اب صاف حساب ہے کہ ایک سو بیس کا نصف پورے ساٹھ گھٹا کر "نصف لی و نصف لک" کی میزان کرلی، اللہ بس باقی ہوس۔

چار سال

اب ہم کہاں تک فقہاء کے اس کرم ورحم کی ڈگریوں کا اتار چڑھاؤ بتاتے رہیں آخر یہ ہے کہ کہاں تو یہ شوراشوری اور زوزازوری تھی یا یہ بے نمکینی اور خانہ نشینی

---

(۱) ردالمحتار ج۶ صـ ۴۶۲

ہوئی کہ حکم فرمادیا کہ ان سب قصوں کو چھوڑ و عورتیں حنفی مذہب سے توبہ کر کے بدل رہی ہیں تم اس قانون کو ہی کیوں نہ بدل دو۔ اب یہ دس بین کی کی کوئی قبول نہیں کرنے کا، نئی روشنی کا زمانہ ہے آزادی ہر دل میں ہے وہ کرو کہ سانپ بھی مرے لاٹھی بھی بچے۔

ہم کہتے ہیں کہ صرف چار سال کا انتظار کافی ہے، حنفی دنیا میں شور مچ گیا ماتمی صفیں بچھ گئیں، آہ وبکا کی صداؤں نے غالباً مخلوق کے کان بھی بہرے کر دیئے سب نے منہ بسور لیا، آنکھیں بدل لیں، کہ یہ بالکل انوکھا فتویٰ ہے اس قدر ترقی کے بعد اتنا انتہائی تنزل موجب ذلت ہے ہمیں یہ ہرگز گوارا نہیں، لیکن چپکے سے ایک ایک کان میں بین بجائی گئی کہ دیکھو آج کل ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں غیر مقلدین گوشے گوشے میں بیٹھے ہیں عورتیں ان کے فتوے پر عمل کرنے لگیں گی، چار سال کا ان کا فتویٰ ہے اب کون تمہارے ساٹھ سال مانے گا عورتوں کے ولی وارث بھی عورتوں کا ساتھ دیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ غیر مقلدوں کی طاقت بڑھ جائے گی (۱) اور اس صورت میں وہ تو کعبے کے چاروں مصلے بھی اٹھا دیں گے پھر تم دیکھو تو سہی چار کا عدد کتنا اچھا ہے بڑے فرشتے چار، بڑے نبی چار، جہتیں چار، مذہب چار، مصلے چار، خلیفہ چار، غرض چار کا عدد نہایت نیک شگونی کا عدد ہے، بہت کچھ کہنے سننے سے یہ شور وغوغا بند ہوا اور برادری کی پنچایت کے چودھری کا یہ فیصلہ کندھوں پر چڑھا لیا گیا۔

کھل کھیلے

تاہم اس کے اظہار میں قدرے جھجک ضرور رہی، لیکن ہمیں خوشی ہے کہ دہلی کے علمائے احناف نے اس جھجک کو صاف اڑا دیا اس وقت ان کا ایک فتویٰ ہمارے سامنے موجود ہے جسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں اور ذی انصاف مقلدین سے

(۱) لکھتے ہیں " لو افتی به فی موضع الضرورة لاباس به " ردالمحتار ج۶ صـ ۴۶۱

کہتے ہیں اور بہ درد کہتے ہیں کہ اگر آپ امام صاحب کے کسی مسئلہ کو چھوڑ دیں تو مقلد کے مقلد رہیں اور ہم اگر چھوڑ دیں تو غیر مقلد بن جائیں کافر کہے جائیں منکر امام سمجھے جائیں ؟

اف کرکے دم بخود تیرا دیوانہ ہوگیا
دو حرف تھے کہ جس کا اک افسانہ ہوگیا

ہمارے ہاں دہلی میں ایک سوال گیا جس کا جواب یہاں کے بڑے بڑے جید حنفی علماء نے دیا جو بجنسہ درج ذیل ہے ہمارا مقصد اس کے علاوہ اس بات سے بھی ہے کہ تقلید حقیقت میں کوئی چیز نہیں، کوئی نہیں جو اس پر کاربند ہو جو لوگ ہم سے بوجہ ترک تقلید بغض و بیر رکھتے ہیں وہ آئندہ خدا سے ڈر کر اپنی اس روش سے باز آجائیں اور خدارا مسلمانوں میں فساد نہ ڈلوائیں اور مل بیٹھیں اور جرأت و ہمت سے کام لے کر جس طرح ایک مسئلے میں امام صاحب کی تقلید چھوڑی ہے اور فقہ سے منہ موڑا ہے اسی طرح اور مسائل میں بھی محققانہ روش اختیار کرکے اہل حدیث کے ساتھ ہو جائیں۔ اب فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک عورت جس کا شوہر عرصہ نو سال سے مفقود الخبر ہے اور ہر اس جگہ جہاں پر اس کے موجود ہونے کا شبہ ہوا تلاش کیا گیا مگر بے سود ثابت ہوا، اس عورت کے خورد سال بچے بھی ہیں وہ اگر نکاح ثانی کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عزت بخشئے گا۔ **بینوا توجروا۔**

جواب

الجواب: مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں فقہائے متاخرین حنفیہ نے موافق قول حضرت امام مالکؒ کے فتویٰ دے دیا ہے کہ مفقود الخبر کی زوجہ بعد انتظار

چار سال کے کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دے کر نکاح اول کے فسخ کر دینے ونکاح ثانی کی اجازت کا حکم وفیصلہ حاصل کر لے، اس کے بعد وفات کی عدت گذار کر نکاح ثانی کر سکے گی، انگریزی عدالت کے حاکم کا بھی یہ فیصلہ کافی ہوگا بشرطیکہ انگریزی عدالت کا حاکم مسلمان ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ، نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی، الجواب صحیح خادم العلماء سلطان محمود مدرس فتح پوری دہلی۔ الجواب صحیح سکندر دین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔
الجواب صحیح انظار حسین عفی عنہ، الجواب صحیح محمد شریف غفرلہ مدرسہ فتح پوری دہلی، الجواب صحیح، محمد فرید اللہ مدرس مدرسہ رحیمیہ دہلی، الجواب صواب: محمد منظور عفا اللہ عنہ ان صحت الحوالۃ فقد وصل الجواب الی الاصابۃ بندہ باگناہ محمد حسن شاہ عفی عنہ،

بوقت ضرورت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق مفقود الخبر کی زوجہ کے نکاح کا حنفی المذہب علماء فتویٰ دیتے ہیں چنانچہ مولانا عبدالحیؒ صاحب اپنے فتاویٰ عبدالحیٔ میں بحوالہ ردالمختار وغیرہ فتویٰ دیتے ہیں لہذا نکاح کسی مسلمان حاکم سے فسخ کرا کر بدیں ضرورت جو جواب ثانی میں مذکور ہیں نکاح کر سکے گی یہ ضروریات فتاوے عبدالحی میں مصرح ہیں فقط ابو محمد عبدالقیوم ولایت احمد عفی عنہ، مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

ہاں صورت مسئولہ میں موافق فتویٰ مذکور کے نکاح کر سکتی ہے بشرطیکہ نکاح کی ضرورت ہو، یعنی بلا نکاح نان ونفقہ میسر نہ ہوتا ہو یا خطر زنا ہو اور بلا ضرورت قول امام غیر امام پر فتویٰ نہ ہوگا،

اشفاق غفرلہ مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔

الجواب صواب: عبدالرحمٰن عفی عنہ مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔

نتیجہ: صحیح مسئلہ یہی ہے کہ مفقود الخبر شوہر کی عورت چار سال تک انتظار کر لے پھر اگر چاہے تو اپنا نکاح کر سکتی ہے ہمارا مقصود اس وقت یہ ہے کہ جس

طرح آپ نے اس مسئلہ میں اپنے مذہب کو چھوڑا اسی طرح تین طلاقوں کے مذکورہ مسئلہ میں بھی اپنے مذہب کو خیر باد کہئے اور یہ جو دلائل آپ کے سامنے ہیں انھیں قبول فرمائیے۔ والتوفیق بید اللہ۔

ہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ خود حنفی مذہب کے علم بردار حنفی علماء نے جو حق گو ہیں اس مسئلہ پر خاص رسالے لکھے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ فی الواقع ایسی تین طلاقیں ایک ہی کے حکم میں ہیں اور اس مسئلہ میں اہل حدیث کا فیصلہ ہی برحق ہے۔

ملاحظہ ہو رسالہ فیض محمود مصنفہ مولانا ابوالخلیل مشری حنفی تکیہ امانی شاہ مقام بھیمڑی ضلع تھانہ علاقہ بمبئی۔

مظلوم صنف نازک

عورتوں پر جہاں ایک یہ ستم ہے کہ ایسی تین طلاقوں کو جو خلاف شرع دی جائیں اور جن کی آج کل عادت پڑ گئی ہے تین گن کران بیچاروں کو اجاڑ دیتے ہیں، اس کا شرعی حکم تو آپ حضرات کے سامنے بہ بسط بیان کر دیا، ساتھ ہی جن عورتوں کے خاوند انھیں چھوڑ کر لاپتہ ہو جاتے ہیں ان کے چھٹکارے کی صورت بھی آپ کے سامنے آ گئی اب میں چاہتا ہوں کہ جن عورتوں کو ان کے دیوث اور ظالم خاوند لٹکا رکھتے ہیں نہ کھانے پینے کو دیں نہ ان کے اور حقوق ادا کریں نہ انھیں طلاق دیں بلکہ یونہی سڑا دیتے ہیں ان کے چھٹکارے کے متعلق بھی شرعی احکام بیان کردوں پس سنئے!

مظلومہ اور معلقہ عورتوں کی رہائی

موجودہ مسلم سوسائٹی میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ بعض لوگ عورتوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کرتے ہیں جس کے باعث بعض عورتوں کی عمر بڑے دکھ سے کٹتی ہے اور وہ بیچاری ان جانوروں کی طرح گھل گھل کر مرتی ہیں جنھیں کوئی باندھ لے اور نہ چارہ دے نہ چھوڑے، بعض بے حیاء و دور از عقل و دین اپنی بیویوں

کو نہ اچھی طرح بساتے ہیں نہ خوبی سے الگ کرتے ہیں بلکہ ادھر لٹکا دیتے ہیں نہ انھیں کھانے پینے کو دیتے ہیں نہ طلاق، وہ بے زبان اپنی عمریں یوں ہی آہ وزاری اوراختر شماری میں بسر کر دیتی ہیں، ایسی عورتوں کے لئے شریعت نے جو احکام دے رکھے ہیں انھیں چونکہ شرح وبسط کے ساتھ اس فتوے میں واضح ولائح کر دیا ہے اس لئے اس فتویٰ کو یہاں نقل کرتا ہوں کہ ضرورت مندوں کو بوقت ضرورت کام آئے اور عام مسلمانوں کو بھی مسئلہ پوری طرح معلوم ہو جائے۔

سوال : ایک ظالم ہے نہ اپنی زوجہ کو نان ونفقہ دیتا ہے نہ اس کے حقوق زوجیت ادا کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، کیا اس مظلومہ کے لئے شریعت محمدی میں رہائی کی کوئی صورت ہے؟ کہ اس ظالم سے رہائی پاکر اور شخص سے نکاح کر لے؟ **بینوا ایدکم اللہ تعالیٰ بروح القدس .**

الجواب : الحمدللہ رب العالمین ہمارے رب عزوجل نے (مہربانی فرما کر) ہمارے لئے اس کامل دین کو عدالت اور امن قائم کرنے کے لئے نازل کیا ہے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو بلکہ اللہ عزوجل کے حقوق بھی ادا ہوں اور بندوں کے حقوق بھی۔ **"وھذا ھو العدل الذی قامت بہ الارض والسمٰوات وخلقت لاجلہ جمیع المخلوقات "** اللہ تعالیٰ سورہ نحل پارہ نمبر ۱۴ میں فرماتا ہے" **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتآء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون"** اس تمہید کے بعد میں ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب اللہ سے سنت رسول اللہ سے ائمہ ؒ کے اقوال اور علماء کے فتووں سے ایسے چند دلائل لاؤں گا جن سے ثابت ہو جائے گا کہ اس کامل دین میں ہمارے تمام حوائج، ضروریات کے لئے حاکم اعلیٰ عزوجل کے اعلیٰ درجہ کے کافی وشافی قوانین واحکام موجود ہیں اور اس مظلومہ کی بھی رہائی ہو۔" **وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب "** اگر مرد نان ونفقہ نہیں دیتا اور عورت فسخ نکاح کرانا چاہتی ہے تو کتاب وسنت ہر چہار مذہب کی رو سے فسخ کرا سکتی ہے؟

دلیل قرآنی

اللہ عزوجل نے سورہ نساء پارہ ۵ "الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم" مردوں کو عورتوں پر سرداری تو دے دی لیکن بہ دو سبب، سبب اول یہ ہے کہ مرد عقلمندی اور متانت اور استقلال کی وجہ سے تدبیر منزل وانتظام خانہ بہتر کر سکتا ہے، دوم یہ ہے کہ وہ اپنا مال خرچ کر کے ان کو بہتر نان ونفقہ سکنیٰ لباس وغیرہ دیتا ہے،

ف: ثابت ہو گیا کہ جس مرد نے اپنے گھر کا انتظام چھوڑ دیا اپنی زوجہ کو نان ونفقہ نہ دیا اس کو آباد نہ کیا اس کی سرداری جاتی رہے گی۔

دلیل تفسیری

لتوقف المسبب علی السبب (تفسیر اکلیل ص:۱۲۶) فیه ان الزوج یقوم بتربیة زوجته وتادیبها ومنعها من الخروج وان علیها طاعته الا فی معصیة وان ذلک لاجل مایجب لها علیه من النفقة ففهم العلماء من هذا انه متیٰ عجز عن نفقتها لم یکن قواماً علیها واستدل بذلک من اجاز الفسخ حینئذ ولانه اذا خرج عن کونه قواما علیها فقد خرج عن الغرض المقصود بالنکاح" یعنی حقوق زوجیت جو زوجہ پر قائم ہیں وہ اس بنا پر ہیں کہ اس کی تمام ضروریات وغیرہ کا کفیل وہ ہے جب ضروریات پوری نہ کرے گا تو سرداری جاتی رہے گی اور اس وقت نکاح کے فسخ ہو جانے پر بھی اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے (انتہی) تفسیر فتح البیان میں ہے" قد استدل به جماعة من العلماء علی جواز فسخ النکاح اذا عجز الزوج عن نفقة زوجته وبه قال مالک والشافعی وغیر هما" (از حاشیہ جامع البیان ص:۴) یعنی جب خاوند اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دے سکے تو اس کے نکاح کے فسخ ہو جانے پر اس آیت سے علماء کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے، امام مالک امام شافعیؒ وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور دلیل قرآنی

اللہ عزوجل نے سورہ بقرہ پارہ ۲ آیت ''فامساک بمعروف اوتسریح باحسان '' اور بقرہ پ۲ آیت فامسکوھن بمعروف اوسرحوھن بمعروف ولاتمسکوھن ضراراً لتعتدوا ومن یفعل ذالک فقد ظلم نفسہ' الآیۃ میں اور سورہ طلاق پ۲۸ آیت '' فامسکوھن بمعروف اوفارقوھن بمعروف '' میں حکم فرمایا کہ اپنی عورتوں کو یا دستور کے مطابق اپنی زوجیت میں رکھو یا احسان وخوبی کے ساتھ رخصت کردو اور ایذادہی کے لئے مت رکھو۔

امام سیوطی

امام سیوطی لکھتے ہیں ''علیٰ ان العاجز عن النفقة یفرق بینه وبین زوجته لان الله خیر بین اثنتین لاثالث لهما الامساک بمعروف والتسریح باحسان وهذا لیس ممسکابمعروف فلم یبق الا الفراق'' انتہی یعنی قرآن نے دو ہی صورتیں بتلائی ہیں اچھی طرح رکھنا یا اچھی طرح چھوڑ دینا ، جب ایک شخص خرچ نہیں دے سکتا تو اچھی طرح نہیں رکھتا، پس دوسری ایک صورت ہی رہی یعنی الگ کردینا پس اس صورت میں میاں بیوی میں علحدگی کرادینے کی دلیل یہ آیت ہے۔

حنبلی مذہب

فقہ حنابلہ کی کتاب مقنع ص:۳۵۷ میں ہے(۱) ''وان اعسر الزوج بنفقتها اوبالکسوة خیرت بین فسخ النکاح والمقام وتکون النفقة دینا فی ذمته فان اختارت المقام ثم بدالها الفسخ فلها ذالک '' یعنی عورت کو اس صورت میں اختیار ہے خواہ سے خواہ نکاح فسخ کردے اگر اس نے ستانا بند کردیا پھر کچھ دنوں بعد اس کے خیالات بدلے تو بھی اسے علحدگی کا اختیار ہے

(۱) مقنع ج۳ صـ ۳۱۵ مطبوعہ مکتبہ الریاض الحدیثة

انتہی اس کے حاشیہ میں لکھا ہے ''قوله وان اعسر الزوج الخ هذا المذهب روی عن عمر وعلی وابی هریرة وبه قال سعید ابن المسیب والحسن وعمربن عبدالعزیز وربیعة وحماد ومالک وعبدالرحمن والشافعی واسحاق وعبیدة وابوثور انتهی ۔(۱) حضرت علیؓ حضرت ابو ہریرۃ کا یہی مذہب ہے اور سعید بن میتب، حسن، عمر بن عبدالعزیز، حماد، مالک عبدالرحمٰن، شافعی اسحٰق، ابوعبیدہ اور ابوثور بھی یہی فرماتے ہیں (ایضا مقنع ۳۵۷ میں ہے)

سنت رسول

ولنا قول الله تعالیٰ فامساک بمعروف اوتسریح باحسان ولیس الامساک مع ترک الانفاق امساکا بمعروف فتعین التسریح وقوله علیه السلام امرأتک تقول اطعمنی والافارقنی " (رواه احمد وروی سعید عن سفیان ابی الزناد قال سئلت سعید بن المسیب عن الرجل لایجد ماینفق علی امرته ایفرق بینهما قال نعم قلت سنة قال سنة وهذا ینصرف الیٰ سنة رسول الله ﷺ انتهی.

یعنی ہماری دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے کہ اچھی طرح روکنا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑنا اور نان ونفقہ دیئے بغیر روک رکھنا یہ بھلائی کے ساتھ روکنا نہیں پس ایسی صورت میں چھوڑ دینا ہی متعین ہے اور دلیل آں حضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ تیری بیوی تجھ سے کہتی ہے کہ یا تو مجھے کھلا پلا یا چھوڑ دے، سعید بن میتب فرماتے ہیں سنت طریقہ یہ ہے کہ جو شخص نان ونفقہ نہ دے سکے، اس کی بیوی اس سے جدا کردی جائے، سبل السلام ص ۱۷۷ میں ہے۔

امام شافعی

وفی الارشاد لابن کثیر عن الشافعی بسنده ابی الزناد قال سئلت سعیدابن المسیب عن الرجل لایجد ماینفق علی امرأته قال

(۱) مقنع ج۳ صـ ۳۱۵ (مطبوعه مکتبة الریاض الحدیثة)

یفرق بینهما قلت سنة قال سنة قال الشافعي الذی یشبه ان قول سعید سنة ان تکون سنة النبی ﷺ وقد طول الکلام فی هذافی حواشی ضوء النهار واخترنا الفسخ بالغیبة اوبعدم قدرة الزوج علی الانفاق " انتهی

یعنی امام شافعی فرماتے ہیں یہاں سنت سے مراد سنت رسول ہے ہمارے نزدیک مختار امر یہی ہے کہ خاوند کے چھپ کر بیٹھ رہنے اور خرچ اخراجات نہ پانے کی صورت میں فسخ کا اختیار ہے۔

حنفی مذہب

حنفی مذہب فقہ کی کتاب شرح وقایہ ص:۴۷ ج ۲ "واصحابنا لما شاهدوا الضرورة فی التفریق لان دفع الحاجة الدائمة لاتیسیر بالاستدانة والظاهر انها لاتجد من یقرضها وغنی الزوج فی المال امر متوهم استحسنوا ان ینصب القاضی نائباً شافعی المذهب یفرق بینهما " انتهی۔(۱)

یعنی ہمارے فقہائے حنفیہ نے بھی جب دیکھا کہ ایسی صورت میں تفریق کی ضرورت ہے اس لئے کہ روزمرہ کی حاجت قرض لینے سے پوری ہونی بہت مشکل ہے اور کون ایسا ہوگا جو اسے برابر قرض دیتا چلا جائے پھر آگے بھی خاوند کے مال کی اجازت بھی صرف اٹکل پچو بات ہے تو ان لوگوں نے بھی اسی کو بہتر سمجھا کہ حنفی کسی شافعی کو نائب قاضی کردے اور وہ ان دونوں میاں بیوی میں جدائی کرادے، شوکانی نے ذیل الغمام ص: میں لکھا ہے "لانه قد علم من نصوص الکتاب والسنة تحریم الامساک ضراراً والنهی للازواج عن الضر فی غیر موضع فوجب دفع الضرر عن الزوجة بکل ممکن واذا لم یکن الا بالفسخ جاز ذلک " انتهی یعنی یہ تو الفاظ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ ضرر دینے کے لئے عورتوں کو روکے رکھنا حرام ہے، خاوندوں کو اس سے خاص ممانعت ہے،

(۱) شرح وقایة ج۲ ص۱۵۲ باب النفقة

پس واجب ہوگیا کہ ہر ممکن طریقہ سے عورت پر ضرر دفع کیا جائے اور جب فسخ کے سوا اور کوئی طریقہ کار نہ ہو تو بیشک یہ بھی جائز ہوجائے گا دار قطنی اور بیہقی میں بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے، "ان النبی ﷺ قال فی الرجل لایجد ماینفق علی امرأته یفرق بینهما" انتہی۔(۱) یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ خاوند کو جب عورت کے خرچ کے برداشت کی طاقت نہ ہو تو میاں بیوی کو الگ کردینا چاہئے، اسی طرح جب مرد حقوق زوجیت نہ ادا کرے تو اس کی زوجہ فسخ نکاح کراسکتی ہے۔

شرح حدیث

امام ابن رجب نے جامع العلوم والحکم ص: ۲۲۰ میں حدیث(۲) " لاضرر ولا ضرار " کے تحت لکھا ہے 'ومن ترک الوطی لقصد اضرار بغیر یمین مدة اربعة اشهر فقال کثیر من اصحابنا حکمه حکم المولی فی ذلک وقالوا هو ظاهر کلام احمد و کذاقال جماعة منهم اذا ترک الوطی اربعة اشهر بغیر عذر ثم طلبت الفرقة فرق بینهما بناء علی ان الوطی عندنا فی هذه المدة واجب (الی قوله) ومذهب مالک واصحابه اذا ترک الوطی من غیر عذر فانه یفسخ نکاحه مع اختلافهم فی تقدیر المدة ولو اطال السفر من غیر عذر وطلبت امرأته قدومه فابیٰ فقال مالک واحمد واسحٰق یفرق الحاکم بینهما وقدره احمد ستة اشهر واسحٰق بمضی سنتین " انتہی یعنی صرف تنگ کرنے کے واسطے جو شخص اپنی بیوی سے وطی کرنا چھوڑ دے اور چار مہینے اسی طرح گذر جائیں تو ایلاء کا حکم ہوگا کہ اب یا تو طلاق دے یا مجامعت کرے اور رکھے امام احمدؒ کا بھی ظاہر قول یہی ہے اور ایک جماعت کہتی

(۱) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷/ ۴۷۰ باب الرجل لایجد ماینیق امرأته
(۲) جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی ص ۲۲۰ مطبوعه مطبع قرآن وسنت امرتسر

ہے کہ اس صورت میں اگر عورت جدائی طلب کرے تو جدائی کرادی جائے کیونکہ اس مدت میں مجامعت ہمارے نزدیک واجب ہے، امام مالکؒ اوران کے ساتھیوں کا مذہب یہ ہے کہ بغیر عذر کے مجامعت نہ کرنے والے کی بیوی اس سے الگ کرادی جائے لیکن مدت میں ان میں آپس میں اختلاف ہے اسی طرح بے سبب لمبا سفر کرے اور عورت کی طلبی پر بھی نہ آئے تو بھی امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حاکم تفریق کرادے گا، امام احمدؒ تو چھ مہینے کی مدت مقرر کرتے ہیں اور امام اسحٰق دو سال کی۔

امام ابن تیمیہ

امام ابن تیمیہ نے ص :۱۴۶ جلد۴ میں لکھا ہے " وحصول الضرر للزوجة بترک الوطی مفیض للفسخ بکل حال سواء کان بقصد من الزوج اوبغیر قصد ولومع قدرته وعجزه کالنفقة " انتہی یعنی جماع کو چھوڑ کر جو خاوند اپنی بیوی کو ضرر پہنچائے تو یہ بھی فسخ کا باعث ہے خواہ بلا قصد ہو یا بالقصد ہو یا خواہ قادر ہو یا نہ ہو جیسے نفقہ نہ دینے کی صورت میں اختیار ہے۔ مقنع ص: ۱۵۳ میں ہے(۱) "وان سافر عنها اکثر من ستة اشهر فطلبت قدومه لزمه ذالک ان لم یکن عذر فان ابی ولم یکن عذرشیئافی ذلک وطلبت الفرقة فرق بینهما " انتھیٰ۔ یعنی چھ ماہ سے زیادہ کا سفر کیا اور عورت کے بلانے پر بھی باوجود مقدور ہونے کے نہ آیا عذر بھی کچھ نہیں اور عورت اس سے علحدہ ہونا چاہتی ہے تو علحدہ کرادی جائے گی، ایضاً مقنع ص: ۲۷۸ کے حاشیہ میں ہے(۲) "قال ابن رجب ویوخذ من کلامه ان حصول الضرر بترک الوطی مقتض للفسخ بکل حال سوآء بقصد من الزوج اوبغیر قصد وسواء کان مع عجزه اوقدرته وکذا ذکر الشیخ تقی الدین فی العاجز والحقه بمن طرأ علیه جب اوعنة " انتہی۔ یعنی اگر وطی

(۱) مقنع ج۳ صـ ۱۰۵ باب عشرة النساء
(۲) مقنع ج۳ حاشیه صـ ۲۳۱

کرنے کے ترک سے عورت کو ضرر پہنچتا ہو تو یہ باعث تفریق ہے خواہ بالقصد ترک ہو یا بے قصد، خواہ وطی سے عاجز ہو یا وطی پر قادر ہو یہی حکم اس کا ہے جس کا ذکر کٹ جائے یا جو نامرد ہو جائے۔

علماءِ دہلی کا فتویٰ

علماءِ دہلی کے فتوے کا خلاصہ یہ ہے؛

کہ اس صورت میں عالم دیندار شریعت شعار پر واجب ہے کہ اس کا نکاح فسخ کردے کہ وہ مظلومہ ہے اور مظلومہ کو بچانا بحکم حدیث انصر اخاک ظالماً او مظلوماً واجب ہے تفسیر بیضاوی میں ہے فامسکوھن بمعروف بحسن عشرۃ وانفاق مناسب اوفارقوھن بایفاء الحق وانفاء الضرر (بدر التمام شرح بلوغ المرام میں ہے رجح ابن القاسم انہ اذااخبر الرجل امرأتہ بانہ ذومال فتزوجہ علی ذالک فظھر معدماً لاشیٔ لہ .اوکان ذامال وترک الانفاق علیٰ امرأتہ ولم تقدر علیٰ اخذ کفایتھامن مالہ لنفسھاولابالحاکم ان لھاالفسخ" یعنی ترجیح اس بات کو ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے یہ کہہ کر نکاح کیا کہ وہ مال دار ہے اور نکلا وہ مفلس یا کوئی شخص مالدار ہے لیکن اپنی بیوی کو خرچ نہیں دیتا اور وہ قادر نہیں کہ اس کا مال اپنے طور پر یا بذریعہ حاکم لیوے تو اس عورت کو فسخ نکاح کا حق ہے۔

مواہیر علماءِ دہلی

سید احمد حسن زشرف سید کونین شریف حسین، سید محمد نذیر حسین حسبنا اللہ عبد القادر بن حفیظ اللہ۔ محمد عبد الکریم الکرنوی۔ محمد عبد الحلیم محمد بدیع الزماں

غزنوی فتویٰ

خلاصہ فتویٰ مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی۔ جو شخص اپنی زوجہ کے حقوق زوجیت ادا نہ کرے وہ عورت اپنا نکاح فسخ کرسکتی ہے والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ

فامساک بمعروف اوتسریح باحسان ولیس الامساک مع ترک الانفاق امساکاً بمعروف فتعین وحدیث ابی هریرة ان النبی ﷺ قال فی الرجل لایجد ماینفق علیٰ امرته یفرق بینهما اخرجه الدار قطنی والبیهقی ۔پھر نقل عبارت کے بعد لکھتے ہیں ان سب روایات کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کے ہر چہار مذہب میں اسی پر فتویٰ ہے کہ عندالضرورت ایسی عورت کا نکاح جس کا ذکر سوال میں ہے فسخ کیا جائے۔

حررہ عبدالجبار عفی عنہ،

مواہیر علماء امرتسر: محمد جمال امرتسری، ابوعبید احمداللہ، حکیم ابوتراب عبدالحق۔

ٹونکی فتویٰ

خلاصہ فتویٰ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی ۔ایسی حالت میں کہ شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے سے عمداً اجتناب کرے، فسخ نکاح کی درخواست دے دے اورحاکم کو چاہئے کہ باضابطہ اس کے شوہر کو چار ماہ کی مہلت دے اگر اس نے حقوق زوجیت ادا کئے تو خیر، ورنہ طلاق پر مجبور کرے۔اگر نہ دے تو باختیار خود نکاح توڑنے کا حکم دے کر عورت کو باقاعدہ دوسرے نکاح کی اجازت دے دے۔

روض المربع حنابلہ میں ہے وان ترک الزوج وطیها ای وطیه زوجته اضراراًبها بلایمین علیٰ ترک وطیها ولاعذر له فکمول وکذامن ظاهرولم یکفرفیضرب له اربعة اشهرفان وطی والاامر بالطلاق فان ابیٰ طلق علیه الحاکم اوفسخ النکاح کماتقدم فی المولی ص۳۴۳ اور علماء احناف نے بھی ضرورت کے موقع پر ائمہ اہل سنت اور جماعت میں سے برخلاف مذہب حنفی کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے ۔چنانچہ مسئلہ مفقود اور بعض دوسرے مسائل میں خود احناف کرام نے ایسا کیا ہے واللہ عالم بالصواب

کتبہ عبدالمذنب المفتی محمد عبداللہ عفااللہ عنہ،

اور علماء کے دستخط: مواہیر علماء لاہور۔ الجواب صحیح والمجیب صحیح محمد یار عفی عنہ امام مسجد طلائی لاہور۔ الجواب صحیح فضل حق عفی عنہ، المجیب مصیب احمد علی عفی عنہ مدرس اسلامیہ کالج لاہور۔ الجواب صحیح نور الحسن عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اہل حدیث لاہور۔ هذا ما عندی من الجواب و الله اعلم بالصواب و انا الفقير الی الله الغنی عبد الواحد بن عبد الله الغزنوی عفا الله عنهما۔

فی الواقع جوابات سب صحیح ہیں جس عورت کو اس کا خاوند نان نفقہ نہ دے یا نہ دے سکے تو اس عورت کو اس خاوند سے چھڑا لیا جائے گا واللہ اعلم۔ محمد مدرس مدرسہ محمدیہ عربیہ دہلی صدر

بحمد اللہ ایک ساتھ کی تین طلاقوں کے ایک ہونے، جس عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اس کے چھٹکارے اور جو ظالم اپنی عورت کو کھانے پینے کو نہ دے اس کے چھٹکارے کے یہ دلائل آپ کے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کے قبول کرنے کی توتوفیق دے۔ فی امان الله

محمد جونا گڈھی

درایت محمدی

تالیف: مولانا محمد صاحب جوناگڈھی رحمہ اللہ

حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی پوری طرح چھان بین کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ ہدایہ میں امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام یوسف، امام شافعی، امام مالک وغیرہ کے مذاہب بیان کرنے میں، تاریخی واقعات نقل کرنے میں موقوف اور مرفوع حدیث کی تمیز میں، اور راویوں کے ناموں میں مصنف ہدایہ نے فاش غلطیاں کی ہیں، ہدایہ میں بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو بالکل لاپتہ اور بے اصل ہیں بہت سی صحیح حدیثوں سے انکار اور حدیثوں میں حذف واضافہ بھی ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کتب فقہ کے تمام مسائل امام ابوحنیفہ کے نہیں، ہدایہ میں خود امام صاحب کے اقوال میں حلال وحرام کا اختلاف موجود ہے اس کے علاوہ ہدایہ کے ایک سو خلاف عقل ونقل مسائل اور امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے ایک سو اختلافی مسائل قرآن وحدیث کے مسائل میں قیاس کے ذریعہ ردوبدل کے نمونے بھی آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

امام محمدی

یعنی امام ابوحنیفہ تاریخ بغداد کے آئینے میں

چوتھی صدی کے ایک بزرگ محدث علامہ خطیب کی مشہور ومعروف کتاب تاریخ خطیب بغدادی کے ایک جزء کا اردو ترجمہ، امام ابوحنیفہ کے مناقب ومثالب کے دونوں پہلو۔ آپ کی عقلمندی زیرکی دانائی اور زہد وتقوی کا بیان، حدیث رسول کے بارے میں آپ کی رائے، اپنے فتوے کے خلاف حدیث سن کر بھی آپ کا اسے بے پرواہی سے ٹالنا اور اپنے فتوے پر جمے رہنا۔ سند حدیث میں آپ کی لاابالی، آپ کا اپنے قیاسی مسائل کی نسبت سراسر باطل ہونے کا احتمال ظاہر کرنا، امام ابویوسف کو اپنے اقوال کے لکھنے سے روکنا اور اس کے علاوہ موافقین ومخالفین کے بے لاگ تبصرے اور تنقید افراط وتفریط بچنے کا جذبہ رکھنے والوں کے لئے ایک نادر تحفہ، اصل عربی کتاب کا بیروت کے جدید طبع شدہ نسخہ سے مقابلہ ومراجعہ۔

شمع محمدی

احادیث رسول اور فقہ حنفی ایک تقابلی جائزہ

یہ وہ کتاب ہے جس میں احادیث رسول اور فقہ حنفی کا تقابل پیش کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ حنفی مذہب حدیث کے خلاف نہیں، موجودہ کتب فقہ میں وہی ہے جو حدیث میں ہے، اس دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لئے اس کتاب میں ڈیڑھ سو سے زائد حدیثیں جمع کی ہیں جن میں سے ایک کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا، ان حدیثوں کے یکسر اور صریح خلاف فقہ حنفی کے مسائل ہیں، ہر حدیث اس کتاب میں مع عربی عبارت ترجمہ وحوالہ منقول ہے اس کے بالمقابل جو مسئلہ فقہ کا ہے وہ بھی اسی طرح مع عبارت وترجمہ وحوالہ ہے تاکہ حق وباطل میں صاف تمیز ہو جائے۔

مصنف نے کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ اور آخر میں ایک خاتمہ بھی لکھا ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ فقہ اور چیز ہے حدیث اور چیز ہے، تقلید شخصی اور چیز ہے اتباع سنت اور چیز ہے، محمدی جماعت الگ ہے، اور حنفی گروہ الگ ہے۔

نکاح محمدی

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا شرعی حکم

جس میں ایک ساتھ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں کے ایک ہونے ، اور خوراکی پوشاکی وغیرہ نہ دینے کی صورت میں عورت کے علحدہ ہو جانے اور گم شدہ خاوند کی عورت کے اور کسی سے نکاح کر لینے وغیرہ کے مسائل کو قرآن وحدیث وغیرہ کے سینکڑوں دلائل سے ثابت کیا ہے اور ان کے خلاف جو دلیلیں دی جاتی ہیں ان کے سینکڑوں جواب دیئے ہیں۔

آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے، مفید حواشی، نفیس طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظر عام پر آ گئی ہے۔

فضائل محمدی

حضرت امام خطیب بغدادی کی کتاب شرف اصحاب الحدیث جو چوتھی صدی کی تصنیف ہے، اس میں بدعتوں اور بدعتیوں کی مذمت، رائے قیاس اور کلام کی مذمت اہل حدیث کی فضیلت قرآن سے حدیث سے اقوال صحابہ سے تابعین محدثین اور مجتہدین سے حدیث کے حفظ کرنے کی فضیلت، اہل حدیث کا ناجی فرقہ ہونا، اہل حدیث کا حق پر ہونا، اہل حدیث کا قرآن میں ذکر اور تعریف، علم حدیث کی فضیلت تمام عبادتوں پر، اہل حدیث کی برائی میں جو اقوال پیش کیے جاتے ہیں ان کا معقول جواب اس میں ثبوت ہے کہ صحابہ، تابعین، ائمہ دین سب اپنے تئیں اہل حدیث ہی کہتے تھے

آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے، مفید حواشی، نفیس طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظر عام پر آگئی ہے۔

ارشاد محمدی

جس میں دیوبندی جماعت کے پیشوا مولانا اشرف علی تھانویؒ کے رسالہ ''الاقتصاد'' کا بھرپور جواب دیا گیا ہے، مولانا محمد صاحب جوناگڈھی نے تھانوی صاحب کی تقلیدی دلائل کے ایک سو جواب دیئے ہیں تقلید کے موضوع پر نادر و نایاب بحثیں آگئی ہیں ساتھ متنازعہ فیہ کتاب ''بہشتی زیور'' کے حیاسوز اور خلاف شریعت مسائل کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے یہ کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں حنفیہ مقلدین کا چہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔

آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے، مفید حواشی، نفیس طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظر عام پر آگئی ہے۔

دلائل محمدی (اول)

جس میں سورۂ فاتحہ پڑھنے، رفع الیدین کرنے، اوراونچی آواز سے آمین کہنے کے واضح دلائل احادیث سے، حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے اوراولیاء اللہ کے ملفوظات سے درج ہیں، اور حنفی مذہب کے معتبر علماء کا اہل حدیث کی حقانیت کا اوراہل حدیث کے ساتھ اور پیچھے نماز جائز ہونے کا فتوئی اوراہل حدیث کو مسجدوں سے روکنے کی حرمت کا ثبوت موجود ہے

آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے، مفید حواشی، نفیس طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظرعام پرآ گئی ہے۔

دلائل محمدی (دوم)

جس میں الحمد نہ پڑھنے کی دلیلوں کے ۱۶۲ جوابات ہیں، آمین بلند آواز سے نہ کہنے کی دلیلوں کے ۶۸ جوابات ہیں، رفع الیدین نہ کرنے کی دلیلوں کے ۸۹ جوابات ہیں، ناف تلے ہاتھ باندھنے کی روایت کے دس جوابات ہیں، اوران چاروں مسائل کا نہایت ٹھوس اورزبردست ناقابل انکار اورلاجواب ثبوت قرآن وحدیث اورکتب فقہ سے قابل دید ہے۔

آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے، مفید حواشی، نفیس طباعت اوردیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظرعام پرآ گئی ہے۔

ایمان محمدی

حضرت امام بیہقیؒ کی چوتھی صدی کی مشہور کتاب شعب الایمان کے مختصر کا ترجمہ جس میں ایمان کی ۷۰ شاخوں کا تفصیل وار بیان ہے ہر شاخ کا بیان قرآن وحدیث، اقوال بزرگان وغیرہ سے بسط کے ساتھ کیا گیا ہے۔

درود محمدی

جس میں مروجہ فاتحہ کی اور تیجے دسویں ،بیسویں ، چالیسویں ، ششماہی برسی عرس ، جمعرات ، چاندرات ، شب برات تبارک نذر ونیاز غیر اللہ وغیرہ غرض موت کے بعد کی کل رسموں کی تردید قرآن وحدیث، اجماع ،قیاس ،صحابہ، تابعین، تبع تابعین ، محدثین مجتہدین چاروں اماموں اور چاروں مذہبوں سے سینکڑوں دلیلوں سے تفصیل وار کی گئی ہے، اور جتنی دلیلیں ان کاموں کے کرنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں ہر ہر دلیل کے کئی کئی لاجواب جواب دیئے ہیں، امید ہے کہ اس رسالے کو انصاف سے دیکھنے والے ان بدعتوں اور فضول خرچیوں سے ضرور بچ جائیں گے۔

آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے ،مفید حواشی ، نفیس طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظر عام پر آ گئی ہے۔

مشکوۃ محمدی

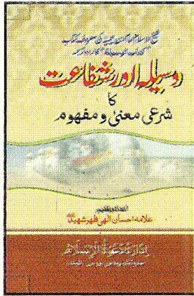
حیدرآباد کے ایک بدعتی مولوی نے اہل حدیث کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی وہ کتاب کیا تھی ؟ گویا حدیث وقرآن کی دشمنی میں جتنی اردو کتابیں ہیں سب کا مجموعہ تھی الحمدللہ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی نے اس کا وہ دنداں شکن جواب لکھا جس سے قرآن وحدیث کی پابند جماعت اور چمک اٹھی ، دنیا اجالے میں آ گئی، تقلید کے ثبوت میں حنفی حضرات جتنی عقلی نقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں سب کے جواب سواد اعظم والی حدیث سے جو حنفی دلیل لیتے ہیں انھیں اس کے ۲۴ جوابات ، امام ابوحنیفہ کی کم علمی ، حنفیوں کی حدیث سے دشمنی ، جتنی تہمتیں اہل حدیث پر رکھی جاتی ہیں سب کا تفصیلی ازالہ ، چاروں اماموں نے تقلید کی حرمت ، ان ائمہ کا اہل حدیث ہونے کا ثبوت ، لقب اہل حدیث کے قدیم ہونے کا ثبوت ، حنفی مذہب کے فسانوں اور کہانیوں کی تردید اس میں درج ہیں

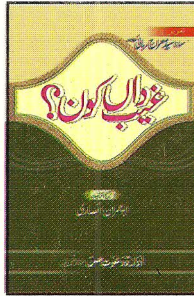
آزادی کے بعد پہلی بار یہ کتاب جدید کتابوں کے حوالے ،مفید حواشی ، نفیس طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ یہ منظر عام پر آ گئی ہے۔

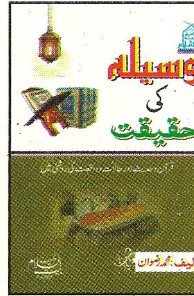
اہل حدیث اکیڈمی مئو بعض اہم مطبوعات

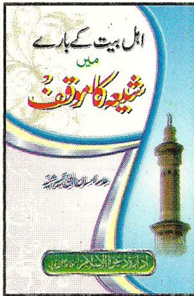
اعلام الموقعین اردو دو جلدیں
ارشاد محمدی
سیف محمدی
درایت محمدی
امام محمدی
ہدایت محمدی
شمع محمدی
دلائل محمدی
نکاح محمدی
فضائل محمدی
احناف اور اہل حدیث......
تبلیغی جماعت اور اخوان المسلمین
بدعات کی تردید میں......
آداب زواج
برصغیر میں اگر وہابی نہ ہوتے؟
ایک ہاتھ سے مصافحہ
کیا مردے سنتے ہیں
مقدس رسول
مسئلہ تقلید کی حقیقت
عورت پردہ اور لباس
مسئلہ اجتہاد (حنیف ندوی)
قرآن کریم اور ہماری زندگی
سیرت نبوی اور غیر اسلامی افکار

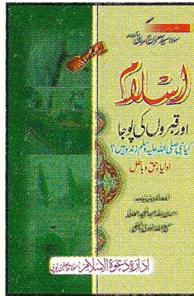
ہندوستان میں وہابی تحریک
موت کے آہنی پنجے
خواتین کے مخصوص مسائل
میدان محشر
ایک مجلس کی تین طلاق
تقاریر علامہ احسان الٰہی ظہیر
شرح اردو القرأۃ الرشیدہ (اول)
شرح اردو القرأۃ الرشیدہ (دوم)
اطاعت یا تقلید
خاتمہ اختلاف
ائمہ سلف اور اتباع سنت
وہ ایک سجدہ
رسول اکرم کی نماز
حنفی محمدی کے درمیان
کبیرہ گناہوں کی حقیقت
امت مسلمہ کے اجماعی مسائل
حقوق و معاملات (ادارہ دعوۃ الاسلام)
العلم والعلماء (ادارہ دعوۃ الاسلام)
مفید الاحناف
مقالات و فتاوے (علامہ ابن باز)
تصور شیخ
شیخ کا مقام و مرتبہ
آؤ ایمان کی باتیں کریں؟

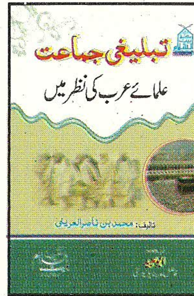


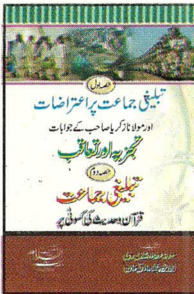


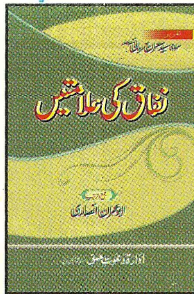


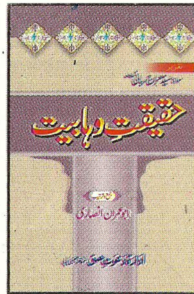












₹ 90/-

اھلحدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن (یوپی)